ناول

منصور موہنا

مؤلفہ

مولوی عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مصنف دربار حرام پور

فردوس بریں، فتح اندلس، حسن انجلینا

ملک العزیز ورجنا، فاتح مفتوح وغیرہ

باہتمام

[illegible] غلام مرزا سید محمد علی باغ مہا

مطبوعہ فیض احمدی پریس باغ مہاتما لکھنؤ

مختصر فہرست کتبخانہ تجارتی حاجی غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ناول تصانیف مولانا عبدالحلیم صاحب شرر		مقدس نازنین	۸/	پاداش عمل دوم	۸/
		جویائے حق اول	۸/	〃 سوم	۸/
عزیزہ مصر	۸/	〃 دوم	۱۲/	〃 چہارم	۸/
الفانسو	۱۲/	اتالیق بی بی	۸/	〃 پنجم	۱۲/
فاتح مفتوح	۸/	خوفناک محبت	۸/	**مختلف مصنفین کے دلچسپ ناول**	
ایام عرب کامل	۱۲/	ماہ ملک	۶/		
فتح اندلس	۶/	افسانہ قیس	۳/		
یوسف نجمہ	۸/	ملکہ زنوبیہ	۳/	نیلی چھتری	۸/
زوال بغداد	۸/	سکینہ بنت حسین	۶/	بہرام کی گرفتاری	۸/
رمتہ الکبریٰ	۸/	ابوبکر شبلی	۸/	بہرام کی رہائی	۸/
فلپانا	۸/	سوانح جنید بغدادی	۸/	نشتر	۵/
شوقین ملکہ	۸/	سوانح خواجہ معین الدین	۶/	اشک حسرت	۸/
حسن کا ڈاکو کامل	۸/	منصور موہنا	۶/	مشتاق زہرہ	۵/
دربار حرامپور کامل	۱۰/	ملک العزیز ورجینا	۶/	رزم بزم کامل	۱۲/
غیب دان دولھن	۸/	حسن انجلینا	۶/	ڈاکٹر کی بیٹی	۵/
مینا بازار	۸/	فردوس بریں	۵/	مظفر راما بائی	۴/
طاہرہ	۸/	حسن بن صباح	۱/	جنت الفردوس	۸/
لعبت چین	۸/	بدرالنساء کی مصیبت	۱۰/	کنیز فاطمہ	۴/
فلیس لعبی	۸/	دلچسپ کامل	۶/	کایا پلٹ	۵/
بابک خرمی کامل	۸/	دلکش کامل	۱۰/	میٹھی چھری	۲/
آغا صادق کی شادی	۱۰/	پاداش عمل اول	۸/	ہیرے کی کنی	۳/

ملنے کا پتہ: بنام شیخ غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ آنا چاہیئں

کامیابی او مقتا البحری

ہمارا قصہ ۳۹۵ھ ہجری سے شروع ہوتا ہے ہجرت کی پہلی صدیوں میں فتوحات کا ایک طرف افریقہ کو طے کرکے اندلوسیہ یعنی ہسپانیہ عظمیٰ تک پہونچ گیا تھا اور دوسری طرف شام اور ایشائے کوچک اور سرزمین ایران سے تجاوز کرکے خراسان ... ہوا ملک افغانستان تک آگیا تھا اس سال اس کی موجین ہندوستان کو تھپیڑے ... رہی تھیں اور دریائے اٹک کے کنارے ... مسلمانوں کے اکھاڑے بن چکے تھے جنھوں نے آخر ہندوستان میں آرین بہادروں کی قوت توڑکر مسلمانوں کو کامیاب کیا۔ ہندوستان کے اس مشہور دریا کے دونوں جانب دُور دُور تک میدان پھیلے ہوئے ہیں جن میں ہر طرف یا تو ریگستان نظر آتا ہے جو راجپوتانہ کی سرزمین کا نمونہ دکھا رہا ہے یا سنگستانی پہاڑیاں ہیں جو سلسلہ بندی کے ساتھ جاتے جاتے افغانستان کے دشوار گذار پہاڑوں سے مل گئی ہیں۔ یہاں سخت اور تاخت اور تاراج پر زندگی بسر کرنے والی قومیں آباد ہیں جنکی وجہ سے اکثر خونریزی اور لوٹ کا بازار گرم رہا کرتا ہے۔ مگر ان دنوں بے امنی ترقی کر گئی ہے کیونکہ ایک طرف ہندوستان کی فوجیں تمام اطراف سے سمٹ کے فراہم ہوئی ہیں اور ایک طرف ترکی اور افغانی قرآن شریف کے دین کو لے کے آتے ہیں اور یہاں معرکے سر کرکے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

اس سے پیشتر کی لڑائیوں نے ہندو راجاؤں کے دل میں خوف بھی پیدا کردیا ہے وہ خوف رعایا پر اس قدر اثر کرگیا ہے کہ وہاں ... اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں

مسافرون نے راستہ چلنا چھوڑ دیا ہے سپاہیون سے بھی جو کوئی کسی کام کو فوج سے
نکلنا چاہتا ہے تو تنہا نہین نکلتا بلکہ اپنے بیڑے کے بہت سے سپاہیون کا گروہ باندھ
کے نکلتا ہے جو تنہا کسی طرف نکل گیا اپنے حریف کے ہاتھون قتل ہوا یا گرفتار کر لیا
گیا عورتین جو ہمیشہ صبح تڑکے دریا مین جا جا کے نہانے کے عادی ہو رہی تھین [illegible]
گھر مین بیٹھی بیٹھی کانپ رہی ہین کہ ظالم و جابر ترک سپاہی گرفتار کر کے لونڈی نہ بنا لین
دریائے اٹک کے کنارے جو بت خانے اُجلے گئے ہین اور جنگی خوشنما اور مستطیل عمارتون سے
وہان کے صحراؤن کی زینت ہے سب سنسان اور خاموش پڑے ہین۔ چند روز پہلے
ان مین دیوتاؤن کی پرستش بڑی دھوم دھام سے کی جاتی تھی خصوصاً صبح کے وقت گھنٹون
اور ناقوسون کی آوازین کثرت گونجتی تھین۔ وہی تلوار جس نے شام و روم مین عیسائیون
کے گرجے ویران کئے جس نے ایران مین مجوسیون کے آتشخانے سرد کئے۔ اسی کا سایہ
اب ان بتخانون پر پڑا ہے۔

اس دریائے اٹک کے مشرقی کنارے پر ایک وسیع سبزہ زار ہے جو مسافرون کو
ملک سندھ تک پہونچاتا ہے کبھی یہان وہ مسافر نظر آیا کرتے تھے جو [illegible]
مین آئے تھے پنجاب سے سندھ کی طرف جانا چاہتے تھے لیکن افسوس اسوقت اس صحرا کو
ہم بالکل سنسان پاتے ہین۔ چونکہ دریا قریب ہے اس وجہ سے طیور ہر طرف سے کثرت
سے نظر آتے ہین جو اپنی آزادی پر اس درجہ نازان ہین اور اس جوش مسرت سے کلیلین
کر رہے ہین کہ گویا ان کو ملک کی موجودہ مصائب اور تباہیون کی کچھ پروا نہین اگرچہ خوف
کا موسم ہے۔ مگر غریب گڈریے اپنے بے زبان مویشیون کو چرانے لائے ہین لیکن ہر چہار
طرف گھبرا گھبرا کے دیکھتے جاتے ہین کہ کہین ایسا نہو کہ کسی طرف سے مسلمان سپاہی
آ پڑین اور جانورون کو پکڑ لیجائین۔

اس وقت پہر دن چڑھا ہوگا گرمیون کا آفتاب سرزمین ہند سے نمایان ہو رہا ہے اور
اس کی حرارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہندو راجاؤن کا جوش و غضب نمایان ہے اور اس
عہد کی ہندوستانی پبلک کے مسلمانون کی روک تھام کے لئے جو گرمجوشیان ظاہر ہوتی تھین انکا

نمونہ دکھا رہا ہے صحرا کی بالو گرم ہوا ہو کے اوڑنے لگی ہے اور اس خیال سے کہ ترکی سوار
آکے پامال نہ کرنے لگیں زہریلی لو دشتی پیڑ پر سوار ہو ہو کے زندگی ہی مین آسمان کے سفر پہ
آمادہ ہو گئی ہے یا شاید سرزمین ہند کی قدیمی شاہمیت سے اپنے ہندو فرمان رواؤن
کے ساتھ نمک حرامی اور بے وفائی کرنے کو تیار ہوئی ہے اور ان ہی کی طرف زبان حال سے
اشارہ کرکے کہہ رہی ہے کہ مسلمانون سے لڑنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے یعنی اس حال مین شمال
کی طرف سے ایک فوج نمایان ہوتی ہے ایسی تیزی سے بڑھتی چلی آتی ہے کہ جس سین مین ہین
یہ ملی ہے یا تو ابھی آسمان کی افق شمال سے ملی ہوئی تہین یا ابھی وسط صحرا مین آگئی
سوارون کی اور ان کے ہاتھ پاؤن کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ یہ صورتیں جس سرزمین پہ
سیر کر رہی ہین وہین کی نہ خاک سے انکے پتلے بنے ہیں سرخ و سفید چہرے
جو بلے سینے بڑے بڑے ہاتھ پاؤن لمبی ڈاڑھیان تیز آنکھیں جن سے غصے کے
وقت شعلے نکلنے لگتے ہین -

یہ سب چیزین ایسی ہین کہ جو خاص ہندوستان کے باشندون سے انکو جدا کر رہی
ہین یہ سوار شمار مین کچھ سو سے زیادہ نہ ہونگے ان کا سردار جو ایک خوش رو اور کم عمر
شخص ہے شجاعت اور جوانی کے جوش مین بھرا ہوا سوارون کے آگے جا رہا ہے
معمولاً سپاہی اپنے اپنے افسر کا حکم مانتے ہین مگر اس نوجوان کے پیچھے پیچھے جس
وضع سے جا رہے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع فرمان ہونیکے علاوہ اسکی وقعت
اور اس کا ادب بھی بہت کچھ انکے دلون مین موجود ہے اس قدیم زمانہ مین یہ ضابطہ اور
یہ انتظام کہان مگر صرف نوجوان کے رعب و داب نے سوارون کو اس قدر باضابطہ بنا دیا
ہے اور کسی طرح ممکن نہین چلتے چلتے نوجوان نے آواز بلند پکار کے کہا کہ
ایک قدآور شخص جو سب سوارون کے ساتھ جا رہا تھا آگے بڑھا اور ادب سے سلام
کرکے خاموش کھڑا ہو گیا -

نوجوان - تم اس راستون سے واقف ہو یہی راستہ ہے نہ ؟
بھیمے - حضور یہی راستہ ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ وہ بھاگ کے ادھر ہی گیا

راستہ سے گیا ہے "

نوجوان ۔ ابھی تک تو کہیں پتہ نہیں ہے مگر ہماری تلوارون سے بھاگ کے کہان جاسکتا ہے "

یحییٰ ۔ یہ تلوارین ہمیشہ عرصۂ کارزار مین اپنے جوہر دکھاتی رہی ہین اور دنیا کو آخر کفر اور شرک کے ان ہی آبدار تلوارون نے پاک وصاف کیا ہے "

نوجوان ۔ مگر ابھی ہندوستان باقی ہے "

یحییٰ ۔ اس [illegible] سلطان [illegible] آپکی ذات پر منحصر رکھا ہے - اب وہ وقت آگیا کہ آپکی بلند حوصلگی اس ملک مین بھی فتح و نصرت کے ساتھ اسلام کے جھنڈے اڑائے -

نوجوان ۔ ہان [illegible] محمد بن قاسم کے بعد سے پھر تو کسی کو ادھر کا رخ کرنیکی جرأت نہین ہوئی

یحییٰ ۔ حضور یہان کے راجہ اور راجپوت [illegible] کیلئے [illegible] بادشاہ اسلام [illegible]

نوجوان ۔ دیکھئے مگر [illegible] اس راجہ کی بغاوت اور سرکوبی کی سزا دے [illegible] واپس جائین "

یحییٰ ۔ [illegible] فتوحات کا بڑا شوق ہے اس ملک کی فتح ضرور کرینگے ابھی نہین پھر سہی

نوجوان ۔ ہان یہ صحیح ہے - مگر مین تو واپس جانے کے بالکل خلاف ہون [illegible] اعلاء کلمۃ اللہ مین کس کا خوف ہے یحییٰ خدا ہمین فتح و نصرت ہی عنایت کریگا - راجپوت ہزار بہادر ہون مگر ہمارے سپاہیون کا مقابلہ تھوڑے ہی کر سکتے ہین "

یحییٰ ۔ بجا ہے بارہا تجربہ ہوا اور ہمیشہ ترکون اور افغانون نے راجپوتون پر عرصۂ کارزار تنگ کردیا - مگر حضور اصل یہ ہے کہ ابھی تک سرحد ہی پر لڑائیان ہوئی ہین جب سلطانی فوج ظفر موج دریائے سندھ سے آگے بڑھیگی اسوقت راجپوتون سے لڑائیان ہونگی اور معلوم ہوگا کہ راجپوتون کے دل کس قدر مضبوط ہین -

نوجوان - تم کو ہمارے سپاہیون کا امتحان نہین ہوا ہے - راجپوت ہزار شجاع اور بہادر ہون مگر [illegible] کے سامنے انکی کچھ ہستی نہین - ہان یہ بھی مانتا ہون کہ وہ

پورے سپاہی ہوتے ہین لیکن ان ترکی جوانون کے سامنے ایکدن سے زیادہ نہین
ٹھہر سکتے اب تو چلنے مین جلدی کرنا چاہئے چلو۔
یہ کہہ کے نوجوان گھوڑا بڑھا دیتا ہے اور اس کی ہمراہی تمام سوار باگین ڈھیلی
کردیتے ہین اور فتحمند گھوڑے ہوا سے باتین کرنے لگتے ہین نوجوان کے ہاتھ مین جو جھنڈا ہے
وہ ہوا مین لہراتے لہراتے یک بیک ٹھہر جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے گھوڑے
کو چلتے چلتے فوراً روک لیا تھا۔ نوجوان کچھ دل مین سوچ کے اپنے سوارون کی طرف متوجہ
ہو کے کہتا ہے۔ بہادرو امتحان اور ہنر و آزمائی کا وقت آگیا کافر سامنے نظر
آرہے ہین۔

نوجوان۔ سنئے اب ہندو راجپوت زیادہ بہادر ہین یا میرے جانباز ترک
یہ ان بہادرون کے امتحان کا ہے۔ مگر ان لوگون سے لڑنا ہی کیا بھاگے ہوؤنکو مارنا بھی
کوئی مشکل کام ہے؟ جس وقت نوجوان نے یہ تقریر شنی تھی اس وقت کچھ ہندو سوار نظر
آتے تھے جو اب صاف صاف نظر آتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ شمار مین بھی تھوڑے
نہین ہین جتنی دیر مین نوجوان نے تقریر ختم کی اتنی ہی دیر مین وہ مستعد کارزار
ہوگئے۔ انہون نے اپنی میان سے نکال لین اور اس جوش و خروش سے بڑھے
گویا اپنا دینے ہی کی غرض سے بڑھے تھے۔ بلکہ مسلمانون کے حملہ کا انتظار
بھی نہ کیا اور خود ہی اس شان سے حملہ کردیا کہ بہادر راجپوت تلوارین ہلاتے چلے
آتے ہین اور بھاٹ ان کی مدح خوانی مین اپنی فصاحت اور قادرالکلامی کے جوہر
دکھارہے تھے۔ ادھر سے نوجوان کے سپاہی بھی بڑھے اور دونون فوجون کے
بڑھتے ہی گویا دونون طرف کا ہر سپاہی ایک قضا کا فرشتہ بن گیا۔ راجپوت
شمار مین پانچسو سے زیادہ نہ تھے مگر اس ثابت قدمی سے لڑے کہ دن آخر ہو چلا
اس وقت مسلمان سپاہی زیادہ تیزی سے خونریزی کرنے لگے کہ آفتاب کے غروب
ہونے سے پہلے ہی حریف کو بھگا دین ناگہان ہندوؤن کے دو سو سپاہی جو کسی طرف
سے ادھر آنکلے تھے اپنے ہم مذہبون کی مدد پر آمادہ ہوگئے اور فوراً حملہ کردیا مسلمانون کے

دلون مین ایک قسم کا خوف پیدا ہو چلا تھا مگر نوجوان نے ایسی پُرجوش تقریرین کین اور اس خوبی سے راجپوت بہادرون کے مقابل مین دادِ شجاعت بہادری دی کہ ہندوون کے تمام گروہ مین لغزش ہوئی اور اب کیا تھا ترکی سپاہی یک بیک ٹوٹ پڑے اور دل بڑھا کر اپنے شکستہ دشمنون کو برابر قتل کرنے لگے۔ کچھ لوگ تو نکل گئے جنکے تعاقب مین نوجوان گھوڑا اڑائے چلا گیا۔ باقی سب قتل ہوئے اور بہت گرفتار کیے گئے اور لڑائی کا پورا خاتمہ ہوا جس وقت ٹھہرائے اوس وقت یہ سمان نظر آیا کہ میدان بہادرون کے خون سے لالہ زار ہو رہا ہے اپنے قومی جوش مین جان دینے والے بے تکلف بے خوف خون آلود دامن صحرا پر لیٹے ہوئے ہین اور خواب مرگ کا مزہ اٹھا رہے ہین اور غضب یہ ہوا کہ راجہ بھی مسلمانون کا قیدی تھا جس کے تعاقب مین یہ مسلمان سپاہی آ گئے تھے اوس کی آزادی چھن گئی تھی دشمنون کے پنجہ مین اسیر تھا مسلمانون کا وہ دوسرا افسر یحییٰ لُٹے لُٹے خیمے مین لے گیا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ نوجوان سردار بہادر آ جائے جو ان کے تعاقب مین چلا گیا ہے آ ئے تو راجہ سے اوس کی سرکشی کی باز پرس کی جائے۔ رات گذری جاتی تھی اور اس کے واپس آنے کی انتظار مین بھی ایک اضطراب پیدا ہوتا تھا آخر یحییٰ مین زیادہ بے صبری پیدا ہوئی اور گھبرا کے راجہ سے پوچھنے لگا۔

یحییٰ- آخر تمھین بغاوت کی سزا مل گئی کیا تمکو نہین معلوم تھا کہ ہمارے سپاہیون کی جانبازیان ایسی نہین ہین کہ تم مقابلہ کرنا کیسا انکی تلوارون سے اپنی جان بھی بچا سکو اگر ہمارے سلطان کو تم اپنا بادشاہ نہین مانتے تھے تو اپنے قدیم بادشاہ راجہ دہلی کی اطاعت کی ہوتی۔ مین نے سنا ہے کہ تم نے اوس کے مقابلہ مین بھی علمِ بغاوت بلند کیا تھا یہ اوسی کی رنجشون کا نتیجہ ہے اللہ اکبر سلطان محمود غزنوی کے مقابل مین کوئی بادشاہی کا دعویٰ نہین کر سکتا ایک روز آنیوالا ہے کہ دہلی کا راجہ بھی ہمین ہی سلطان کے مقابل مین نیچا دیکھنا ہوگا

راجہ- یہ دھمکی دینے کا وقت نہین ہے پرمیشور کی یہی مرضی تھی مجھے تقدیر سے کسی قسم کی شکایت بھی نہین۔ میرے دل مین استقلال ہے چاہے سلطان محمود ہو اور چاہے کوئی اور بادشاہ ہو میری نظر مین کچھ اس کی ہستی نہین۔ ہان اتنا افسوس ہے کہ اگر دلی کے راجہ سے ملا رہتا تو زیادہ مناسب تھا کیونکہ اس صورت مین مجھکو جرات

نہ ہوتی کہ ہماری زمینوں کو آکے ناپاک کرتے۔

یحییٰ "اصل یہ ہو کہ تمھاری اس متعصبانہ بت پرستی ہی نے تم کو خراب کیا سلطان نہایت ہی دیندار اور خدا ترس بادشاہ ہو اگر تم لوگ بت پرست نہوتے تو وہ تمھاری سرزمین کو کیون شکارگاہ نہ بنا دیتا۔ دیکھو عنقریب ہندوستان میں تمام جھنڈے سرنگون ہو جائینگے اور ہماری تلوارین اگر یون نہ مانو گے تو جبراً اللہ اکبر کی آوازین بلند کرائینگے"

اب زیادہ رات ہو چکی ہو اور یحییٰ کے دل مین ایک تشویش پیدا ہوئی جو ساعت بساعت بڑھتی جاتی تھی۔ کیونکہ نوجوان سردار ابھی تعاقب سے واپس نہین آیا تھا اس نے اپنے چند ماتحت افسرون کو بلا کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بظاہر کل مسلمان سپاہی آ پہنچے صرف نوعمر بہادر سردار فتح منصور ابھی تک نہین آیا۔ یحییٰ نے حکم دیا کہ پچاس سوار تلاش کرکے آئین۔ سوار دہر اودہر روانہ ہوے یحییٰ دل مین سوچ رہا تھا کہ [illegible] ہوا اپنی فوجکشی مین ہم کامیاب ہوئے بجے رام جس کے تعاقب مین ہم روانہ کئے گئے تھے وہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ راجپوت ہماری تلوار [illegible] بھاگے مگر ہمارے لائق و بہادر سردار منصور کا پتہ نہین خدا جانے کہان چلے گئے اس وقت تک واپس نہ آنا بے سبب نہین ہو سکتا۔ افسوس اگر انکا پتہ نہ لگا تو سلطان کو بڑا صدمہ ہوگا اُن کو منصور سے بڑی محبت ہے اپنے بیٹے کی جگہ سمجھتے مین [illegible] اپنی عالی خاندانی اور نیز جرأت کی وجہ سے دل مین جگہ کر لینا [illegible] کر لیا ہے۔ اگر ہم یونہین واپس گئے تو سلطان ہم لوگون سے سخت ناراض ہونگے اور کیا عجب جو ہم لوگون کو الزام دیا جائے او سختی سے باز پرس کیجائے اور سلطان کی برہمی بھی بیجا نہو گی کیونکہ منصور سا ایسا شریف النسل نوجوان جانباز شہزادہ [illegible] ہے۔ یحییٰ اس کے بعد راجہ گرفتار کی طرف متوجہ ہوا جو سامنے بندھا ہوا کھڑا تھا کہا [illegible] "یہ راستہ جو سامنے گیا ہے جدھر تم جاتے تھے کہان کو گیا ہے"

بجے رام "یہ راستہ [illegible] گیا ہے۔ میرا بھی یہی قصد تھا کہ [illegible] ہو سکے کوشش کرکے سندھ کو چلا جاؤن اور وہان کے راجا [illegible] سے [illegible]

تمھارے ساتھ مقابلہ کو آؤن اور بیشک وہ لوگ میری مدد کرتے ۔ کیونکہ مسلمانون کے
نام سے بہ نسبت ہمارے یہان کے راجاؤن کو زیادہ عداوت ہے ۔ پیشتر مسلمانون
نے اس ملک پر قبضہ کر کے ایسے ظلم کئے تھے کہ وہان کے لوگون کو مسلمانون کے
نام سے نفرت ہے عرب کے مسلمانون کا نام ونشان مٹا دینے کے بعد سے وہ ہمیشہ
آمادہ رہتے ہین کہ کوئی اسلامی فوج انپر حملہ کرے تو کافی قوت سے مقابلہ کر سکین ۔ اگر مین
وہان پہونچ جاتا تو تم لوگون پر اتنی بڑی آفت لاتا جسکا تم ہرگز مقابلہ نکر سکتے ۔

یحییٰ ۔ ملک سندھ یہان سے کتنی دور ہوگا ۔

رام ۔ یہ تو مجھے معلوم نہین مگر ہان اتنا کہہ سکتا ہون کہ بہت دور ہے دو مہینہ سے کم کی راہ نہین ہے

یحییٰ ۔ راستہ مین اور بھی آبادی ہے یا وہان تک ریگستان ہے ۔

رام ۔ جا بجا آبادی ہے اور اکثر راجا ہین راجپوتانہ کی سرحد پر ہین راجہ
ان دنون پرتھی راج مسلمانون کا خوف ہندوستان بھر پر غالب ہے اسلئے اکثر راجاؤن کی
فوجین بھی سرحد پر جمع ہین ۔"

اس قدر حال سنکے یحییٰ بہت متفکر ہوگیا ۔ الغرض یہ رات یون ہی تشویش اور پریشانی
مین گذری یحییٰ اور اکثر ترکی سردارون نے آنکھون مین صبح کی ۔ نوعمر منصور کا کسی
طرح پتہ نہ لگا ۔ آفتاب نکلنے کے بعد بھی یحییٰ نے اپنی فوج کے سردارون کو طلب
کیا اور سب کی طرف دیکھکر پوچھنے لگا ۔ اب آپ لوگون کی کیا رائے ہے منصور کا کچھ حال
نہین معلوم ہوتا اور اتنا میرے نزدیک جسقدر تاخیر ہوگی اسی قدر زیادہ اندیشہ ہے کہئے
تو اب واپس چلین اور کہئے یہین پڑے رہین ۔

ایک افسر ۔ ہمین امید تھی کہ سلطان کی خدمت مین سرخروئی کے ساتھ حاضر ہونگے
اب سرخروئی اور نیک نامی کیسی ڈر ہے کہ الٹے مورد عتاب نہون مگر جب کچھ ہو ہین تو
اب یہان ٹھہرنا بیجا ہے ۔ دشمنون کی فوجون کا سیلاب ہر طرف موجزن ہے "

یحییٰ ۔ بیشک یہان ٹھہرنا خلاف مصلحت ہے مگر افسوس ہے کہ سلطان کو کیا منہ دکھائینگے

افسر ۔ جو کچھ ہماری قسمت مین بدنامی تھی وہ نصیب ہو چکی اب اتنی فوج سے ہم

۹

اپنے سردار منصور کی جستجو بھی نہین کر سکتے۔ اگر رہنے کا بندوبست کرین تو خدا جانے کیا پیش آئے اور کن کن قومون سے مقابلہ کرنا پڑے۔ اب بھی مناسب ہے کہ یہ حال سلطان سے بیان کر دیا جائے اور زیادہ فوج لیکے ہم ڈھونڈھنے کی غرض سے آگے بڑھین "

یحییٰ "بیشک اس کے سوا اور کوئی امر ہمارے اختیار مین نہین ہے"

اس تجویز کے بعد یحییٰ کے حکم سے خیمے ڈیرے اونٹون پر لادے گئے راجہ جے رام کو بھی ایک اونٹ پر بٹھا دیا گیا جس کو پچاس سوار ننگی تلوارین لئے گھیرے ہوئے تھے اس وضع سے یہ لوگ شمال کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسرا باب

قدیم تاریخ اور ایک اگلا افسانہ

سب کے پہلے سنہ ۴۴ھ مین خلیفہ ثالث جناب ذی النورین حضرت عثمانؓ کے حکم سے مہلب بن ابی صفرہ نے سواحل سندھ پر فوج کشی کی تھی۔ مہلب ملتان کے قریب تک پہونچ کے رک گیا اور اس ملک کی فتح ناتمام رہ گئی اگرچہ کئی لڑائیان ہوئین اور ان لڑائیون مین مہلب کامیاب ہوا لیکن نہین معلوم کس وجہ سے آگے نہین بڑھا شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مسلمان اس زمانہ مین پوری توجہ سے ممالک روم کی فتح کرنے مین مصروف تھے اور ان کی فوجین ایک طرف افریقہ مین فتح و نصرت کے جھنڈے اڑاتی چلی جاتی تھین۔ علاوہ بریں والی خراسان حکم بن عمرو کو ترکستان کے اردن مین کچھ ایسی ناکامیابیان ہوئین کہ مہلب کو سندھ چھوڑ کے اس کی مدد کو جانا پڑا جہان اس نے بہت جلد فتح حاصل کر لی۔

الغرض اس سال اہل اسلام گویا آئندہ لڑائی کا موعود کر کے خراسان واپس گئے اس کے بعد سنہ ۸۶ھ مین ایک عرب سردار نے آ کے کچھ فتوحات حاصل کی تھین کہ سنہ ۸۹ھ مین محمد بن قاسم ثقفی نے آ کے تمام سرزمین ہند کو ہلا دیا محمد بن قاسم دور دور کے مقامات کو تاخت و تاراج کر کے سنہ ۹۵ھ مین ملتان پہونچا تھا کہ حجاج بن یوسف کے

مرنے کی خبر آئی جن کی جانب سے محمد بن قاسم روانہ کیا گیا تھا مگر اس کے بعد بھی محمد بن قاسم برابر فتوحات حاصل کرتا رہا یہان تک کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک مرگیا اور اس کا بھائی سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا۔ سلیمان نے محمد بن قاسم کو معزول کرکے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو والی سندھ مقرر کیا۔ محمد بن قاسم رعایا کے سندھ مین اس درجہ ہردل عزیز ہوگیا تھا کہ اس کی معزولی پر سب کو صدمہ ہوا یزید اٹھارہ ہی دن والی سندھ رہنے پایا تھا کہ قضا نے اس کا فیصلہ کردیا خلیفہ سلیمان نے اس کی جگہ پہلے فاتح سندھ مہلب کے بیٹے حبیب کو سندھ کا گورنر مقرر کیا۔

اس کے بعد اگرچہ محمد بن قاسم کے عہد کی ایسی عظیم الشان فتوحات کسی کو نصیب نہین ہوئین مگر بنی امیہ کے آخر دور تک سندھ پر اہل اسلام کا قبضہ رہا بلکہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین سندھ کا قدیم [illegible] ہوگیا اور سندھ [illegible] عرب [illegible] اشاعت کا بہت کچھ اثر پڑ گیا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ عربی قوت بالکل ضعیف ہوگئی اور برائے نام صرف سواحل کے بعض [illegible] ان کے قبضہ مین رہ گئے لیکن جب تک بنی امیہ کی [illegible] قبضہ مین رہی اس وقت تک اہل سندھ کو مسلمانون کے بالکل نکال دینے کی جرأت نہوئی۔

خلافت خاندان بنی عباسیہ مین عربون کو سندھ کی حکومت [illegible] جو عربی [illegible] پر طرح طرح کی مصیبتین آگئین بعض تو جہازون پہ سوار ہو کر [illegible] عرب کو واپس گئے بعض یہان سندھ ہی مین رہ پڑے جن مین [illegible] قتل ہوئے اور شاید دو ہی تین خاندان ایسے تھے جنھون نے سندھ کے شہرون کو چھوڑ کر پہاڑون اور صحراؤن کی سکونت اختیار کی [illegible] کی حالت مین یہان پڑا رہنا اصل مین بڑی جرأت کا کام تھا کیونکہ آخر ایسا زمانہ آگیا تھا کہ مسلمانون کو پہاڑون [illegible] بھی اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوتا تھا مگر وہ بہادر جنگ جو نسل کی یادگار اپنے خاندان کی چھوٹی ہوئی جماعت سے تمام [illegible] کرتے رہے اور تمام مصیبتون کو اس عہد تک جھیل گئے جبکہ سبکتگین نے ہندوستان کے مغربی درون سے سر نکالا

ہندوستان میں آنے سے پہلے جن دنوں میں محمد بن قاسم بصرہ میں ایک نوجوان رئیس
کی طرح زندگی بسر کرتا تھا اور اپنی زندگی سے آزادانہ طور پر ہر قسم کے لطف اوٹھاتا تھا
انہی دنوں اگرچہ وہ خود ایسا شخص نہ تھا کہ کوئی اس کی عداوت پر آمادہ ہو مگر حجاج بن
یوسف کے مظالم نے تمام رعایا کو حجاج ہی کا دشمن نہیں بنایا تھا بلکہ اس کے خاندان
کے ہر بچہ کو بھی لوگ دشمنی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ محمد بن قاسم حجاج کا چچازاد بھائی تھا
لہذا حجاج کے جور و ستم کی وجہ سے محمد بن قاسم بھی ہر وقت اپنے دشمنوں سے خائف رہتا تھا
بلکہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ خدا ہی کو اس کی زندگی منظور تھی ورنہ وہ مار ہی ڈالا گیا تھا

ایک روز محمد بن قاسم گھوڑے پر سوار ہوا تاکہ اپنے کسی دوست سے ملنے کے لئے
کوفہ کی جانب روانہ ہوا بصرہ سے کچھ دور نکلا ہوگا کہ چند سوار نظر آئے محمد بن قاسم جب
کے قریب پہونچا تو اون میں سے ایک نے اوس کی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں
سے کہا دیکھو یہ حجاج کا بھائی ہے جس کے ظلموں کا بدلہ ہم یوں ہی لے سکتے ہیں کہ اس
شخص کو قتل کریں اور حجاج کو اس کے بھائی کا غم دیں۔ اتنا سنتے ہی سبھوں نے
ایک ساتھ محمد بن قاسم پر حملہ کیا۔ کچھ دیر تو وہ انکی تلواروں سے بچتا رہا اور آخر
زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ کہ محمد بن قاسم کا سر کاٹ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر دیں
ناگہاں دور سے کسی نے پکار کے کہا ایک ذرا ٹھہر جاؤ مجھے اس شخص سے ایک
ضروری امر دریافت کرنا ہے اس آواز نے اس کا ہاتھ روک دیا۔ وہ شخص اپنا گھوڑا
دوڑاتا ہوا آیا اور محمد بن قاسم کو بیہوش پا کے ان لوگوں سے پوچھنے لگا۔ "تم کون ہو
اور کیوں اس شخص بے گناہ کو قتل کئے ڈالتے ہو" یہی بات میں آپ سب صاحبوں
سے دریافت کرنا چاہتا ہوں"

سب سوار [illegible] "جانتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ حجاج
کا بھائی ہے اور حجاج کے ظلم کوئی ایسے بھی ہیں جس نے نہ سنے ہوں"

وہ شخص "بے شک حجاج کے ظلموں کا حال میں جانتا ہوں مگر اس نے تو کوئی
ظلم نہیں کیا اس غریب کی کوئی خطا نہیں۔ حجاج کے جور کا بدلہ اسکے کسی عزیز سے لینا

بے انصافی ہی نہیں بلکہ بزدلی بھی ہے ۔

یہ جواب سن کے وہ لوگ چلا اٹھے اور غضب آلود نگاہوں سے اس شخص کی طرف دیکھ کے کہنے لگے " اب تو اپنے سر سے بزدلی کا الزام یوں ہی اٹھا سکتے ہیں کہ تمہیں بھی اس شخص کے پاس لٹا دیں۔

وہ شخص - تم سے تو ایسی امید نہیں کیونکہ تم نے تو اپنی وضع سے ثابت کر دیا ہے کہ دشمن سے ڈرتے ہو اور چوری چھپے اس کے کسی عزیز سے اسکی دشمنی کا بدلہ لیتے ہو ۔

سب سوار " تو آؤ تمہیں اپنی جرأت کا مزہ چکھا دیں یہ کہہ کر سب نے تلواریں کھینچ لیں اور اس پر حملہ کر دیا اس نے بھی نیزہ ہاتھ میں لیا اور ان سواروں سے مقابلہ کیا آندھی کے ابر کی طرح وہ لوگ تھوڑی دیر تک اسے گھیرے رہے اور اس کا نیزہ بجلی کے مثل ان کے ہجوم میں چمکتا رہا آخر اس شخص نے ثابت کر دیا کہ وہ بڑا بہادر [illegible] بالکل بودے تھے پانچ چھ شخص ان میں سے زخمی ہو کر گر پڑے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے - اس سوار نے نیزہ صاف کر کے اپنا نیزہ ہوا میں گھمایا اور ان چند زخمی لوگوں کی طرف خطاب کر کے کہا کیوں میں [illegible] بودے ہو ۔

اسکے بعد اس شخص نے گھوڑے سے اتر کر محمد بن قاسم کو اٹھایا اگر دیکھا تو [illegible] محمد بن قاسم بیہوش تھا بڑی دقتوں سے اٹھا کے ایک سایہ دار درخت کے نیچے لے گیا اور کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح جلدی ہوش میں آئے کامل ایک گھنٹہ کے بعد محمد بن قاسم [illegible] اور اپنے سرہانے ایک اجنبی شخص کو دیکھ کر کہنے لگا کیا اب تک تم نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا ہے ۔

شخص : تم مطمئن رہو میں تمہارا دوست ہوں ۔ تمہارے دشمنوں کے کئی آدمی قتل کر کے میں تمہیں یہاں اٹھا لایا ہوں ۔ اب یہ بتاؤ طبیعت کیسی ہے - کچھ سکون ہوا ؟ ذرا بھی قوت ہو تو میرے سہارے سے چلو کوفہ قریب ہے وہاں کسی طبیب کا علاج کیا جائے گا اور خدا نے چاہا تو بہت جلد زخم اچھے ہو جائیں گے ۔

محمد بن قاسم نے پہلے تو اس شخص کو حیرت سے دیکھا پھر کہنے لگا - آپ آدمی نہیں فرشتہ ہیں خدا نے آپ کو اس بیکسی کے وقت میری مدد کو پہنچا دیا آپ میرا ہاتھ پکڑ کے

مجھے گھوڑے پر سوار کر دیجئے مین چلا چلونگا مگر شانے پر ایسا زخم آیا ہے کہ داہنا ہاتھ بالکل بے قابو ہے اگر یہ کسی طرح باندھ دیا جائے تو بہت اچھا ہوتا"

اس شخص نے اپنا عمامہ اتارا اور محمد بن قاسم کا شانہ خوب کس کے باندھنے لگا۔

محمد بن قاسم "آہ بڑی تکلیف ہے اور اس کس کے باندھنے سے اور تکلیف ہوتی ہے مگر اس تکلیف مین محبت کی بو آتی ہے۔ اب مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کون شخص ہین"

شخص "آپ مجھے نہین جانتے اور اب چلئے کوفہ ہی مین چلکے جب اطمینان سے بیٹھونگا اس وقت بتا دُونگا کہ مین کون ہون"

محمد قاسم کو وہ شخص گھوڑے پر سوار کر کے خود اپنے گھوڑے پر سوار ہوا دونون آہستہ آہستہ روانہ ہوئے کوفہ پہونچ کے محمد بن قاسم نے اپنا علاج کیا اور چار ہفتون مین اچھا ہوگیا وہ شخص اس مدت مین محمد بن قاسم ہی کے پاس رہا اور اسکے علاج مین ایسی سرگرمی دکھائی کہ محمد بن قاسم اسکا بہت ممنون ہوا اور ایک روز اصرار کر کے کہنے لگا کہ مجھ مین زیادہ انتظار کی تاب نہین خدا کے لئے اس طلسم کو توڑ دیجئے اور بتائیے کہ آپ کون شخص ہین آپ کا احسان ایسا نہین ہے کہ زندگی بھر کسی وقت بھی فراموش کر سکون"

شخص ۔ اپنا حال کیا بیان کرون مین بھی ایک مصیبت زدہ شخص ہون۔ مین نسل انصار سے ہون اور عبداللہ بن ایوب انصاری میرے دادا تھے۔ ہم دو بھائی ہین یوسف اور یعقوب یوسف میرا نام ہے اور یعقوب میرا دوسرا بھائی ہے معاویہ کے زمانہ مین عبداللہ بن ایوب انصاری قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے شہید ہوے اور ان کے بعد سے ہمارے خاندان پر تباہی آگئی بعدہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہمدردی کرنے والا کوئی نہین رہا تھا اور اکثر انصار کے خاندان مدینہ چھوڑ چھوڑ کے دور دور کے مقامات مین آباد ہوگئے میرے والد نے کوفے کی سکونت اختیار کی مگر یہان کچھ ایسی تباہی پڑی کہ میرے بھائی یعقوب کو گیارہ برس ہوے پریشان ہو کے خراسان چلے گئے مجھے خبر نہین کہ وہ زندہ ہین یا انتقال کیا۔ مین یہان پڑا ہون اور۔

یوسف۔ "مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا مگر اس کی کوئی ضرورت نہین ایک ستم زدہ شخص کا بار اپنے اوپر لے لینا مصلحت کے خلاف ہے"

محمد بن قاسم۔ "جو کچھ ہو اب یہین رہیے"

اس کے بعد سے یوسف محمد بن قاسم کے ہمراہ رہنے لگا اور اس نے ایسے ایسے وفاداری کے برتاؤ کیے کہ محمد بن قاسم اس کا عاشق ہوگیا محمد بن قاسم بھی ایک سخت طبیعت کا شخص تھا۔ حجاج کی درشت مزاجیون کی ایک جھلک اس کے طور سے بھی ظاہر ہوتی تھی"

باوجود ان سب باتون کے وہ یوسف کا نہایت ادب مانتا تھا اور شاید کبھی کسی بات مین اس نے یوسف کی مخالفت نہین کی۔

آخر محمد بن قاسم سنہ ۸۹ھ مین والی سندھ مقرر ہو کے آیا اور یوسف کو اپنے ساتھ لیتا آیا۔ ہندوستان مین جو فتوحات محمد بن قاسم کو نصیب ہوئین ان مین زیادہ حصہ یوسف کی بہادریون کا تھا۔ یوسف نے ہر میدان مین اور ہر شہر پر بہادری کے جوہر دکھائے اور محمد بن قاسم کو اور زیادہ اپنا ممنون احسان بنالیا۔

یوسف اپنی بی بی اور بچون کو بھی ہمراہ لیتا آیا تھا اور ہندوستان مین اس نے مسافرون کی طرح نہین بلکہ ایک مقیم شخص کی طرح سکونت اختیار کی تھی۔ یوسف سنہ ۹۶ھ مین کئی اولادین چھوڑ کے مرگیا اور اس کے دو ہی ایک برس بعد سلیمان عبدالملک دمشق کے تخت خلافت پر بیٹھا اور خلیفہ ہوتے ہی اس نے محمد بن قاسم کو عہدہ گورنری سندھ سے معزول کرکے یزید ابن ابی کبشہ سکسکی کو اس کی جگہ معین کیا۔ یزید نے آتے ہی محمد بن قاسم کو مقید کرلیا محمد بن قاسم اپنی گرفتاری کے زمانہ مین یوسف کو یاد کرکے اکثر رویا کرتا تھا"

اس زمانہ کے بعد جب سندھ مین اسلامی قوت ٹوٹ گئی اور مسلمانون کے خاندان جو جا بجا سندھ مین آباد تھے ان ہی خاندانون مین یوسف انصاری کا خاندان بھی آباد تھا۔ انھون نے دیکھا کہ اب سندھ کی سکونت مین روز کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہوجانا پڑتا ہے یہ بھی۔

نہین بن پڑتاہے کہ کسی طرح چھپ کے بھاگ جائین۔ اس لیئے کہ سوا حل اسلامی جہازون سے خالی ہو گئے تھے۔ اور اجازت نہ تھی کہ کوئی مسلمان کا جہاز بندرگاہون کے قریب لنگرانداز ہو سکے آخران سب کے سبھون نے شمال کی طرف سفر کیا اور سندہ کی شمالی حدود پر جہان جیسلمیر کا ریگستان شروع ہوا ہے دامن کوہ مین ایک چھوٹا سا گانون اپنی سکونت کے لیئے اختیار کیا۔ اس گانون کے نیچے دریائے اٹک موجین لیتا ہوا بہہ رہا تھا اور شرقی ریگستان پناہ گزینون سے اپنے دامن مین چھپا لینے کا وعدہ کرتا تھا۔ راجپوتانہ کی راجاؤن کی حکومت تھی مگر اس بے انتظامی کے زمانہ مین حکومت کا اثر ان پناہ گزینون تک نہین پہونچا تھا اگرچہ آخر مین کوئی دقیقہ نہین اوٹھا رکھا اور جو کوئی گروہ اُن کے مقابلہ کو آیا اُنہون نے اسکو روک دیدی بارہا راجپوتانہ اور سندھ کے راجاؤن کی طرف سے سو دو سو جوان کے گروہ آئے اور خود ہی انصاری خاندان سے شکست کھا کے واپس گئے دو ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ان اضلاع کے راجاؤن نے کوشش کی کہ ہندوستان مین اس اسلامی خاندان کو بالکل تباہ کر ڈالین اور دو تین ہزار سوارون کی فوج انکے مقابلہ کو روانہ کی گئی لیکن ایسے موقع پر انھون نے اپنے گھرون کو چھوڑ دیا اور مع اہل عیال کے یا تو دریائے اٹک کے پار اُتر کے اُن پہاڑون مین چھپ رہے جو ہندوستان کو بلوچستان سے جدا کرتے ہین یا زیادہ دور جانے کی ضرورت ہوئی تو راجپوتانہ کے ریگستانون مین نکل گئے جن دنون مسلمانون نے ہندوستان پر دوبارہ چڑھائی کی اور جے پال کو فاش شکست دیدی ان دنون تمام ہندوستان مین عداوت اسلام کا ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا تھا اس خاندان کو اس آخر زمانہ مین اپنی حفاظت زیادہ دشوار ہو گئی تھی اب یہ خانہ بدوشی کی حیثیت سے رہا کرتے تھے سبکتگین کے عہد مین اس تمام خاندان کا سرگروہ محمد بن صالح نامی ایک معمر شخص تھا محمد بن صالح کی عمر اسی برس سے بھی کچھ تجاوز کر گئی تھی اور اسی وجہ سے وہ بزرگ خاندان سمجھا جاتا تھا خدا نے محمد ابن صالح کی اولاد مین بھی برکت دی تھی۔ آٹھ بیٹے اور تین پوتے تھے جنکی جانب سے اس کے خاندان کو بڑی تقویت تھی یعنی محمد بن صالح کو سب

لڑکے کے خاندان مین ہر دلعزیز تھے مگر تیسرا لڑکا جس کی عمر تقریباً چالیس برس کی ہوگی اس لئے زیادہ وقعت کی نگاہون سے دیکھا جاتا تھا کہ اول تو خود لیاقت اور خلق و مروت مین یکتا تھا۔ دوسرے خدا نے اُسکی مُراد کو علم و فضل سپہگری حسن و جمال تمام باتون مین بیمثل پیدا کیا تھا۔ محمد بن صالح نے دیکھا کہ ہندو راجاؤن کے دلمین آتش تعصب بھڑک رہی ہے اور اب ممکن نہین کہ ہمارا خاندان دریائے اٹک کے پاس اطمینان سے رہ سکے۔ ایک طرف تو سندھ کی فوجین امنڈی چلی آتی ہین دوسری طرف راجپوتانہ کے راجاؤن نے سوارون کو ہمارے ہی مسکن کے قریب فراہم کیا ہے۔ اس امر نے اس کو تشویش مین ڈالدیا کہ شبانہ روز وہ اسی فکر مین افتان و خیزان رہا دوسرے دن صبح تڑکے اس نے اپنے خاندان کے کل لوگون کو فراہم کیا اور سب کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا۔

"آپ صاحبون کو معلوم ہوگا کہ اس وقت تک تو جس طرح نبا ہم نے یہان زندگی بسر کی۔ مگر اب جہان تک خیال کیا جاتا ہے دشواری دشواری نظر آتی ہے یہان کا آسمان یہان کی زمین یہ دریا یہ پہاڑ حتی کہ آب و ہوا جس چیز کو ہم دیکھتے ہین اپنا دشمن ہی پاتے ہین مسلمانون کے فتوحات ایکدن ہم کو ہر طرح سے مطمئن کردینگی مگر اس وقت کیا علاج ہے اگر ہم یونہی غفلت مین پڑے تو یقین جانئے کہ ہندو سوار ہمین بڑی بیغیرتیون کے ساتھ قتل کرین گے۔ مین کل سے اسی فکر مین ہون آخر آج مجبور ہو کے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ بھی اس امر مین غور کیجئے"

یہ تقریر سن کے چار پانچ نوجوان جو آوارانہ زندگی بسر کرتے تھے چلّا اُٹھے "کچھ پرواہ نہین سب چیزین دشمن ہین تو خدا تو مہربان ہے۔ ہم قسم کھا کے کہتے ہین کہ اگر کسی نے بھی ہماری طرف کا قصد کیا تو یہی تیر و کمان جس سے ہم شکار کھیلا کرتے ہین اُسی سے ہم اُن کو شکار بنا دینگے"

محمد صالح "تمھاری شجاعت سے مین انکار نہین کرسکتا۔ مگر چند آدمی سلطنت کا مقابلہ نہین کرسکتے"

ایک سن رسیدہ شخص نے کہا بیشک آپکی رائے ٹھیک ہے میرے نزدیک تو ہمین اس موقع پر بھی وہی کاروائی کرنی چاہیئے جو اکثر کرتے رہتے ہین مغربی پہاڑ اور بلوچستانی سنگستانی درے ہمارے قدیم دوست ہین اور انھون نے بارہا ہم کو اپنے دامن مین چھپایا ہے - چلئے ہم سب معہ اپنے خاندان کے مغرب کی طرف کوچ کرین اگر راستے مین کسی نے مزاحمت کی تو ان نوجوانون کی شجاعت مدد کر یگی اور اگر بے خوف و خطر نکل گئے تو سمجھین گے کہ ہم بوڑھون کی تجربہ کاری کام آئی ہے

اسی رائے پر سب نے عمل کیا - دن بھر تیاریان ہوتی رہین اور شام کو کوچ کر دیا یہ لوگ معہ مال و اسباب اور اہل و عیال کے روانہ ہوئے رات بھر چلکر صبح کو ایک صحرا مین نماز پڑھی اور ٹھہر گئے کہ شام کو پھر روانہ ہون گے نوجوان تیر و کمان لیکے گئے اور بہت کچھ شکار مار لائے جس کو سبھون نے شکر کر کے کھایا اور نماز پڑھی ظہر کے بعد محمد صالح کا ہونہار لڑکا محمد قاسم جس کے حسن و جمال اور علم و فضل کا خاندان بھر مین شہرہ تھا اپنے چند احباب کے ساتھ پھر شکار کو نکلا اور اسے واپس آنے مین بہت دیر ہوئی - نماز عصر کا وقت آخر ہو چلا اور محمد بن صالح مجبور ہوا کہ نماز عصر بجماعت ادا کرنے مین اُن لوگون کا انتظار نہ کر سکے - آخر یہ لوگ نماز پڑھنے لگے ابھی دو رکعتین پڑھی تھین کہ ناگہان ایک ہنگامہ اور شور و غل کی آوازین کان مین آئین اس ہنگامہ مین یونس بن محمد اور اس کے ہمراہیون کی آوازین تھین اگر ان لوگون کو عبادت الٰہی مین پورا لطف نہ آتا ہوتا تو بیشک نیتین توڑ دیتے امام نے جلد جلد نماز ادا کی اور سلام پھیرتے ہی سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے ہر شخص نے اپنی تلوار ہاتھ مین لی اور شور کی طرف متوجہ ہوئے اب معلوم ہوا کہ یونس بن محمد اور اُس کے ہمراہی راجپوتون کے ایک گروہ سے مقابلہ کر رہے ہین - اس گروہ مین قریب پچاس کے راجپوت تھے جو گھوڑون پر سوار تھے اور اسلحہ سے لدے ہوئے تھے باقی مسلمانون [illegible] رہا اور تھوڑی دیر کے لئے نہایت تفرقہ [illegible] تلوارین چلنے لگین - یونس بھی [illegible] نہایت شجاعت کے ساتھ [illegible] کر رہا تھا [illegible]

مسلمان پہونچ گئے تو اُس نے زور سے ایک حملہ کیا اور راجپوتوں کے گروہ پر دو چار بار ایسی نیزہ بازی کی کہ سب کو منتشر کر دیا راجپوتوں کا منتشر ہونا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانوں نے اُنپر چڑھائی کر دی اور تھوڑی دیر مین راجپوت سواروں مین بہت ہی کم زندہ تھے باقی سب قتل ہو چکے تھے اسرار انصار کی یہ حالت تھی کہ جسوقت راجپوتونکا زور ٹوٹا ہے باقی ماندہ لوگونکو گھیرے ہوئے تھے۔ اُسوقت دیکھا کہ ایک نوجوان شخص نہایت جرأت اور شجاعت سے بڑھتا ہے اور ہر حملہ مین سپاہیانہ اصول کے جوہر دکھا کے دو ایک راجپوتوں کو ضرور قتل کر ڈالتا ہے اُسکی بے نظیر شجاعت نے سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ مگر اب اُن لوگون کو حیرت ہوئی جب دیکھا کہ وہ شخص اُنکا کوئی رفیق نہین ہے۔ یہ خیالات محمد بن صالح کے گروہ مین ہر شخص کے دل مین ہوئے تھے سبھون نے لڑائی کی طرف سے خیالات پھیر لئے تھے اور آنکھین پھاڑ کے دیکھتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہ سب لوگ اسی حیرت مین رہے اور اس نوجوان نے جسقدر راجپوت باقی رہ گئے تھے سب کا کام تمام کر دیا نسل انصار کا قبیلہ اسی طرح حلقہ باندھے رہا اور وہ نوجوان تمام راجپوتوں کو قتل کر کے لاشوں کے انبار کے قریب ٹھہر کر سستانے لگا اور ہم سب لوگ اُسے استعجاب کی نگاہون سے دیکھ رہے اور سر جھکائے ہوئے زمین پر بیٹھا تھا۔

آخر قاسم بن محمد نے اپنے باپ محمد بن صالح کے پاس جاکر باادب عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بڑھ کے دریافت کرون کی یہ کون شخص ہے اور کیونکر یہان آگیا۔

محمد بن صالح "بیشک دریافت کرنا چاہئے۔ یقیناً یہ کوئی مسلمان نوجوان ہے خدا جانے کسطرح اس کفرستان مین پہونچ گیا۔ قدیم رسم عرب اور اس مقدس دین اور خاصکر اپنے آبا و اجداد انصار کی رسوم کے بموجب ہمارا فرض ہے کہ اس غریب زدہ مسلمان کو اپنا مہمان بنائین یہ ایسے وقت مین ہمین نظر آیا ہے کہ لڑائی کے اگر کسی طرف سے آتا تو ہم سب کو یقین ہو جاتا کہ خدا نے ہماری مدد کے واسطے فرشتہ بھیجا تھا۔ یونس بن محمد نوجوان کے قریب آگیا اور با آواز بلند کہا "السلام علیک" جواب مین نوجوان نے "وعلیکم السلام"

کہا اور حیرت زدہ ہو کر اُن سب کو دیکھنے لگا۔ یونس نے ہاتھ بڑھا کے مصافحہ کیا اور
پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیونکر آئے؟"

نوجوان "میں سلطان محمود کی فوج کا ایک سپاہی ہوں اگرچہ خدا نے مجھے
سر طرح ان کافروں پر فتحیاب کیا مگر تقدیر خلاف تھی کہ فتح و نصرت کے بعد میں ان
کافروں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ یہ سب شاید مجھے ملک سندھ میں لئے جاتے تھے
خدا کو میری بے کسی پر ترس آیا کہ آپ لوگوں نے نجات دلوائی"
جب ہندو سپاہی تھوڑے سے رہ گئے اسوقت مجھے موقع ملا اور میں نے ایک
مقتول ہندو کی تلوار اٹھائی اور باقیماندہ لوگوں سے لڑنے لگا مجھے سب سے زیادہ یہ
خیال متحیر کئے ہوئے تھا کہ خدا نے آپ کو یہاں کیونکر پہونچا دیا۔

یونس بن محمد "ہم لوگ بہت دنوں سے اس سرزمین میں مقیم ہیں خاندان بنی امیہ کے
عہد میں جب دوبارہ سندھ پر فوجکشی کی گئی تھی اُس زمانہ میں ہمارا خاندان یہاں آیا
تھا۔ تسلط بنی عباس کے زمانہ میں جب عربی سلطنت ٹوٹ گئی اور ہم لوگوں نے آبادی چھوڑ کے
صحرائی مقام میں سکونت اختیار کی۔ صرف خاندانی قوت سے دریائے سندھ
کے کنارے ہم آزادی کے ساتھ رہا کئے اب ان دنوں [illegible] غزنوی کی
فتحیابیوں نے ہیجان پیدا کیا اسکی وجہ سے صحرا کی سکونت بھی دشوار معلوم ہوئی
اب قصد ہے کہ زمین ہند کو چھوڑ کر مغرب کی طرف بلوچستان کے پہاڑوں میں کچھ
دنوں رہیں جب خدا کو منظور ہوگا پھر چلے آئیں گے"
یہ سنتے ہی نوجوان اٹھا اور یونس سے لپٹ گیا اور سب نوجوان اُٹھ کے ملے
اور اپنی ہمدردی ظاہر کی۔ بزرگ ابن صالح نے نوجوان کو خاص اپنا مہمان کیا اور
سلطان محمود غزنوی کے حالات دریافت کرنے لگا"

ابن صالح سلطان کا کیا ارادہ ہے کیا وہ تمام ہندوستان پر فوجکشی کرینگے؟

نوجوان - ہاں ارادہ تو یہی ہے مگر اس سال تو اغلباً غزنین کو واپس
جائینگے اور اس سفر میں وہ آگے بڑھنے کے ارادے سے نہیں آئے تھے کیونکہ پیچھے تمام جو مغربی

ہند کا ایک راجہ تھا۔ اس نے دلی کے راجہ سے بغاوت کی اور سلطان کے مقابلہ
بھی آمادہ ہو گیا صرف اسکو سزا دینے کے لیے اس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا سفر کیا تھا۔

ابن صالح — پھر بجے رام کا کیا انجام ہوا۔

نوجوان — وہی جو سلطان چاہتے تھے۔ پہلی ہی لڑائی میں بجے رام شکست کھا کے
بھاگا اُسکے تعاقب کے لئے سلطان نے پانچسو سواروں کے ساتھ مجھے روانہ کیا
میں نے ایک میدان میں ان لوگوں کو پالیا۔ اور کل مفرورین کو جو مقابلہ پر آمادہ
ہو گئے تھے منتشر کر دیا۔ ہمارے سواروں کی تلواروں سے جو لوگ بچ رہے اُنھوں
نے پھر راہ فرار اختیار کی اور میں نے تن تنہا ان کا تعاقب کیا اور اپنی فوج سے
دور نکل آیا تھا کہ اتفاقاً ایک گھاٹی میں میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس
زور سے گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور کئی جگہ سے بدن چھل گیا اور اسکا نتیجہ
یہ ہوا کہ ہنوز میں سنبھلنے نہ پایا تھا کہ چند ہندو سواروں نے مجھے باندھ لیا اور خود سندھ
کی طرف روانہ ہوئے آگے بڑھ کے اُن کے بھاگے ہوئے سوار ملتے گئے اور تقریباً چالیس
پچاس سواروں کا گروہ ہو گیا مگر بجے رام خود نہ تھا۔ خدا جانے کہیں بھاگ گیا!
میں ان سواروں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا اور میں اس امید میں کہ راجہ بجے رام بھی اپنی
آزادی کے موافق ملک سندھ میں پہونچیگا مجھے زندہ لے چلے کہ [illegible]
اس کی خدمت میں پیش کرینگے لیکن ابھی میری زندگی باقی تھی کہ راستہ میں آپ لوگ
ملے اور خدا نے مجھے ان کے ہاتھ سے نجات دلوائی۔

ابن صالح — جلشانہ۔ کیا تقدیر کے معاملات ہیں [illegible] سلطان محمود
غزنوی کہاں آپ کہاں بجے رام کہاں ہم لوگ واقعی یہ سراسر ہماری خوش نصیبی ہے
کہ آپ کے ذریعہ سے ہمیں سلطان کی خدمت میں سرخروئی حاصل ہوگی اس کے سوا دشمن
اور کیا خدمت کر سکتے تھے سوا اسکے کہ آپ کیلئے انکی خدمت میں حاضر ہونگے ہاں آپکا اسم شریف کیا ہے

نوجوان — مجھے منصور کہتے ہیں اب آپ اپنے دل میں تشویش نہ کریں وہ زمانہ
آ گیا کہ اسلامی پھریرا ہندوستان کے شہر زاروں پر اڑنے لگا۔ سلطان کو جس وقت

آپ کے خیالات معلوم ہوں گے۔ وہ آپ کی بڑی تعظیم کریں گے اور آپکی تمام گذشتہ مصائب کا حوصلہ آپ کو سلطان کے ہاتھوں ملجائیگا۔

محمد بن صالح "دیکھئے سلطان کے دربار میں ہماری کب تک رسائی ہو"

منصور "بہت جلد میں انکی خدمت میں پہونچ جایا چاہتا ہوں"

بن صالح - "انشاء اللہ"

تیسرا باب

من از ان حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

پچھلی رات ہے اور تارے آسمان کا دورہ نہایت خوشی کے ساتھ طے کر رہے ہیں ہوا نے صبح کے ابتدائی جھونکے آنے ہوئے ہیں اور بزم فلک کے چراغ جھلملانے لگے ہیں۔ ابتدائی اشخاص کے ان جاگے ہوئے ہیں پر نیند کا خمار زیادہ غالب ہے جو کل ایک سخت لڑائی فتح کر کے تھکے ہوئے بستروں پر آئے تھے ایک لق و دق میدان ہے جس کے مغربی کونے کو بلوچستان کے پہاڑ دبائے ہوئے ہیں یا تو پچھلے کی چاندنی ان مسلسل پہاڑوں کو بڑے بڑے خیمے ثابت کر رہی ہے [illegible] وسط صحرا میں قریب قریب نصب ہیں ان خیموں کے گرد کچھ لوگ تو ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے ٹہل [illegible] رہے ہیں باقی سب پر پچھلی رات کا جادو چل گیا ہے اور بیہوش و حواس ہر چہار طرف پڑے خراٹے لے رہے ہیں۔

ماہتاب آسمان کا پورا دورہ طے کر گیا ہے اور مغرب کی طرف اسقدر جھک پڑا ہے کہ ایک قریب کی پہاڑی جو سر شام ہی سے منتظرانہ وضع میں سر اوٹھائے ہوئے تھی اب اسکے گلے کو [illegible] چوما ہی چاہتی ہے۔ اب اس آخر شب کی چاندنی کی شعاعیں پہاڑ کے مشرقی پہلو سے اوترتی ہوئی آتی ہیں اور ریگستان کے ننھے ننھے ذروں کے آئینوں میں ماہتاب کی شعاعیں چھوٹی چھوٹی تصویریں کھینچتی ہوئی اور گرد صحرا میں [illegible]

کا فرش بچھائی ہوئی خیمون کے نیچے پہونچی ہین -

ان شعاعون نے کئی خیمہ بھی طے کر لیے ہین اور ایک درمیان کے وسیع صحن مین پہونچی ہین اور کسی حور وش کے چہرے پر کچھ اس کشش اور جذب سے پہونچ رہی ہین کہ معلوم ہوتا ہے وہ نازنین تو محو خواب ہی اور یہ شعاعین اس غفلت کے عالم مین اسکے چہرے کا نور چرا اٹھا کے ماہتاب کو دے آتی ہے صحن کے گرد ایک قنات کھنچی ہوئی ہے اور ماہتاب کی روشنی اس قنات کو پھاند پھاند کے آتی ہے اور گستاخیان کرتی ہے۔ اس پری جمال نازنین کے مدہوشانہ خواب مین کچھ ایسی ادائین نکلتی ہین کہ ماہتاب ہی نہین بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے ستارے اس کے جمال جہان آرا کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین چادر جو نازک جسم کی پردہ داری کر رہی تھی بے تکلفی کی کروٹون مین جابجا سے سرک گئی ہے جس کی جگہ سیاہ زلفین حسن کی پردہ پوشی کرنے کو پڑی ہین اور پیشانی اور رخسارون پر بکھر گئی ہین - مگر زلفون کے سیاہ جال مین سے حسن کی جو شعاعین نکلتی ہین انھون نے ایک اور عالم حسن پیدا کر دیا ہے جس سے ماہتاب کو کسب نور کا پورا موقع مل رہا ہے شعاعین تو دیر سے شوخیان کر رہی تھین اب نسیم سحر کے جھونکون نے آکے زلفون کو الٹنا پلٹنا شروع کر دیا ہے - وہ چادر جو نازک جسم کو چھپائے ہوئے تھی اب نسیم سحر نے اس کے آنچل کو بھی الٹ دیا - آخر چاند کی شعاعون اور نسیم کی دست درازیون نے اسے جگا ہی دیا یک بیک اس کی آنکھ کھل گئی آنکھ کھلتے ہی ماہتاب کے ایسے بیباک گھورنے والے کو سامنے دیکھ کے وہ شرمائی اور چادر سے منھ بند کر لیا کہ پھر نیند آ جائے رات بھر مزے خواب لینے کے بعد آنکھ کھلی تھی - اب نیند کہان کچھ دیر تو اولجھ اولجھ کے کروٹین لیین آخر گھبرا کے پھر منھ کھولا اور کسی پاس لیٹنے والی کی طرف دیکھ کر پکارنے لگی - لیلا - لیلا - مگر کوئی جواب نہ ملا پھر زور سے آواز دی اور چلا کے کہا لیلا اٹھو کیکھو [illegible] سورہی تھین ان مین سے ایک نے [illegible]

کروٹین بدلین اور ایک دفعہ زور سے سانس لے کے کہنے لگی - کیا ہے "

نازنین " ذرا - جاگو - میری آنکھ کھل گئی اور دیر سے پڑی گھبرا رہی ہون کچھ باتین کرو کہ یہ تنہائی کی اُلجھن دور ہو "

لیلا - چپکی لیٹی رہو نیند آجائیگی "

نازنین - دیر سے بن بن کے لیٹی ہون مگر کسی طرح نیند نہین آتی اس جنگل مین تو مجھے بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے -

لیلا - ڈرنے کی کون بات ہے چارون طرف [illegible] ہین - کچھ پہرا بھی دے رہے ہین اب اس پر ڈر معلوم ہو تو اس کا کیا علاج "

نازنین " میری طرح گھڑی دو گھڑی جاگی ہوتین تو تم بھی ڈرنے لگتین رات کا سناٹا ہے اور ہو کا عالم ہے اور اسمین بعض بعض اوقات [illegible] درندونکی مہیب آوازین بری لگتی ہین - تم سو رہی تھین تمھین کیا خبر - ابھی ابھی کہین قریب ہی شیر ڈکار رہا تھا - اے ہے کیسی ڈری ہون اور کل جو بڑی لڑائی ہوئی تھی اور بہت سے ہندو مارے گئے تھے - اُس کو جب سے دیکھا ہے دل قابو سے نکلا جاتا ہے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ ہندؤن کی [illegible] کر سر شام مین نے اپنی آنکھون سے [illegible] طرح بڑی ہونگی

لیلا - عذرا - ہان تم ابھی کم سن ہو تم [illegible] اسی سے ڈرتی ہو کوئی بارہ تیرہ برس ہوئے جب تم کوئی ڈیڑھ برس کی تھین اُن دنون ایک اور لڑائی ہوئی تھی - میرا سن کوئی چھ سات برس کا تھا اور میرے ہوش کا زمانہ تھا اُس لڑائی مین اس سے زیادہ خون و قتل ہوا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ہندو راجہ نے تین چار سو سپاہی بھیجدئیے تھے کہ ہم سب کو قتل کر ڈالین مجھے یاد ہے کہ پہلے دیر تک تو ہمارے مرد لڑتے رہے اور آخر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو خدا بخشے تمھاری دادی [illegible] کی تمام عورتونکو [illegible] دیا اور لڑنے کو نکل کھڑی ہوئین جب میری مان بھی چلین تو مین اُن کی کمر سے

لپٹ گئی اور ضد کرتی تھی کہ مجھے بھی لے چلو انھون نے میرے آنسو پونچھے تمھارا چھوٹا بھائی کوئی تین چار روز کا تھا اسلئے تمھاری اماں جان نہ جا سکین مجھے اماں جان نے تمھاری ماں کے پاس بٹھا دیا اور میری چھوٹی بہن جو کہ برس دن کی تھی اوسے میری گود مین لٹا دیا اور مجھے روتا چھوڑ کر چلی گئین - عذرا گھبراؤ نہین ہم لوگون کا یہی کام ہے اور جو زیادہ ڈرتی ہو تو لو مین اوٹھی بیٹھی ہون اور ڈرنے کی کون بات ہے وہ لاشین اوٹھ بیٹھنے سے تو رہین - ہائے مردشمون کی گرد چکر لگا رہے [illegible] دیکھو تم سچ کہتی تھین وہ شیر ڈکار رہا ہے "

عذرا - اب تو دور چلا گیا پہلے کہین یہان قریب ہی بولا تھا -

لیلا - [illegible] ہوگا - تعجب کی کون بات ہے جنگل ہی تو ہے [illegible] اس قسم کے درندے رہتے ہون گے "

عذرا - اس کو کیا کرون کہ شیر کی آوازین سُن کے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کانپنے لگتی [illegible] دیکھو پھر آواز آئی - اب تو یہان کہین قریب ہے [illegible] بھیانک آواز ہے - لیلا یہ کیسا شور ہو رہا ہے دیکھو سُنو -

لیلا - کان لگا کر ہان کئی آدمیون کی آوازین آ رہی ہین خدا جانے کیا ہوا مین جا [illegible] دریافت کر آؤن - تم ڈرنا نہین مین ابھی آتی ہون یہ کہہ کے لیلا خیمہ مین گئی اور اپنا برقع اوڑھ کے چلنے لگی -

عذرا - لیلا تم جاتی ہو یہان تنہائی مین میرا دم ہی نکل جائیگا -

لیلا - اسقدر ڈرنا برا ہوتا ہے - ہمارے گھرانے مین یہ عیب ہے اور یہان تمھارے پاس تو بہت آدمی سو رہے ہین گھبرانے کی کوئی بات نہین مجھے دیر نہ ہوگی یہ کہکر لیلا باہر چلی گئی -

عذرا - (آپ ہی آپ) لیلا بھی اب چلی گئی کیا [illegible] مجھے تو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے لیلا کی اور بات [illegible] کیسی ہے کہون تو بہت [illegible] بہادر عورتین ڈرنے کو بڑا عیب جانتی ہین اور [illegible] ان جتنی لودھی ہین وہ اکثر میدان مین لڑنے بھڑنے کا رہ ہو چکی

[illegible] کیا کرون مجھ سے تو دل کرا نہین کیا جاتا - اب کسی اور کو جگاؤن تو گھر بھر مین بدنام ہو جاؤن گی کہ ذرا سی بات مین ڈر جاتی ہے - کیا کرون کچھ نہین بنتا اور اور لیلا گئی تو جا کے بیٹھ [illegible] لیلا سے جا کیونکر گیا - مین ہوتی تو وقت اسے باہر نکلتے ہی دم نکل جاتا - کیا کرون کہ میرے دل سے ڈر نکلتا ہی نہین لیلا آگئی ہے -

عذرا - لیلا [illegible] فت کر آئین ؟ کچھ معلوم ہوا کہ شور و غل کیسا تھا ؟

لیلا - بیان کرونگی تو تم کو اور ڈر معلوم ہوگا - اب سو رہو - صبح کو بیان کرونگی -

عذرا - میری لیلا جلد بیان کرو - اب کیون ڈرنے لگی تھی - تو تم پاس بیٹھی ہو مجھے اکیلے مین البتہ [illegible]

لیلا - تم تو تم - اس وقت کیسا سانحہ ہوا کہ خود مین دل ہی دل مین کانپتی جاتی ہون

عذرا - خدا کے لیے جلد کہو - اب ہم سے [illegible] اور الجھن ہوتی ہے کہ انسان بات بات چبا کے کہے جو کچھ کہنا ہو جلدی کہو -

لیلا - اے ابھی شیر کی آواز تم نے سنی ہی تھی - بس وہ شیر بالکل قریب آگیا [illegible] ان پر چیتا جیسے کے گرد پھرا کرتے تھے انہین سلمیٰ کے ابا بھی تھے ان کی پیٹھ پر ایک تھپیڑ مارا - اور سخت زخمی کر دیا -

عذرا - بے سلمیٰ کے ابا کو ذرا تامل کے بعد) ہان لیلا پھر کیا ہوا ؟

لیلا - بس اس پر ہماری طرف کے ایک [illegible] بڑھ کے حملہ کیا اور دو تین تلوارون مین مار ڈالا ؟

عذرا - [illegible] کیا کس نے مارا ؟ -

لیلا - تم نے سنا ہوگا کہ کل کی لڑائی مین ایک مسلمان ہین [illegible] بہادری سے عبدو راجپوتون کو قتل کیا اور تمھارے [illegible] اسے اپنا مہمان بنایا تھا ؟

عذرا - ہان ہان مین نے تو اسے لڑتے وقت [illegible] دیکھا تھا

خوبصورت سا آدمی تھا۔

لیلا - میں بس اوسی نے حملہ کر کے تین چار تلواریں ایسی ماریں کہ شیر کو مار کے ڈالدیا۔ عذرا سچ پوچھو تو بڑی بہادری کا کام کیا۔ شیر کی صورت دیکھ کے آدمی کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور آگے حواس جاتے رہتے ہیں اور کوئی ہوتا تو دور ہی سے بھاگ کھڑا ہوتا۔

عذرا - حقیقت میں بڑا کام کیا۔ یہ بھی کچھ معلوم ہوا کہ وہ کون شخص ہے یہاں ہندوستان میں کہاں سے آگیا سنتی ہوں تو یہاں نام کو بھی مسلمان نہیں۔

لیلا - ہاں اتنا معلوم ہوا کہ سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ۔ دار ہم ہندو راجہ کے تعاقب میں آیا تھا۔ اس کے ساتھ والوں نے اس راجہ کو پوری شکست دیدی اور اپنی شجاعت کے جوش میں دور تک انکے پیچھے لڑتا چلا آیا۔ آخر کسی مقام پر ان راجپوتوں نے جو کل مارے گئے تھے گھیر کے گرفتار کر لیا۔ اور ہندو ... کی طرف لئے جاتے تھے۔ ہمارے سردار نے ان راجپوتوں کی ہاتھ سے اسے نجات دلوائی۔

عذرا - بہن خیر ہمارے لوگوں نے تو اسپر احسان کیا تھا مگر اس نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔ یہ کام جو اس نے کیا ہے اور کسی سے نہو سکے گا۔

لیلا - ہاں اس میں کیا شک ہے مگر عذرا یہ احسان [illegible] مسلمان مسلمان کے ساتھ جو بھلائی کرے اس کو احسان نہیں کہتے۔ بس یہ سمجھ لو کہ ہمارا فرض تھا کہ اس [illegible] بت پرستوں کے ہاتھ سے چھڑاتے اور اسیطرح جب شیر نے حملہ کیا اس نوجوان کا فرض تھا کہ ہم سب کو اسکی مضرت سے بچانیکی تدبیر کرے وہ بہادر تھا اس نے شیر کو مار ڈالا اور کوئی ہوتا تو سب کو جگا دیتا کہ سب شیر کو مار ڈالیں۔

عذرا - لیلا کی زبانی یہ تقریر سنکے تھوڑی دیر تک خاموش رہی اور اس کے بعد بولی ہاں لیلا اس نوجوان کا نام کیا ہے۔

لیلا - منصور۔

عذرا۔ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کس خاندان سے ہے؟

لیلا۔ اس کا حال تو ابھی مین نے نہین سُنا رات تھوڑی رہ گئی ہے بس اب سو رہو

عذرا۔ رات کیسی صبح ہو گئی جنگل کی چڑیان چہچہا رہی ہین بہ باتری کوے بولنے لگے۔ اے چاند کی روشنی تو دیکھو تارون کی روشنی کیسی پھیکی ہو گئی۔

لیلا۔ مگر ابھی تک کسی نے اذان نہین دی۔

عذرا۔ اب کوئی گھڑی مین اذان کی آواز بھی آنے لگی اسی سے تو کہتی ہون کہ اب سو کے کیا کرو گی۔ چلو وضو کرین۔

لیلا۔ تم بیٹھی رہو مین پانی لے آتی ہون یہین وضو کر لینا۔

اس کے بعد لیلا اوٹھ کے گئی اور دو لوٹون مین پانی لے آئی دونون لڑکیان بیٹھ کے وضو کرنے لگین وضو کر کے عذرا کہنے لگی اے سب تو ابھی پڑے سو رہے ہین اب انھین جگاؤ۔ اذان کی آواز آتی ہے چلتا ہے۔ وہ اذان کی آواز آئی۔

لیلا۔ کون اذان دے رہا ہے کیسی اچھی آواز ایک عجیب موثر آواز ہے۔

عذرا۔ ہان کوئی نئی آواز ہے ہمیشہ اذان سنتی رہی ہون اور ہمارے خاندان مین سے تو کوئی نہین جسکی آواز مین نے کبھی نہ سنی ہو نہ سمجھ مین آتا ہے کہ کون اذان دے رہا ہے اور نہ ایسی موثر اور دل مین پیوست ہو جانیوالی آواز آجتک سننے مین آئی

لیلا۔ یہ کون ہے۔

لیلا۔ (ذرا تامل کر کے) ہان یہ وہی نوجوان ہوگا منصور اسی سے آج تک میری کانون کو نئی آواز ہے۔ بہن عذرا کیا اچھی آواز ہے جی چاہتا ہے کہ سُنتی ہی جاؤن خدا کرے نماز بھی یہی پڑھائے تو ہم ان کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھینگی عذرا تم بھی چلو۔ عذرا بہت دیر تک سناٹے مین رہی اور بہت دیر تک دل ہی دل مین کچھ سوچ کے کہنے کو سر اوٹھایا کہ لیلا کہنے لگی۔ کیون سوچتی کیا ہو کیا نہ چلو گی؟

عذرا۔ متفکرانہ لہجے مین ہان چلونگی مگر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیلا۔ مگر کیا۔

عذرا - کچھ نہیں ذرا جھوٹ کہا ہاں تم جانتی ہو کہ مجھے خیمہ سے قدم باہر نکالتے ڈر معلوم ہوتا ہے - لیلی اب وہ سناٹا موقوف ہو گیا - باہر سے لوگوں کی آوازیں آنے لگیں جو خیموں سے نکل نکل کر وضو کر رہے تھے سفیدۂ صبح کے اثر نے بڑھ کے تمام عالم علوی پر قبضہ کر لیا چاند کے چہرے پر جیسے ہوائیاں چھٹنے لگیں اور تارے شرما شرما کر صبح کی سفید چادر میں منھ چھپانے لگے - عذرا کے خیمہ میں جو عورتیں سو رہی تھیں وہ بھی اوٹھیں اور وضو کر کے نماز کو تیار ہو گئیں جب عذرا کی ماں نے اٹھ کے بیٹی کو باوضو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی عذرا کب اوٹھیں سفیں

عذرا - اماں جان میں دیر سے جاگ رہی ہوں آپ تو سو رہی تھیں یہاں بڑے بڑے تماشے ہوئے -

ماں - تماشے کیسے ؟"

لیلا - جی ہاں اُن کے نزدیک وہ تماشا ہی تھا اور اس وقت ڈر کے مارے بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی -

عذرا - ہاں اس وقت تو میں ڈر گئی تھی مگر اب جب یاد کرتی ہوں ہنسی آ جاتی ہے

ماں - اے ہے یہ تو کچھ معلوم ہو کہ ہوا کیا -

عذرا - اماں جان ایک شیر ڈکار رہا تھا - اور واؤں کی آواز سن کے میں کتنی دفعہ ڈر ڈر گئی آخر وہ شیر ایک خیمہ کے قریب آ گیا اور وہاں لوگوں پر جو پہرہ دے رہے تھے جھپٹ پڑا اور سلمی کے ابا کو زخمی بھی کیا - مگر پھر مارا ڈالا گیا -

ماں - اے ہے بڑا غضب ہوا تھا - عذرا پھر اس شیر کو کس نے مارا ؟

عذرا خاموش ہو جاتی ہے -

لیلا - اب نہ بتائینگی چچی جان یہ تو ڈر کے مارے آپ سے گذری جاتی تھیں میں نے جا کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان نے مارا جو کل سے مہمان ہے

عذرا کی ماں - بڑا کام کیا وہ جاگ رہا تھا -

لیلا - نہیں چچی جان وہ پہرا دے رہا تھا -

عذرا کی ماں - ہمارا اس پہرے سے کیا واسطہ؟ وہ تو مہمان تھا اونٹ اس سے پہرا دلوایا۔ خدا جانے اب لوگون مین کیا ہو گیا ہے کہ جیسے مہمانداری کی رسمین ہی بھول گئے۔ عذرا کے ابّا آئین تو اون سے کہون کہ یہ کیا شامت ہے جو لوگ الٹی مہمانون سے خدمت لیا کرتے ہین واہ واہ کیا اچھی خاطرداری کی ہے۔ آخر سب عورتین نکل کے چلین کہ نماز مین شریک ہون۔ اُس وقت یہ قدیم دینی رسم باقی تھی کہ عورتین بھی جماعت مین شریک ہوا کرتی تھین۔ خیمہ کے حراست کے لئے دو چار عورتین بٹھا دی تھین۔ لیلی عذرا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی ؎

عذرا چلو بہن نماز کو چلین (کان مین) خدا کرے وہی نوجوان نماز پڑھائے کیسی اچھی آواز تھی۔

عذرا - نہین مین تو نہ چلونگی مجھے رہنے دو مین اپنے ہین نماز پڑھ لونگی۔

لیلا - واہ روز جایا کرتی تھین آج کیا ہوا۔ نہین مین تو لیجلونگی۔ بس اب چلو۔

عذرا - بھئی کیا آج میرا جی نہین چاہتا ؎

لیلا - یہی ضد ہے مین نے جو کہا اس سے جی نہین چاہتا۔

عذرا - نہین کچھ ہو مین تو نجاونگی ؎

لیلا - نہ جاؤ نہ سہی۔

خیمہ مین جتنی عورتین تھین سب جا چکین۔ لیلا سب کے بعد روانہ ہوئی اور عذرا نے دو عورتون کے ساتھ نماز مغرب ادا کی اور نماز سے فراغت کرکے عذرا تنہا بیٹھ کے اپنے دل سے باتین کرنے لگی وہ کہہ رہی ہے میرا دل آجتک کسی خیال کو زیادہ ٹھہرنے نہین دیتا تھا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ اب ایک خیال میرے دل مین مضبوطی سے ٹھہر گیا ہے کہ کل رات سے بار ہا بہلانے کی کوشش کرتی ہون مگر کسی طرح نہین بھولتا۔ الٹی گویا نقش ہو گیا۔ کسی کا نام بار بار یاد آتا ہے کسی کی شکل ہر وقت آنکھون کے سامنے پھرتی ہے۔ کسی کی شکل ابھی نام نہ لونگی۔ نہین ہرگز نام نہ لونگی۔ کوئی سُنے گا کہنے بڑے عیب کی بات ہے میرا خیال ہے کہین اماں جان کو معلوم ہو جائے تو غضب ہی
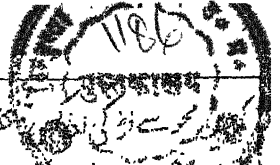
[illegible] اور صورت کو ہر گھڑی اپنے خیال مین رکھے یا اللہ یہ
[illegible] ورنہ مجھ پر مصیبت کا نزول آجائے گا - خدا سے چاہتی ہون
کہ اُسے بھول جاؤن جیسے یاد کرتی ہون آہ اُس کی صورت تو آنکھون کے
سامنے سے ہٹتی ہی نہین - اب کیا کرون؟ میرے امکان مین جو کچھ تھا وہ نذر کر
چکی - اب اُس کو کیا کرون کہ اذان کی آواز کان مین آئی اور بیتاب ہو گئی یعنی تجھ
اُس آواز سے بھاگتی ہون دیکھو لیلیٰ خفا ہو گئی مگر نماز گو نہ گئی کیا عجب ہے کہ وہی آواز
دلفریب کان مین پھر آجاتی - وہان تو اُس شکل سے دو چار ہونے کا بھی خوف تھا
آہ اس مین کیا بات ہے کہ میرا دل بے اختیار نکلا جاتا تھا - بس ایک نگاہ مین میرے سارے
دل کو فتح کر لیا اُس کے نام سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بہت بڑا فتح کرنیوالا ہے کیا
نام ہے "منصور" اری جمال عذرا نے جوش مین یہ نام اس زور سے لیا کہ
باآواز منہ سے نکل گیا - یہ نام لینے کو لے لیا مگر فوراً چونک پڑی اور گھبرا گھبرا
کے چارون طرف دیکھنے لگی کہ کسی نے دیکھ تو نہین لیا مگر صد شکر کہ کوئی نہ تھا

اب سب عورتین اور عذرا کی مان واپس آگئین اور کوچ کا سامان ہونے لگا -
عورتین محافون مین سوار کرائی گئین - خیمے ڈیرے بھی اکھاڑ کے اونٹون پر لادے
گئے - بہادر گھوڑون پر سوار ہو گئے اور باربرداری اور زنانی سواریون کے گرد حلقہ
باندھ کے مغرب کی طرف روانہ ہوئے -

چوتھا باب

بارگاہ پہلوانان

افغانستان اور پنجاب کی سرحدین جس مقام پر ملی ہین وہ ایک پہاڑی سرزمین
ہے پہاڑیون ہر طرف گھیرے ہوئے ہین اور مسافرون کو دھمکاتی رہتی ہین کہ تم سب
ہماری قید مین ہو اور ممکن نہین کہ اس قید سے کوئی نکل جا سکے [illegible]
سے کوہستان نے صدہا بلکہ ہزارون کو آوارہ کر رکھا اور ٹکرا ٹکرا کے مار ڈالا -

وسط ایشیا کی حکومت کے جنہون نے ان پہاڑیون میں سے نکل کے ہندوستان کو زیر و زبر کر ڈالا اور ہندوستان کو اپنے گھوڑون کی جولانگاہ بنا دیا اور جتنے لوگ ادھر آئے ممکن نہین کہ سرگردان پھرتے پھرتے جان سے تنگ آ گئے ہون۔

جس وقت ہمارا خیال اس مقام پر پہونچا ہے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب کی جنبش نے تمام کوہستان کو آتشکدہ بنا دیا ہے۔ چٹانون پر آفتاب کی تیز شعاعین پڑتی ہین اور ان کی سنگی سطح سے شعلے نکل رہے ہین بادسموم کے جھونکے آتے ہین اور ان شعلون کو اور بھڑکاتے ہین صحرائی چرند جو شکاریون کے خوف سے بھی آزاد رہتے ہین ان کو آفتاب کی گرمی نے پریشان کر دیا ہے اور بیچارے درختون کے نیچے ہانپ رہے ہین۔ کوہستان کے دور دراز کھوہون مین جا بجا چرند چھپے بیٹھے ہین جن طیور سے اڑا گیا وہ تو اوپر چڑھتے چڑھتے اتنی بلندی پر پہونچ گئے کہ دنیا کی گرمی سے محفوظ رہین باقی ان ہی درختون کی ٹہنیون پر چھپ چھپ کے بیٹھے ہین جن کے نیچے چرندون نے جا کر پناہ لی ہے اسی کوہستان مین ایک مقام بہت بڑا لشکر اترا ہے خیمے نصب ہین اور سپاہی جو ... لشکر کے گرد چکر لگا کے پہرا نہین دے سکتے وہ اپنے اپنے خیمون کے دروازون پر تھکے ہوئے سے بیٹھے ہین کہ اگر کسی طرف سے حریف کی فوجین نظر آئین تو فوراً تلوارین کھینچ کے اٹھ کھڑے ہون۔ سب خیمون کے درمیان ایک بڑا خیمہ ہے جس کے آس پاس شدت اور حرارت اور طپش مین بھی دس بارہ بہادر سپاہی ننگی تلوارین لئے ٹہل رہے ہین اور ان کی تلوارون پر دوپہر کے آفتاب کی شعاعین تڑپ رہی ہین جس اثر سے ایک طرف تو حرارت موسمی کو اور ترقی ہوئی ہے اور دوسری طرف اس رعب و داب کا سماں بندھ گیا ہے جس کو کسی فاتح شہنشاہ کے فرودگاہ پر ضرور ہونا چاہئے اسی ... قدآور جوان ایک دوسرے کے خیمے سے نکلے اور باتین کرتے ہوئے اس عالیشان خیمے کی طرف روانہ ہوئے جو یقیناً شاہی خیمہ ہے۔

پہلا - ہاں تو کچھ تدبیر ضرور ہونا چاہئے۔

دوسرا - اور کیا عجب جو سلطان کو اب غزنی کا عزم فسخ کرنا پڑے۔

پہلا - ہاں سلطان کو منصور کے ساتھ بڑی محبت ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی نوجوان ہے جس کے دل مین بہادری کی خود بو ہو گی اسکی صورت کا عاشق ہو جائیگا۔

دوسرا - یہی سمجھ مین نہین آتا کہ منصور غائب کہان ہو گیا۔ بجے رام گرفتار ہو کر آگیا جو آج سلطان کے سامنے پیش کیا جائے گا تمام راجپوتون کو ایسی شکست ہوئی کہ بالکل بدحواس اور بے سر دپا ہو گئے ان فتوحات کے بعد منصور کا گرفتار ہو جانا حیرت سے خالی نہین"

پہلا - لو اب سلطانی خیمہ آگیا۔ وہان چل کے سامنے اس امر مین غور کرنا شاہی گارڈ کے لوگون نے فوجی آداب سے ان دونون کی سلامی کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی کوئی معمولی سپاہی نہین بلکہ فتوحات اسلامی کے نامور اور سردار ہین ان دونون سردارون نے عساکر اسلامیہ کے سلطانی خیمہ نصب ہوتے ہی آئین دربار کے موافق سر نیاز جھکا دیا پھر سر اوٹھا کر دعائے دولت دی اور حسب اجازت سلطانی تخت شاہی کے سامنے داہنی طرف کی کرسیون پر بیٹھ گئے تخت شاہی مین اگرچہ اس شان وشوکت کی کوئی بات نہین پائی جاتی تھی جس نے آخر خاندان مغلیہ کو عشرت پسند بنا دیا مگر بالکل سادہ بھی نہ تھا۔ افغانستان اور وسط ایشیا کے اعلےٰ خیالات کے موافق آہنی تخت تھا جس پر جا بجا چاندی کے تیرون سے گلکاری بنائی تھی خیمہ مین مخملی فرش تھا اور خاص تخت کے نیچے اس فرش پر ایک نہایت نفیس اونی قالین تھا اس پر آہنی تخت رکھا ہوا تھا۔ خیمہ مین اس زمانہ کی کاریگری کے لحاظ سے مشجر بنایا گیا تھا جن کی اعلےٰ خوشنویسی بتا رہی تھی کہ آخر زمانہ کے لوگ اس قسم کی تحریرونکو ڈھونڈھین گے اور پائین گے۔ ان فریمون مین سے بعض مین تو آیات قرآنی اور حدیث نبوی کے پرجوش کلمات لکھے ہوئے تھے شاہی تخت کے سامنے جو فریم تھا اس مین نہایت جلی حرفون مین لکھا ہوا تھا۔ نصر من اللہ و فتح قریب" داہنی طرف

یہ کتبہ آویزاں تھا [illegible] تخت [illegible] سلطان موصوف کا بائیں طرف [illegible] ۔ وجاہد تو ا
فتح بفضل اللہ کا اس قسم کے چند اور کتبوں میں [illegible] باقی کتبوں میں وہ اشعار
لکھے ہوئے تھے جنکے ذریعہ سے خاص سلطانی دربار کے ممبر آرا شعرا نے سلطان
کی مدح سرائی میں جودت و ذکاوت کے جوہر دکھائے تھے۔

سلطان کے لباس میں بھی کچھ ایسے زیادہ تکلف سے کام نہیں لیا گیا تھا۔ ایک
نرم اور عمدہ پوستین کی قبا تھی اور اسپر چمڑے کی پیٹی کسی ہوئی تھی جسمیں لوہے کی
ڈوری لگی تھی اور اس ڈاب سنہرے پھول بنے تھے ہاں سر پر ایک عمامہ تھا
جسمیں کلغی کے نیچے ایک بیش قیمت ہیرا لگا ہوا تھا۔ جو گذشتہ فتح پر جیپال کے
خزانے سے ہاتھ لگا تھا۔ [illegible] بشرے [illegible] اور بلند حوصلگی کے
آثار نمایاں تھے بڑی بڑی آنکھیں چوڑی اور کشادہ پیشانی۔ سرخ و سفید رنگ
اسکے [illegible] لمبی نورانی ڈاڑھی [illegible] شاہی رعب و داب کے سین
میں ایک ہیبت [illegible] تھی تخت کے سامنے کرسیاں تھیں دونوں طرف [illegible]
تھیں داہنی طرف وزرا و افسران [illegible] آراستہ بیٹھے تھے اور بائیں طرف کی
کرسیوں پر شعرا اور اہل مذاق و نکتہ رس دربار سلطانی میں جلوہ آرا تھے۔ اسی صف
میں وہ نامور شعرا بیٹھے ہوئے تھے جنکا نام آجتک ہر لائق و مہذب سوسائٹی میں
عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ فردوسی عسجدی [illegible] فرخی دقیقی۔
حکیم عنصری سب اپنے رتبے کے موافق قرینے سے بیٹھے ہوئے تھے اور بار بار
موقع پا کے اپنی مدحت سرائیوں سے دربار میں ایک جوش و خروش پیدا
کر دیتے تھے سلطان نے یکبیک فردوسی کیطرف نگاہ اوٹھا کے دیکھا اور
فردوسی نے کھڑے ہوکے اپنے پرجوش لہجہ میں یہ قطعہ پڑھا۔

جہاندار محمود شاہ بزرگ   بآبے خورد اندرہمی میش و گرگ
چو کودک لب از شیر مادر بشست   بگہوارہ محمود گوید نخست

سلطان نے اپنے شاہانہ متانت کے ساتھ فردوسی کی نازک خیالی اور [illegible]

اور اپنے تیز ذہن سے کام لیا اور دل ہی دل میں خیال کرنے لگا کہ سلطان کا مزاج یک بیک کیوں برہم ہو گیا اس نے اپنے دل میں کہا ۔ اس قصیدہ میں کیا بات تھی جس نے سلطان کے مزاج پر ایسا اثر کیا وزیر احمد بن حسن میمندی کو خدا نے علاوہ فہم و ذکا کے حافظہ بھی نہایت تیز دیا تھا جو اشعار منوچہر بلخی نے پڑہے اسکو یاد ہو گئے تھے اون اشعار کو اوس نے اپنے دل ہی دل میں پڑہا اور غور کرنے لگا کہ انمیں کیا لفظ تہا جو خلاف مزاج ہوا احمد بن حسن نے چار شعر پڑہے جب پانچواں شعر پڑہا فوراً سمجھ لیا کہ سلطان کا سکوت اور ملال کس وجہ سے ہے پانچواں شعر تہا ۔

شاہیکہ عرض لشکر منصور گردہد ۔ از قیروان شہ بگذشد تا بقیروان

احمد بن حسن دل میں کہنے لگا کہ اس منصور کے لفظ نے یہ آفت ڈہائی ۔ منصور سے سلطان کو بڑی محبت تھی اوسکی خاندانی وقعت اور اسکے جوہروں کو سلطان بہت قدر کی نظر سے دیکھتا تھا اب کس پہلو سے گفتگو شروع کروں کہ سلطان کا غصہ فرو ہو احمد بن حسن اسی پس و پیش میں تہا کہ سلطان نے اہل دربار کیطرف متوجہ ہو کر کہا ۔ کیا اب منصور کی طرف سے نا امید ہونا چاہیے ۔

وہ دونوں افسر جو ابھی آکے شریک دربار ہوے تھے دونوں لشکر سلطانی کے پرجوش سردار تھے ان میں سے ایک عرب تہا ۔ جو سلطان کی عربی فوج کا سپہسالار تہا اور جسکی تلوار نے ترکستان خراسان نیمروز ہندوستان میں بڑے بڑے جوہر دکہائے تھے اور دوسرا ایک ترکی بہادر تہا جو نثار دولت میں بہت اعلی عہدہ پر ممتاز تہا اور وزیر جنگ کی خدمت کو انجام دیتا تھا ۔ پہلے کا نام تہا عبد الصمد طائی اور دوسرے کو التونتاش کہتے تھے جس وقت سلطان نے یہ حسرتمندانہ جملہ کہا ہے اوس وقت دونوں افسر کچھ اور عرض کیا چاہتے تھے ۔ مگر عبد الصمد طائی نے سبقت کی اور آگے بڑھ کر پہلے دعائے دولت دی پھر عرض کیا حضور منصور کی تلاش میں ہم وفاداران تخت اور جان نثاران سلطنت خراسان دیکھتے رہے اور پھر اگر وہ ملیگا اور جب فوج ہی بڑیگا بہادر نوجوان منصور کہیں نہ کہیں مل جائیگا

اتنی مجال نہیں کہ منصور کے ساتھ برا سلوک کرے۔ اگر خدانخواستہ منصور کی
جانب کوئی صدمہ پہونچا تو ہماری سوار پوری سرزمین ہند ہلا دینگے۔ اور ہمارے
گھوڑے ہندوستان کی ہر چھوٹی اور بڑی سلطنت کو روند ڈالیں گے۔

سلطان۔ عبداللہ تم لوگوں کی جرات اور تمہاری حوصلوں سے مجھے امید ہے
مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت تک جب سے میں نے ہندوستان پر حملہ کرنے کیلئے
تلوار ہاتھ میں لی ہے اور پاؤں رکاب میں رکھا ہے صرف جہاد کی خالص نیت سے
اور خدا کے مبارک دین کی خدمت کے لئے اور اسی وجہ سے خدا نے میری مدد
کی اور کفار کو ذلیل و خوار کیا۔ میں یہ نہیں پسند کرتا کہ اپنی خالص نیت کو خراب کردوں
اور آئندہ فوج کشی سے دین اسلام کے علاوہ منصور کا بدلا لینا بھی میری غرض ہو جائے
اسیر اہل دربار نے بادشاہ کی نیت کی داد دی اور سلطانی خیمہ میں یکایک خدا ترسی کا
ایک جوش پیدا ہوگیا عین اس جوش و خروش کی حالت میں بہادر ترک اور
[illegible] اور عرض کیا وہ ہماری التجا ہے کہ حضور اپنی عالی ہمت دل میں کسی قسم کی
فکر اور تشویش کو جگہ نہ دیں سلطان پاک نیت نے کہا الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے
ہماری فوج کے ہر ہر سپاہی کی نیتیں خالص اور پاک و صاف کر دی ہیں اور ایسے
بہادر [illegible] کے امتحان [illegible] جانبازی کے سیلاب میں اللہ جل شانہ کا جلال ہماری
نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا لیکن اسی خلوص کے
ساتھ اپنے بہادر نوجوان افسر کو ڈھونڈھ نکالو گے اور اسی کوشش جہاد میں خدا ہمارے [illegible]
سے یہ کام بھی کردیگا کہ ہم منصور کو تلاش کریں گے اس کے ہر ایک قطرہ خون کی جگہ
ہزار ہا راجپوتوں کے بلکہ کافروں [illegible] بت پرست [illegible] کے خون کا سیلاب بہا دینگے
التونتاش نے کہا۔ حضور میری [illegible]
[illegible]

سلطان۔ میرے بہادرو اس امر [illegible] اب تمہارے [illegible]
تھا اس مرتبہ غزنی کو واپس چلوں اور آئندہ [illegible] پھر آ کے [illegible] جہاد گرم کروں۔

احمد بن حسن۔ [illegible] فوجیں تھک گئی ہیں اور
اس ماندگی کے زمانہ میں ان کو جہاد کی تکلیف دینا مناسب نہیں آثار صحابہ
سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جہاد میں سپاہیوں کی راحت رسانی بلکہ اون کے
متعلقین تک کے خیالات کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ جناب فاروق رضی اللہ
عنہ نے صرف ایک عورت کے خیالات کا اندازہ کر کے تمام امرائے عساکر کے نام
فرمان جاری کر دیئے تھے۔ کہ ہر سپاہی جو کسی مرتبہ کا ہو ہمیشہ چھ مہینے کی رخصت
دیدی جایا کرے۔

عبد اللہ بن طائی۔ مگر حضور منصور کی مفقود الخبری نے ہمارے ہر سپاہی کے
دل میں ایک جوش پیدا کر دیا ہے۔ اگر وہ تھکے بھی ہیں تو اپنی ماندگی کو بھول گئے
ہیں اور اگر جہاد پر مستعدی ظاہر کیجائے تو سب لوگ بڑے جوش و خروش کے
ساتھ موجود ہو جائیں گے۔

التونتاش۔ میں اپنے ساتھ جان نثاروں کی طرف سے بھی ایسی امید رکھتا ہوں کہ
وہ ذرا اشارہ پاتے ہی لڑائی کے لیے مستعد ہو جائیں گے۔

سلطان۔ بیشک میں اپنے ان وفادار سپاہیوں کی مستعدی اور سچی شجاعت
کا شکر گذار ہوں۔ لیکن قاش اگر وہ اپنے جوش شجاعت میں اپنی ماندگی کا خیال
نہیں کرتے یا اپنی گذشتہ تکلیفوں کو بھول گئے ہیں تو کیا مناسب ہے کہ میں
بھی خیال نہ کروں دیکھو تم سب لوگ سن لو منصور میری فوج کا ایک سپاہی تھا۔

[illegible] حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ رات کے وقت حسب عادت مدینہ کی گلیوں میں سیر کر رہے تھے کہ ان کا گذر ایک
مکان پر ہوا اوس مکان میں پردے پڑے ہوئے تھے اور پردوں کے اندر سے روشنی کی
شعاعیں باہر نکل رہی تھیں اور کوئی جوان عورت اپنی سریلی و لطیف آواز سے درد کے لہجہ
میں کچھ اشعار پڑھ رہی تھی [illegible] حضرت فاروق وہیں ٹھہر کر سننے لگے وہ اشعار یہ تھے۔ تطاول
هذا الليل تسری کواکبه وارقنی ان لا حبیب الاعبه [illegible] رات کمبخت کاٹے نہیں کٹتی

اور تارے اسی طرح سیر کر رہے ہیں اور مجھے اس امر نے حیران کر دیا کہ کوئی ہمبستر نہیں جس سے لطف صحبت اور دلچسپی حاصل ہو اس مضمون کے دو اور شعر پڑھ کے یہ شعر پڑھا فواللہ لولا اللہ لا شیء غیرہ لزعزع من ہذا السریر جوانب یہ جوانب میں اُسی خدائے پاک کی قسم کھا کے کہتی ہوں کہ اگر انجام میں خدا کا خوف نہ ہوتا تو اسوقت چارپائی کی چولیں ہلی ہوتیں اس کے بعد اس نے ایک شعر اور پڑھا جس کا دوسرا مصرع یہ ہے واکرم بعلی ان تنال مراکبہ یعنی لے وہ شخص جو عالم خیال میں میرا مخاطب ہے سن لے کہ میرے معزز و محترم شوہر کی سواریان پر سوار نہیں ہو سکتا یہ اشعار سن کے جناب فاروق کو اس قدر حیرت ہوئی کہ دروازے پر دستک دی عورت نے پوچھا کون ہے آپنے اپنا نام لیا اور دریافت کیا کہ شعر کیوں پڑھتی ہے اوس نے خوف زدہ ہو کر معذرت کی اور کہا میرا شوہر جہاد پر گیا ہے اوسکی مفارقت میں اپنے نفس پر جبر کر رہی ہوں اور جب دل نہیں مانتا تو یہ اشعار پڑھکر اپنا دل بہلاتی ہوں۔

جناب فاروقؓ یہ سنکر دیر تک متفکر رہے کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی ایسا نہ ہو کر جہاد سے برے نتائج پیدا ہوں آخر دیر کے بعد آپ نے اس سے دریافت کیا کہ عورتیں کتنی مدت تک مفارقت شوہر برداشت کر سکتی ہیں عورتوں کا عام حال [illegible] کیا جانوں مگر اپنی طبیعت سے کہہ سکتی ہوں کہ چھ مہینے کے بعد مجھے صبر نہیں ہو سکتا [illegible] جناب فاروقؓ اس کے دروازے سے چلے آئے اور صبح ہی کو کل امرائے عساکر کو [illegible] بھیجدئے کہ ہر سپاہی کو ہمیشہ چھ مہینے کے بعد واجبی طور پر ایک ماہ کی رخصت دی [illegible] ہوئی ترجیح نہیں کہ میری نظر میں میرا ہر سپاہی وہی وقعت رکھتا ہے جو منصور کی وقعت ہے یہ مجھے گوارا نہیں ہو سکتا کہ اس ایک شخص کے لئے بیش بہا اور وفادار سپاہیوں کی اکثر جانیں بے سلیقگی سے اور بیجا طور پر کٹوا دوں۔

یہ جملہ کہہ کے سلطان نے زبان روک کے سب کی طرف دیکھا اور سب [illegible] [illegible] ہو کر ادب سے سر جھکایا اور کہا ہم سب تخت کے جان نثار و شائق احکام

کے قربان جاؤں ہم بندگان عالی اپنے کریمانہ اخلاق سے جو فیاضی اور قدر دانی ہماری حقیر خدمات کے معاوضہ میں فرماتے ہیں اسکا شکریہ پورے طور پر ادا کرنے کی قوت ہماری زبان .... میں نہیں ہے (اتنا کہہ کے پھر سب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے)

سلطان۔ ہاں ہاں سچ کہتا ہوں۔ اگر منصور کا کسی قدر زیادہ خیال ہے تو صرف اسوجہ سے کہ وہ بڑے محترم اور واجب التعظیم خاندان سے ہے وہ خاندان انصار ہے اس کے اجداد نے سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مہاجرین کو ایسے وقت میں پناہ دی تھی۔ اور اس برحق رسول کی مدد کی جبکہ دنیا میں سوائے خدا کے اس مقدس گروہ کا پناہ دینے والا اور مددگار نہ تھا۔ ہمارے پیغمبر صلوات اللہ علیہ وعلی آلہٖ اسکے اجداد کے مہمان رہے تھے اسوقت سلاطین کی آنکھ میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں اور دربار میں ایک دینی رقت پیدا ہو جاتی ہے اگر منصور کا خیال ہے تو اسقدر ہے۔

عبداللہ طائی۔ حضور یہ کوئی معمولی بات ہے! آہ جس پیغمبر کا کلمہ پھیلانا ہمارا مقصود ہے اس کے میزبان اور جان نثار انصار کی نسل کا بہادر نوجوان خدا جانے کن ظالموں کی قید میں گرفتار ہے اور ہم مطمئن رہیں!!

سلطان۔ افسوس بجے رام نے بھی ہمارے ہاتھ گرفتار کر کے خودکشی کر لی ورنہ اس سے کچھ حال معلوم ہو جاتا اور نہ بھی معلوم ہوتا تو اس کے عوض میں شاید ہم منصور کو جلدی پا جاتے۔ اچھا پھر اب کیا کارروائی کیجائے (جس سے منصور کا پتہ لگے)

التونتاش۔ حضور اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں کہ سلطانی فوجیں ہندوستان کیطرف بڑھیں۔ اگر حضور کے ارادے کی ذرہ بھی خبر ہندو راجاؤں کے کان میں پہونچ جائیگی تو تمام راجا تھرا اٹھینگے اور جس کے قبضہ میں منصور ہوگا وہ اسکو حضور کیخدمت میں بھیج کے عفو تقصیر کرائے گا۔

سلطان۔ بہتر اگر تم سب کی یہ رائے ہے تو یہی سہی۔ اچھا تو اب اس امر کا فیصلہ ہو

چاہیے کہ فوج کدھر بڑھائی جائے

احمد بن حسن - سوا اسطرف سندھ کے اور کدھر فوج بڑھائی جا سکتی ہے کیونکہ منصور اسطرف گئے تھے اور اسی ملک کی حدود پر پہنچکر غائب ہوئے ہیں سلطان اسکے بعد دونوں سرداران فوج [illegible] اور عبد الصمد طائی کیطرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے خیر اب میں نے واپسی غزنین کا ارادہ ملتوی کیا تم دونوں جا کے اپنے ہمراہیوں کو اطلاع دو کہ کل صبح اوٹھیں نماز کے بعد سندھ کی طرف کوچ کرنا ہوگا اور مستعد ہوجائیں کہ انکی سپہگری اور شجاعت کا امتحان لیا جائیگا دونوں افسروں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور کھڑے ہو کر جوش و خروش کے لہجہ میں عرض کیا - خدا حضور کے اقبال کو بلند کرے اور دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار ہیں ہماری تلواریں اب [illegible] ہمیشہ وفادار - اور جان نثار ہیں اسکے بعد سلطان نے شاہانہ متانت کے ساتھ ان افسروں کی وفاداری اور فرمانبرداری کا شکریہ ادا کیا - یہ افسر شاہی خیمہ سے باہر نکلے تھے دربار برخاست ہوگیا - ان دونوں نے باہر آتے ہی تمام افسران فوج کو شاہی حکم سنا دیا - اور تمام عساکر اسلامیہ میں ایک جوش و خروش پیدا ہوگیا اور سب اسیوقت سے کوچ کی تیاریاں کرنے لگے - اب رات ہوئی اور خلاف معمول اس رات کو فوج اسلامیہ میں وہ سکوت نہ تھا جو چھایا کرتا تھا - کیونکہ افسر و سپاہی لڑائی اور جہاد کی خوشی میں رات بھر جاگتے رہے تھے - افسروں اور سپاہیوں کے جوش و سرور کی بیداری میں رات گذر گئی - تارے جو ہمیشہ سے جاگنے کے مشتاق ہیں پچھلی رات کو انکی بھی آنکھیں جھپک چلیں مگر ان جانبازوں کی آنکھ نہ جھپکی تھی گویا آنکھ لگنا ہر سپاہی نے بھول گیا تھا - الغرض لوگوں نے اس بیداری کو یاد الٰہی میں بسر کیا اور صبح کے سہانے وقت میں جبکہ قبولیت دعا کا وقت ہوا سب تمام عربی و ترکی سپاہی اور [illegible] رب العزت میں نہایت الحاح و عاجزی سے فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے کہ صبح [illegible] سے جگمگا رہی تھی اور نسیم سحر کے جھونکے چل رہے تھے کہ خیمے زور سے [illegible]

لڑنے لگے اور افسروں نے ایک وسیع میدان میں اپنی افواج کو نہایت عمدہ صفوں میں مرتب کرایا سلطان محمود غزنوی بھی اپنے خیمے سے برآمد ہوا اور اسکی صورت دیکھتے ہی ہر طرف سے دعائے دولت کے نعرے بلند ہونے لگے جب سلطان اپنی فوج کے آگے آکے کھڑا ہوا تو عبداللہ طائی کی فوج کے ایک افسر نے عربی لہجہ میں صبح کی اذان دی اور سبھوں نے جماعت سے نماز ادا کی نماز کے فراغت ہوتے ہی طبل جنگ بجنے لگا۔ اور فوجی باجوں نے ہر سپاہی کو کوچ کی اطلاع دی سب لوگ صفیں باندھ کے جنوب کی طرف روانہ ہوئے اور جس شان و شوکت سے جا رہے تھے اس سے صاف عیان تھا کہ زمین ہند اون جلال و سطوت سے ڈر ڈر کے سبزہ زار اور اپنے صحرا کو خود اونکے سپرد کر دی جاتی ہے آخر یہ فوج جاتے جاتے نظر سے غائب ہو گئی ۔

پانچواں باب

اجمیر

جس زمانہ کا ہم بیان کر رہے ہیں اون دنوں ہندوستان کے وسیع سبزہ زاروں کو مختلف قوتوں اور سلطنتوں نے اس کثرت سے بانٹ لیا تھا کہ مجموعی قوت کبھی یکجا ہو سکتی تھی اگر بالفرض کبھی قوتیں یکجا ہو سکتی تھیں تو اُن میں اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا تھا جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر کل ہندوستان کی سب قوتیں یکجا ہو جائیں تو مسلمانوں کو ہرگز کامیابی نہیں ہوتی اون کا یہ دعویٰ ایک حد تک مان لیا جائے۔ اگرچہ مسلمانوں کا جواب کافی ہے کہ قیصر و کسریٰ جنکے جھنڈوں کے سایہ میں دنیا کے بڑے بڑے ملک جمع تھے اونہوں نے اپنی اس مجموعی قوت کے ساتھ کیا کر لیا جو ہندوستان کی سلطنتیں باہم اتفاق کر کے اور پوری شجاعت کے ساتھ مزاحمت کرتے تو مسلمانوں کو یوں آسانی سے فتحیابی کا موقع نہ ملتا خیر جا رہے جو کچھ ہوا اسمیں شک نہیں کہ یہاں تھوڑی زمین پر ایک ایک راجہ رہتا جو اپنے حلقہ کے اندر آزادی اور مختار ہیکے ساتھ ہر ایک شخص سلطنت کے شہنشاہ کا رتبہ رکھتا اجمیر کے کوہ راؤلی [illegible] سے ہمالیہ تک تھوڑی تھوڑی زمین میں کئی سلطنتیں قائم تھیں اودے پور۔ اوجین۔ اندور۔ اور خود راجہ اجمیر کی سلطنت اس طرح [illegible]

حصہ میں بلٹے ہوئے یعنی اجمیر شی اور اوجین ان دونوں سلطنتوں کے راجاؤں میں آپس میں بڑا اتفاق تھا۔ اس اتفاق کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ دریا ے چنبل کے کنارے دونوں راجاؤں کی سرحد ملی تھی اور دوسرا خاص باعث اتحاد ایک عزیز داری تعلق تھا جو شادی [illegible] پیدا ہو گیا تھا یہ دونوں خاندان نہایت شریف معزز اور پاک صاف تصور کئے جاتے تھے اور لگے اور شریف بہادر آرین قوم کا وہ خالص خون جو نسلاً ان خاندان والوں کی رگوں میں چلا آیا تھا وہ ملک میں نہایت قیمتی خیال کیا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ان خاندانوں میں بھی ہر بچہ کی رگ و پے میں وہ شجاعت اور دلیری موجود تھی جس سے امید ہو سکتی تھی کہ ہندوستان شاید انقلاب سے محفوظ رہ جائے اور واقعی مسلمانوں کے روکنے میں انکی کوشش راجہ دہلی کی کوششوں سے کم تھی خصوص جبکہ اجمیر شی کے راجہ نے اپنی ایک بیٹی اوجین کے نوجوان راجہ کے عقد میں دیدی تو ان دونوں سلطنتوں کے اتفاق سے یہ امید اور قوی ہو گئی کہ مسلمانوں کو شاید قدم بڑھانے کا موقع [illegible] نہ ملے راجہ اجمیر شی کے محل میں ایک اور لڑکی تھی جس سے راجہ کو انتہا درجہ کی الفت تھی یہ لڑکی اپنے حسن و جمال کے اعتبار سے لاثانی تھی گو اوسکے نازک اور پتلے ہونٹوں اور نشیلی اور شربتی آنکھوں کی دور دور شہرت تھی۔ اسکی تمنا اور آرزو بڑی بات تھی صرف ایک جلوہ دیکھ پانے کے [illegible] مختلف سلطنتوں سے آتے تھے اور ناکام اور نامراد واپس جاتے تھے بچپن ہی سے اسکو مقدس زبان سنسکرت کی کتابیں پڑھائی گئی تھیں اور اسکے تیز ذہن اور نکتہ رس طبیعت نے نو دس برس ہی میں اسکو ایک بڑے پنڈت کے رتبہ کو پہونچا دیا اسکے خاندانی رسوم کے موافق اس نے سپہ گری کی تعلیم پائی اور اس حیثیت سے بھی اس کمال کو پہونچ گئی کہ گھوڑے پر سوار ہو کے ایک اعلیٰ درجہ کے سپہ سالار کی طرح پھرتی اور چالاکی سے لڑائی کے کرتب دکھاتی تھی ان دونوں باہمی لڑائی اور اس غیر منتظم [illegible]
بنایا جب وہ گھوڑے [illegible] کے نکلتی تھی

میں مسلمانوں ہی کی یورش اور تاخت و تاراج کا چرچہ ہو رہا تھا خصوصًا جیپال کی شکست اور بیجے رام کی ناکامی نے ہر راجہ کی آنکھیں کھولدی تھیں جو بود سے تھے وہ منتظر بیٹھے تھے کہ محمود کے سپاہی انکی حدود کے قریب پہونچیں اور وہ سر نیاز جھکاویں لیکن بہادر راجپوتوں کا خون جوش کھا گیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو ترکی اور تاتاری سپاہیوں کے سامنے صف آرا ہوں اور داد شجاعت دیں۔

یہی ذوق شوق راجہ اجمیر شہ کے بہادر درباریوں میں بھی پیدا ہو گیا تھا خصوص اجمیر شہ میں زیادہ جوش تھا۔ اس لئے کہ اس سے پہلی لڑائی میں راجہ اجمیر شہ نے جیپال کی مدد کے لئے فوج روانہ کی تھی جو پسپا ہوئی دربار شاہی کے کئی افسر نذر اجل ہوئے جس روز بیجے رام کے ناکام ہونیکی خبر آئی اس روز راجہ اجمیر شہ دربار میں بیٹھا تھا اور بڑے بڑے پنڈت اور نامور بہادر چھتری دست بستہ کھڑے تھے راجہ کی عالم افروز بیٹی راجہ کے تخت کے برابر سونیکی چوکی پر اسلحہ جنگ سے آراستہ بیٹھی تھی وزیر اور تمام اہل دربار دست بستہ سامنے کھڑے تھے اور اونہیں کی جماعت میں وزیر کا بیٹا جے سنگھ بھی تھا اگرچہ شاہی رعب وداب کی وجہ سے اوسکی آنکھیں نیچی جھکی ہوئی تھیں اور مجال نہ تھی کہ چوری چھپے بھی کبھی موہنا کی کاکل پیچاں رخساروں کی طرف نگاہ لیجاسکے لیکن دل ہی دل میں ہزاروں شوق اور آرزوؤں کے ساتھ موہنا کے خیال سے باتیں کر رہا تھا اور اپنے خیال جوش و خروش میں اس درجہ محو تھا کہ عالم خیال ہی میں گستاخیاں کرنے لگے تھا۔ اسکا سلسلہ خیال تو موہنا کی طولانی اور پرپیچ زلفوں کی طرح کبھی ختم ہی نہونے پائیگا۔ آؤ دیکھیں راجہ اپنے اہل دربار سے کیا باتیں کر رہا ہے ـــ!

راجہ۔ ہاں تو پھر راجہ جیپال نے تخت چھوڑ دیا مجھے اسکا افسوس ہے۔

وزیر۔ حضور وہ کیا کرتے۔ دو دفعہ اونہوں نے بہت کچھ اہتمام سے فوجیں جمع کیں اور ترکوں کا مقابلہ کیا مگر دونوں مرتبہ اون ہی کو شکست ہوئی۔ آخر رسم زمانہ کے مطابق اونہوں نے تخت چھوڑ دیا اور اپنے بیٹے انندپال کو تخت پر بٹھا دیا۔

راجہ۔ کیا ترک بڑے بہادر ہیں۔

وزیر ۔ حضور ہم سب لوگونکی نااتفاقی سے ترکون کا حوصلہ بڑھ گیا ورنہ مجال نہ تھی کہ محمود ہندوستان کی حدود پر یون آفت مچادیتا ہماری پست ہمتی سے دیوتا ونکا ہم پر غضب نازل ہوا ہے اور بس یہی سبب ہے کہ ملکشون کے مقابلہ میں ہمین شکستین ہوتی جاتی ہین ۔

ایک فوجی افسر ۔ اور اس موقع پر زیادہ خرابی میری رائے میں بجے رام کی وجہ ہوئی اوس کا راج سرحد پر واقع تھا ۔ ہمیشہ وہ دلی کے راج کا مطیع و فرمانبردار رہا تھا ۔ مگر محمود کے آنیکی خبر سن کے اوس نے اپنے آقا جے پال کو چھوڑ دیا ۔

راجہ (حیرت سے) کیا وہ محمود سے مل گیا ؟

فوجی افسر ۔ سری مہاراج پہلے تو لوگونکا یہی خیال تھا کہ وہ ترکون سے ملگیا ہے اگر اس دفعہ محمود نے اس پر حملہ کیا اس سے لوگونکی رائے بدلگئی اور سب کہتے ہین کہ اگر اس نے راجہ جیپال کا ساتھ چھوڑ دیا تو ترکوں سے بھی نہیں ملا ۔

راجہ ۔ پھر محمود کے اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا کون کو شکست ہوگئی ؟ یہ جملہ کہہ کے راجہ نے جواب سننے کے لئے ایسا شوق ظاہر کیا کہ اوسکی صورت سے صاف ظاہر تھا

فوجی افسر (افسردگی کے لہجہ میں) مہاراج بجے رام کو شکست ہوئی اور وہ سندھ کیطرف بھاگ گیا ۔

راجہ ۔ (طیش کھا کے) بھاگ گیا اور اپنے چھتری برن میں داغ لگا دیا ۔

وزیر ۔ سری مہاراج چھتری برن میں تو اوسی روز داغ لگا دیا جس روز راجہ جیپال کے ساتھ بیوفائی کی ۔

راجہ ۔ اب ترک کہاں ہیں اور اون کا کیا ارادہ ہے ۔

سردار فوج ۔ مہاراج سنا گیا ہے کہ بجے رام کے تعاقب میں محمود نے اپنی فوج روانہ کی ہے ۔ اس کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا کہ اس تعاقب کا کیا انجام ہوا ۔ لیکن اب جو خبرین پہنچی ہین ان سے پنجاب کی حالت بہت نازک سمجھی جاتی ہے کیونکہ راجہ ضعیف ہوگئے ہین [illegible] کا بہت شور ہے تاخت و تاراج کا بازار گرم ہے [illegible] جان و مال پر

بنگئی ہے جسوقت یہ تقریر ہو رہی تھی اپنے دلمیں طیش کھا رہا تھا۔ اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ اوسے بیتاب کئے دیتا ہے۔ آخر جھنجھلا کر تمام اہل دربار کی طرف خطاب کر کے کہا افسوس ہماری غفلتوں کا یہ نتیجہ کہ آج ملکش بے ایمان ڈاکو اور لٹیرے مسلمان ہمارے ملک میں آئے اور ہماری قسمتین پھوڑے ڈالتے ہیں وہ راجپوتوں کی بہادری اور شجاعت کیا ہوئی کیا سارے آریہ ورت میں اتنا کوئی نہین رہا ہے جو پرمیشر کی دیا پر آسرا لگائے اور ان ظالم لٹیروں کو روکے۔ راجہ کی زبان سے یہ سنتے ہی بہت سے بہادروں کی آنکھوں میں خون اوتر آیا۔ جے رام بڑھ کے تخت کے آگے آیا سجدہ کیا [illegible] دعا دینے کے بعد عرض کرنے لگا۔ مہاراج یہ ترک بھی کوئی چیز ہیں جنکی تلواروں سے ہم چھتری لوگ ڈر جائیں۔ فقط ہماری [illegible] کا سبب تھا جو انکو سندھ کے قریب پہونچنے کا حوصلہ ہوا ورنہ اونکی مجال [illegible] ادھر کا رخ بھی کرتے۔

سنتا ہوں محمود کا ارادہ ہے کہ ہندوستان بھر میں جتنے دیوہرے ہیں اور [illegible] بت خانے ہیں سب کو مسمار اور منہدم کرے۔

جے رام۔ مہاراج حقیقت میں [illegible] ایسا متعصب ہو [illegible] کو بھی اوسکی گوشمالی کا بندوبست کرنا چاہیے۔

راجہ۔ میں کیا بندوبست کروں؟ میرے سرحد کے قریب وہ آگیا تو البتہ دکھا دینگا کہ میرے بہادر کس مردانگی اور شجاعت سے لڑتے ہیں۔

جے رام۔ حضور میری رائے میں تو اسوقت اوسکو زک دینی [illegible] ممکن نہیں کہ ہم شکست نہ دیدیں اسکی فوج سندھ کیطرف بڑھتی چلی جاتی ہے اور [illegible] اوس مقام سے دور ہو جاتی ہے جہاں سے اوسکو کمک پہونچ سکتی ہے [illegible] پر سری مہاراج کی کوئی فوج ملک سندھ میں پہونچ جائے تو ترکوں کو [illegible] کہ ہندوستان کے لوگ کیسے بہادر اور سورما ہیں مہاراج اسکی صورت [illegible] اس کے کہ سب اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں [illegible]

راجہ۔ جے رام میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ جس طرح ممکن ہو ان ترکوں کو ہندوستان سے
باہر نکالدیا جائے اور آریہ ورت کو ان ملکشوں سے پاک وصاف کروں اور
دیوتاؤں کی نظر میں نیکنامی حاصل کروں۔
وزیر۔ مہاراج محمود کے سپاہی اکثر معرکوں میں فتحیاب ہو کے تجربہ کار ہو گئے ہیں میرے
نزدیک تو حضور کو اسوقت تک سبقت نہ کرنا چاہیے جبتک کہ محمود حضور کی
طرف قصد نہ کرے ہم سب رفقاء اپنی جانیں دینے کو تیار ہیں اور اس راج پر صدقے ہو جانا اپنا
فخر سمجھتے ہیں لیکن حضور کو اتنے بڑے معرکہ میں ہاتھ جب ہی ڈالنا چاہیے جب
مجبوری ہو اور صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکتی ہو۔
راجہ۔ کیا تیرے دل میں ترکوں کا خوف بیٹھ گیا۔ میرے جان نثار ایسے نہیں ہیں
کہ محمود کے ترکی سپاہیوں سے دب جائیں۔
وزیر۔ حضور محمود کو چھیڑنا مصلحت کے خلاف ہے راجہ جیپال نے ہندوستان کے بہت
بڑے بڑے راجاؤں سے مدد لیکے کتنی بڑی فوج کرلی تھی خود حضور کے جان نثاروں
کا ایک بڑا گروہ پشاور کے قریب مہاراجہ جیپال کے جھنڈے کے نیچے ترکوں سے
لڑ چکا ہے لیکن کیا ہوا تھا؟
راجہ۔ وہ اتفاق تھا اور ہندو مختلف فوجوں کی بے انتظامی سے شکست پا گئے جب
میرے سپہ سالار میرے چھتری سپاہی جوش وخروش سے حملہ کرینگے تو محمود کی گذشتہ
کامیابیوں کو خاک میں ملا دینگے۔ اتنا کہکے راجہ نے اپنے فوجی سرداران کی طرف دیکھا۔
جے رام کچھ کہنے کو تھا مگر باپ کو اپنی رائے کے خلاف پاکر خاموش ہو گیا سپہ سالار
افواج نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا حضور ہم جان نثار محمود پہ عرصہ وغا تنگ کر دینگے
اور ہمارے ہر سپاہی کے دل میں تمنا ہے کہ مہاراج آپ ہمیں ترکوں کے مقابلہ پر
روانہ کریں مسلمان ہماری قومی حکومت کو بیخ و بن سے اکھاڑے ڈالتے ہیں۔
ہمارے مذہب کی توہین اور بیخکنی کر رہے ہیں۔ ان ظالم ملکشوں نے ہمارے
واسطے کونسی بات اٹھا رکھی ہے۔ جو اب ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں گے

جے رام - سری رام میرا فخر بڑھ جائے اگر اس مہم پر روانہ کیا جاؤں حضور بہت جلد سن لینگے کہ میں نے ان مسلمانوں کو خاک میں ملا دیا سنا گیا ہے کہ بجے رام ادھر بھاگ گیا ہے اور سندھ کا راجہ بھی مسلمانوں سے بہت جلا ہوا ہے دونوں کو ملاؤنگا اور مسلمانوں کو گھیر کر ماروںنگا - اگر پرمیشر نے چاہا تو پہلے محمود کے سردار کا اور پھر خود محمود کا سر حضور کے قدموں کے آگے پڑا ہوگا -

راجہ - جے رام تمہاری ہمت اور تمہارے حوصلہ نے میرا جی خوش کر دیا تم جاؤ اور بیس ہزار فوج منتخب اپنے ساتھ لیلو - بعد اس کے راجہ دربار کے سب افسروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا - میرے بہادر و بہادر جے رام کے ساتھ کون جانا پسند کرتا ہے اسپر سب افسروں نے ہاتھ جوڑ کے سر جھکا دیا اور عرض کیا مہاراج ہم سب حاضر ہیں حضور جس کو حکم دیں وہ ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہون "

اس کے بعد شاہزادی سوہنا جو تخت کے بائیں طرف بیٹھی تھی اوٹھ کے باپ کے قدموں پر گر پڑی باپ نے اوسکا سر اوٹھا کے سینے سے لگا لیا اور پوچھنے لگا سوہنا بتا تو کیا چاہتی ہے کیا تو نہیں چاہتی کہ میرے بہادر ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہوں "

سوہنا - نہیں میں یہ نہیں چاہتی - میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے بھی جانیکی اجازت ملے اکثر لوگوں کی زبانی میں نے سنا ہے کہ مسلمان بڑے بہادر اور لڑنے والے ہوتے ہیں ایک عرصہ سے اونکی بہادری کی دیکھنے کی مشتاق ہوں مہاراج چند روز کے لئے مجھے اپنے قدموں سے جدا فرمائیے کہ جاکے دیکھوں وہ کیونکر لڑتے ہیں اور کیسی جرأت دکھاتے ہیں - راجہ دیر تک سناٹے میں رہا اس کے بعد کہنے لگا بیٹی تیری بہادری کا حال میں خوب جانتا ہوں مجھے اور کسی بات کا کھٹکا نہیں صرف اتنا خیال ہے کہ تجھے تکلیف ہوگی خصوص یہ راجپوتانہ کے ریگستان تیری ۔۔۔ اور تیرے نازک رخساروں کو کملا دینگے -

سوہنا - مہاراج حضور کی خوشنودی اور رضامندی ۔۔۔ کو بخوشی خاطر گوارا کر لونگی اور مہاراج یہ تو دہرم کا کام ہے مسلمان ۔۔۔ دہرم کو نقصان

پہنچا سکتی ہیں جس کے دل میں دھرم کی محبت ہو اس کا تو فرض ہے کہ جو پہلے کے رشی
اور ان ملکشوں کو پاک آریہ ورت سے نکال باہر کرے۔
یہ سن کے راجہ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور تمام دربار پر ایک سناٹا طاری
ہوگیا۔ آخر راجہ نے دل سے اٹھتے ہوئے جوش کو دل ہی میں دبا دیا اور اپنی جگہ [illegible]
موہنا کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا۔ موہنا بیشک ہم سب کے دل میں غیرت
نہیں رہی کمبخت [illegible] مسلمانوں کی لوٹ کھسوٹ کا حال سنکے تیرے دلمیں ایک
جوش پیدا ہوگیا۔ اور ہم لوگوں میں جیسا چاہئے ویسا جوش نہیں ہے تو زیادہ پریشان
نہ ہو اور قدم گھر سے باہر نہ نکال جے رام جاکے مسلمانوں کو خاک میں ملا دیگا اور پھر
پیچھے تیرا کلیجہ ٹھنڈا کردیگا۔ اپنی بہادری تو اسدن کے لئے اٹھا رکھ جب میں دھرم
کا جھنڈا لیکر اجمیر سے نکلونگا تو میری جگہ [illegible] ہے اگر تو مجھسے جدا ہوگی تو پھر میرا کسی
باتمیں دل نہ لگیگا۔ پردیس جانیکی میں تجھکو کیونکر اجازت دوں ترکوں کے ظلم کا حال
سب ہی جانتے ہیں۔ پرمیشر ہی کو معلوم ہے کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا اگر تو انکے ہاتھوں
میں پڑگئی تو میری زندگی دشوار ہوجائے گی
موہنا۔ مہاراج میں ہوشیاری سے مقابلہ کرونگی اور مسلمانوں کی اتنی مجال نہیں کہ
مجھے گرفتار کریں۔ میں پھر ہاتھ جوڑ کے عرض کرتی ہوں کہ اب مجھے لڑائی پر جانیکی اجازت
دیجائے اگر رامچندر جی نے کرپا کی تو میرے بارہ میں آپکو صدمہ نہ پہنچیگا۔ شاہزادی
موہنا کا یہ اصرار دیکھ راجہ پھر سوچ میں آگیا۔ دیر تک دل ہی دلمیں متردد رہا کہ اس
[illegible] ارادے سے موہنا کو کیونکر روکے اور بخصوص موہنا کی محبت اور اسکی لیاقت
[illegible] کئے دیتی ہے آخر اوسکے دل نے موہنا کی خواہش کے موافق ہی فیصلہ کردیا اور
دل میں کہنے لگا کوئی ہرج نہیں موہنا کسی غیر کے ساتھ نہیں جاتی میری منتری کا لائق نوجوان
بیٹا جے رام ہمراہ جاتا ہے۔ کیا عجب کہ اس سفر میں وہ موہنا کو اپنی حسن خدمات سے دوست
بنالے میں بھی ایک عرصہ سے چاہتا ہوں کہ جے رام کے ساتھ موہنا کی شادی
[illegible] موہنا کے انکار سے یہ معاملہ اٹکا ہوا ہے۔ اگرچہ راجہ [illegible]

بڑی خوشی ہوگی۔ واقعی اس سے عمدہ اور کوئی موقع نہیں مل سکتا کہ جے رام موہنا کے دلکو اپنے اختیار میں کرے۔ دلمیں یہ خیال کرکے راجہ موہنا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "اے موہنا تیری مجھے کسی طرح جدائی گوارا نہیں مگر اب تجھے اصرار ہے اور میرے وزیر کا لائق اور بہادر بیٹا جے رام تیرے ہمراہ جاتا ہے لہذا میں دل پر جبر کرکے تجھے اجازت دیتا ہوں بیٹی جا مگر خبردار ہوشیاری سے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی صدمہ پہونچے اور میں تیرے غم میں زندگی سے بیزار ہو جاؤں"

مہاراج میں بہت ہوشیار رہونگی اور دیوتاؤں کی مدد سے مجھے ملکشود پر فتح ہوگی میں مسلمانوں کے سردار کا سر کاٹ لاونگی اور آپکے قدموں پر ڈالدونگی۔

راجہ۔ جے رام میں اپنی جگر پارہ موہنا کو تیرے ساتھ کرتا ہوں خبردار اسکے دل کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اور اسکی خاطر مدارات کو اپنا فرض سمجھنا ہمیشہ دیکھو میری موہنا پر کوئی آفت نہ آنے پائے اور اگر ایسا ہوا تو خیریت نہ ہوگی یہ سنکے جے رام راجہ کے قدموں پر گر پڑا اور پھر راجہ کی اجازت سے اٹھکر عرض کرنے لگا۔ سری مہاراج شاہزادی موہنا کو اپنی جگہ خیال کرونگا۔ اگر شاہزادی کی ضرورت اور خدمت میں میرا سر کٹ جائے اور میری جان جاتی رہے تو مجکو اسمیں بھی دریغ نہ ہوگا۔

راجہ۔ ہاں جیسا کہا ہے ویسا ہی کر دکھانا۔ مجھے تجھ سے ایسی ہی امید ہے کیونکہ تو ہمارے راج کے قدیم جان نثاروں میں سے ہے اور تیرے [illegible] کے خدمات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ تو اجمیر شریف کے راجہ کا وفادار خادم ہے یہ سنکے جے رام نے سر نیاز جھکایا

راجہ۔ جے رام اب تم اسوقت سے جاکے فراہمی فوج کا سامان کرو کل تمہیں بیس ہزار فوج کے ساتھ تڑکے ہی روانہ ہونا چاہیے۔ تمہارے بعد میں انتظام کرونگا اور ضرورت کے موقع پر فوراً یہاں سے کمک پہونچے گی

جے رام دیکھو محمود کے مقابلہ میں ہمیشہ شریفانہ برتاؤ کرنا۔ اگر وہ ظالم ملکش لوٹ کھسوٹ کرتا ہے تو کرنے دو۔ مگر تم اپنی شرافت اور پاک نفسی نہ چھوڑنا جہانتک ہو بد عہدی نہ ہونے پائے جبتک حریف لڑنے پر آمادہ نہ ہو تمہاری طرف سے سبقت نہ ہونا [illegible]

تلوار نہ بلند کرنا مسلمانوں کا کوئی سردار یا کوئی شہزادہ گرفتار ہو تو اوسکو عزت کے
ساتھ رکھنا۔ پورے آداب اور پاس و لحاظ کے ساتھ ہمارے ساتھ میرے پاس لے آنا
سوا اسلحے لینے کے اور حراست میں رکھنے کے معزز قیدیوں پر کوئی جبر نہ کیا جائے
مگر ہاں محمود کی طرف سے اگر ان اصول کے خلاف کارروائی کیجائے تو تجھے بھی اختیار
ہے کہ جو چاہے کرے اور جس قسم کی شدت سے چاہے پیش آئے لیکن اس میں اپنی
شرافت سے نہ گذر جانا اور موہنا تو عورت ہے تیری طبیعت میں دھرم کا جوش زیادہ ہے
تو بھی میری ان نصیحتوں کا خیال رکھنا چاہئے رام بس اب جاؤ اور کوچ کی تیاریاں کرو
کل تاروں کی چھاؤں میں تیری فوج کا جایزہ لینے آؤنگا اور اسیوقت تجھے اور
اپنے جگر پارہ موہنا کو رخصت کرونگا۔

موہنا تو بھی جا اور سفر کی تیاریاں کر اپنی ماں اپنی سہیلیوں سے رخصت ہو لے بس اب
تیرے بھیجنے کا وقت آ پہنچا ہے
اسکے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور راجہ محل میں گیا اور ہر شخص نے اپنے گھر کا راستہ لیا

چھٹا باب

نہ شاہد ماند نہ این شاہد آرا

سندھ کے وہ انتہائی ریگستان جہاں ہندوستان کی حدیں تمام ہوتی ہیں اور بلوچستان
کے پہاڑ شروع ہوتے ہیں بالکل سنسان پڑے ہیں موسم خزاں کی ہوا کے جھونکے
آتے ہیں اور مسافروں کے خوش رنگ دامنوں کو چاروں طرف کی سیر کراتے پھرتے
ہیں۔ چمن کا سبزہ پورا افسردگی پسند موسم او تار او تار کے خاک میں ملا رہا ہے
ہاں وہ دشت نوردوں کے پرانے انیس ببول کے درخت اپنی
معمولی سبزی اور معمولی تروتازگی سے کھڑے ہیں اور آبلہ شگن کانٹوں کو دامن میں
چھپائے ہوئے ہیں کہ دھوپ کا مارا مسافر ان کے نیچے آکے پناہ لے اور
کے ذرہ لطف اوٹھائیں ایک طرف بہت سی لاشیں پڑی ہیں جو آفتاب کی تمازت میں

زیادہ رہنے سے پھول گئی ہے اور ان لاشوں کی تعفن سے تمام گرد و نواح اور آسمان پر سے ان
کی طرف جھک پڑا ہے اور وہ مردار خوار جانور نہایت اطمینان اور نہایت شوق کے
ساتھ ان لاشوں پر چکر باندھتے ہوئے اوترا تے ہیں۔ ایک پہاڑی کے درمیان
میں چھوٹی جھیل ہے جسمیں بلوچستان کے پہاڑوں سے کئی آبشار بہتے ہوئے آ کے
گرے ہیں اور اس کے گرد جو تھوڑی تھوڑی دلدل ہے اوس میں بگلے اور
مختلف قسم کے طیور اپنے پنجے گڑو ئے کھڑے ہیں۔ آفتاب ٹھیک سمت الراس
پر ہے اور دھوپ کی تپش ہر چیز پر تھوڑا بہت اثر کر گئی ہے —

ہمیں اسوقت مشرق اور جنوب کی طرف سے چار پانچسو سوار دینکا ایک مختصر گروہ
نمودار ہوا۔ ان سواروں کے ساتھ بہت سے اونٹ بھی بار برداری کا سامان
لدا ہوا ہے اونٹوں کو ہر چہار طرف سے لوگ گھیرے ہوئے آہستہ آہستہ آ رہے
ہیں ہر سوار پورے اسلحہ سے آراستہ ہے گو نیزے جو سروں سے اونچے ہیں اونکی
نوکوں پر آفتاب کی کرنیں تڑپ رہی ہیں ایک نہایت لطف کا تماشا دکھا رہے ہیں
عمامے سب کے سروں پر اور وضع لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو زمانہ نے بہت
ستایا ہے اور نہایت افلاس کی حالت میں رکھا ہے۔ مگر اسکے ساتھ اونکے اسلحہ
کی درستی بتا رہی ہے کہ [illegible] مصیبت سے اپنے آپکو بچانیکے لئے
مستعدی اور ہوشیاری سے کام لیتے رہے ہیں بہت سے اونٹوں پر محملیں ہیں
اور انکے پردے اگرچہ خوب کس کس کے ڈوریوں سے باندھ دئے گئے ہیں۔
مگر ہوا انکو جابجا سے اوڑائے دیتی ہے۔ محمل والے اونٹ بھی سواروں کے حلقہ میں
ہیں اور بادصرصر کے جھونکے ساتھ اوڑتے چلے آتے ہیں اس گروہ کے آگے
بطور مقدمۃ الجیش کے دو شخص ہیں دونوں کے ہاتھ پاؤں اور دونوں کے چہرہ کی
وضع قطع بتا رہی ہے کہ اونکی شجاعت اور بہادری اپنا مثل نہیں رکھتی صورت و شکل
اعتبار سے بھی دونوں اعلے درجہ کے حسین ہیں سفید عمامے سر پر ہیں تلواریں حمائل ہیں
مگر ایک جس کے حسن کو جوانی اور بہار کے دکھا رہی ہے۔ اسکا میان سنہرا ہے

اور دوسرے کی تلوار چمڑے کے میان میں ہے یہ دونوں آپسمین باتین کرتے ہوئے اپنی چھوٹی سی فوج لئے آگے آگے چلے آ رہے ہیں۔

نوجوان۔ یہ مردار خوار جانور یہان کس چیز پر گھر رہے ہین۔

دوسرا۔ ہان مجھے بھی حیرت ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہان کوئی لاش پڑی ہے۔

نوجوان۔ ایک لاش نہین معلوم ہوتی ہے بہت سی لاشین پڑی ہین ورنہ اتنے ایک جانور نہ اُترتے۔

دوسرا۔ چلو دیکھ لین۔ دونون قدم بڑھا کے ... پہاڑی کے نشیب مین پہونچکر حیرت مین آجاتے ہین مردار خوار جانوران کی صورت دیکھکر اُڑجاتے ہین

نوجوان۔ شاید یہان کوئی لڑائی ہوئی ہے ورنہ اتنی لاشین کہان سے آگئین یہ باتین کرہی رہے تھے کہ پیچھے سے شور کی آواز آئی۔ دونو حیرت زدہ ہوکر اپنے ساتھیون کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر اس کے سوا کچھ نہین معلوم ہوا کہ اونکے ساتھی گھبرا گھبرا کر انہین پکار رہے ہین۔ دونون نے اپنے گھوڑونکی باگ موڑی اور زور سے ایڑ لگا کے ہوا کی طرح پھرتی سے اپنے اپنے سپاہیونکے پاس جلد پہنچے۔

نوجوان۔ کیون کیا ہوا ہم لیا

کئی سپاہی۔ (ایک طرف اشارہ کرکے) ادھر دیکھیے وہ بہت بڑی فوج کسی ہندو راجہ کی آرہی ہے بڑا غضب ہوا اس بیشمار فوج سے ہم کیونکر مقابلہ کرینگے آہ ہمارے یہ تھوڑے سے سپاہی بہادر دم بھر مین نذر اجل ہوجاوینگے۔

نوجوان۔ ہمکو خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیے جس خدا نے ہمین یہان تک صحیح و سالم پہونچایا ہے وہی خدا اس نازک وقت پر بھی ہماری مدد کریگا ... سے ڈرتا کیا یہ لوگ تو ہمارا شکار ہیں۔ یہ لوگ پہاڑی چڑیان یا صحرائی ہرن ہین۔ ہمارا ہی چھوٹا سا گروہ انہین گھیر کے مار لیگا۔

ایک سپاہی۔ صاحب دیکھیے یہ لوگ ہم سے قریب ہونے چلتے ہیں ... سپاہیونکو قرینے سے کھڑا کیجیے اور اپنی صفون کو ... کیجیے ایسا نہ ہو کہ لوگ

اسی طرح گھبرائیں اور اضطراب میں رہیں اور یہ سب ہم پر آپڑیں۔"

یہ سنتے ہی نوجوان نے بہادر اور نامی سپاہیوں کے نام لے لے کے پکارا اور سب کو فراہم کر کے لڑائی اور اپنی عزت بچانے پر آمادہ کیا۔ محملوں اور بار برداری کے اونٹ پیچھے کئے گئے اور تمام سوار اور پیادے غنیم کیطرف صفیں باندھ کے کھڑے ہوگئے ابھی دشمن کی فوج دور تھی مگر لڑائی کے پرجوش شوق نے ایک ایسا سکوت پیدا کر دیا تھا کہ کسی کی بھی آواز نہیں نکلتی تھی۔ ہاں کسی کسی وقت محملوں سے اون بچوں کے رونے کی آوازیں آجاتی تھیں جو اپنی ماؤں کی گود میں تھے اور کسی ضد پر مچل مچل جاتے تھے دشمنوں کی فوج آخر قریب آگئی اور اس نے ایک سیلاب کیطرح تمام مشرقی حصہ صحرا کو گھیر لیا۔ گرد اڑ کے آسمان تک پہونچی اور اوس گرد کے دامن میں نظر آتا تھا کہ ہر طرف آدمیوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ جو ابھی زمین سے نکلا اور تمام حصہ دنیا پر طاری ہوگیا وہ بہادر نوجوان اور اسکا ساتھی جو ابھی پہاڑ کے نیچے لاشوں کو حیرت یا استعجاب سے دیکھ رہے تھے دونوں صفوں کے آگے کھڑے تھے اور اپنے خیال ہی خیال میں خدا کی درگاہ میں دعا کر رہے تھے کہ انکے ساتھیوں کو اس بلا سے نجات ملے یکایک ایک پیر مرد اون کی صفوں میں سے نکلا اور نوجوان کی طرف دیکھ کہنے لگا منصور تمہارا نام منصور ہے خدا تمہیں ہر حال میں فتح دیگا۔ ہماری عمر اب آخر ہوگئی ہے میری قوم کے بہادر و اب یہ تمہاری شجاعت کا وقت ہے اور فتح تقدیری معاملات ہیں دیکھو ایسا نکرنا کہ تمہارا اوس مبارک نسل کا جس میں ہم سب ہیں نام بدنام ہو شہادت کے شوق نے تمہیں کہاں کہاں پہونچایا اور اور کہاں کہاں کامیاب کیا تم میں کا ایک بہادر قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے آرام کر رہا ہے تم میں سے بہت سے لوگ روم و شام مصر و ایران کی زمینوں میں محو خواب شہادت ہیں۔ مراقش اور اندلس بھی تمہارے ناموروں سے خالی نہیں اب ہندوستان کی زمین کو اپنے نام سے عزت دینے کے لئے تم یہاں آؤ دیکھو وہی کرنا جو تمہارے شایان ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں ہم کو [illegible] سے سابقہ پڑا ہے مصیبتیں ان سے بڑی ہیں لیکن

تمہارے بزرگون نے جیسے جیسے کام کئے ہین یہ مصیبت اُن سے بڑی نہین ہے تمہاری قوم سے بوڑہون تمہاری عورتون - تمہارے بچون سب کی نجات اور سب کی عزت اسی تحمل و شجاعت پر منحصر ہے جو اب تم سے ظاہر ہوگی -

منصور - جناب آپ سب بزرگ اور واجب التعظیم ہین آپ ارام سے بیٹھے جبتک ہم مین سے ایک شخص کے بدن مین جان ہے ممکن نہین کہ ہماری عورتون اور ہمارے بچون اور آپ ایسے بابرکت لوگونکی طرف کوئی آنکھ اوٹھاکر دیکھے اے یادگاران نسل انصار جنت آپکے سامنے ہے - حورین آپکی منتظر ہین - کیونکہ سکھو نکی فوج قریب آگئی ہوشیار رہو ہوشیار یہ یاد رہے کہ تمہاری تلوارون کے سایہ کے نیچے جنت ہے بڑہو اور ان لوگون کو اس شجاعت کا نمونہ دکہاؤ جو عرب کے خون کا نتیجہ ہے اور اسلام کی گود مین پلی ہے -

جو فوج سامنے نظر آئی یہ مہاراج اجمیرش کی فوج تھی - یہ لوگ اصل مین تو محمود کے مقابلہ کو روانہ ہوے تھے - مگر قسمت نے ان غریب مسلمانون سے مقابل لاکے کھڑا کر دیا - جو ایک عرصہ سے خانہ بدوشی کے عالم مین زمانہ گذار رہے تھے اجمیرش کے بتیس ہزار راجپوت کی جو پورے اسلحے سے عجیب شان و شوکت ظاہر ہوتی تھی پانچسو ہاتھی آگے صف باندھے کھڑے تھے جنکے جھومنے کے ساتھ عرصہ رزمگاہ و مین بھی خوف کی حرکت پیدا ہو جاتی تھی - اکثر ہاتھیون پر طلائی اور گنگا جمنی جھولین پڑی تھین - ایک بہت بڑا ہاتھی جسپر سونیکی مرصع عماری آفتاب کی شعاعون کی طرح جگمگا رہی تھی اوس پر راجہ کی بیٹی موہنا بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے راجپوت سپاہیون کے جوش و خروش کو دیکھ دیکھ کے مسرور ہو رہی تھی اوسکے برابر ایک دوسرے ہاتھی پر بہادر جو زیر زادہ جے رام پورے اسلحے سے آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور پورے ذوق و شوق سے راج کنواری موہنا کی ہر آرزو پر کان ......

جب یہ فوج کچھ دیر ایک سکوت کے عالم میں رہی اور معلوم ہوگیا کہ یہ مسلمان بے لڑے اپنے آپ کو بہادر راجپوتوں کے سپرد نہ کرینگے تو وزیرزادہ جے رام شاہزادی کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا شاہزادی صاحبہ اب آپ ہوشیاری سے اپنے ہاتھی پر بیٹھ کے لڑائی کا تماشہ ملاحظہ فرمائیں۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا ہوں تاکہ فوج میری بہادری سے مقابلہ کرکے ان ملکش ترکوں کو خاک میں ملائے یا گرفتار کرے۔

موہنا۔ جے رام میں تماشا دیکھنے کے لئے تیرے ساتھ نہیں آئی ہوں بلکہ میری غرض اس سفر سے بہادری کا شکار کھیلنا ہے۔ میرا گھوڑا منگا کریں بھی اوتر کے مقابلہ کروں اور اپنی قوم کی شجاعت ان ظالموں ملکشوں کو دکھادوں

جے رام۔ حضور جب کسی بڑی فوج سے مقابلہ ہوگا اوسوقت آپ میدان جنگ میں تشریف لیجائیگا۔ ان چند آدمیوں کے مقابلہ میں آپکو تکلیف کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اگر میں ہاتھیوں کو ریل دوں تو دم بھر میں یہ سب کچل کے پامال ہوجائیں مگر نہیں مجھے منظور ہے کہ انکو بھی اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا پورا موقع ملے اگرچہ یہ ملکش ظالم اور ناخداترس ہیں مگر مجھے ان کے ساتھ ہمدردی ضرور ہے کہ اگر انمیں کوئی شجاعت کا دعوی رکھتا ہو تو میرے مقابلہ میں آئے اور دیکھے کہ ہم راجپوت انکی بہادری کو کس قدر ذلیل سمجھتے ہیں۔

موہنا۔ میں تیری اس فیاضانہ شجاعت سے خوش۔ حقیقت میں تو ایسا ہی بہادر ہے جیسا کہ میں نے سنا تھا۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ تیری طرح میں بھی اون لوگوں کی شجاعت کا تماشا کروں۔

جے رام۔ حضور یہ چند آدمی کیا مقابلہ کرینگے اور یہ بھی کوئی شجاعت ہے جو ہم اون مفلسوں کے مقابل میں ظاہر کرینگے۔ میں تو اونکو چھوڑ دیتا مگر آجکل کی حالت اسی کی مقتضی ہے کہ جو میدان ہاتھ لگے گرفتار کرلیا جائے آپکو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں کس کے مقابل میں شجاعت کیجیے گا اسکے لئے اگر آپ مجھے ہاتھی

لگا

اور تنگی تو ہماری ذلت کا باعث ہوگا اب میں جاتا ہوں تھوڑی دیر میں حاضر ہو جاؤں

موہنا۔ جے رام میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ خود ہی جا کر مقابلہ کروں مگر اب تو اصرار کے ساتھ منع کرتا ہے تو اچھا تو ہی جا اس کا خیال رہے کہ ان لوگوں کا مار ڈالنا بہادری نہیں بہادری اگر ہے تو یہ لوگ سب زندہ گرفتار کر لئے جائیں۔

جے رام۔ شاہزادی صاحبہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کیگی صرف اس سے تو میں خود جاتا ہوں ورنہ تھوڑے سے مسلمانوں کے لئے میں اپنے ہاتھی سے نہ اترتا ہمارے ہاتھی اور ہمارے سوار خود بخود ان سے دنیا کو پاک کر دیتے۔

موہنا۔ جے رام تو اگر پاک اور رحمدلی کی نیت سے جاتا ہے تو جلدی جا آہ مسلمان کیسے ظالم ہیں اور اون کے مقابل میں ہمارے چھتری برن کے لوگوں میں کتنی شریفانہ شجاعت ہے لیکن نہیں معلوم دیوتاؤں کا ہم پر کیا غضب ہے کہ یہ ملیچھ مسلمان راکشسوں سے بھی بڑھ گئے جنکو ہمارے آریہ بزرگوں نے خاک میں ملا دیا تھا

جے رام۔ شاہزادی صاحب میں اب جاتا ہوں آپ ہوشیار [illegible] رہیئے گا

یہ کہکے جے رام ہاتھی سے اوترا اور ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا ڈھال اوسکی پیٹھ پر پڑی ہوئی تھی سر پر ایک بڑا عمامہ تھا جسپر وزارت کی کلغی لگی تھی ہاتھ میں تلوار تھی اور گرد کے دامن میں ایک بجلی کے ٹکڑے کی طرح چمک رہی تھی جے رام گھوڑے پر سوار ہوتے ہی تمام ہندوؤں نے ایک جیکارے کی آواز بلند کی اور طبل جنگ اور تمام فوجی باجے بجنے لگے جس سے مسلمانوں کو بھی خبردار کر دیا کہ اب حملہ ہوا چاہتا ہے بھاٹ لوگ لڑائی کی بانیاں کہتے اور چھتری برن کی قدیم بہادریاں یاد دلاتے ہوئے آگے بڑھے۔

عربوں کے مفلس قافلہ میں سوائے ذاتی شجاعت کے اور کون سامان تھا کہ وہ ان باجوں کی آوازوں اور اس شان و شوکت کا جواب دیتے ہاں اونھوں نے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کر کے ہندو بھاٹوں کا کلام پورا کرنے لگے لیکن انہوں کے

دریائے مواج لشکر کے دلوں پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہندو فوج نے حملہ کیا اور برابر اون سے قریب ہوتی جاتی تھی۔ مگر وہ ایک خاموشی کے عالم میں کھڑے تھے کہ ہندو سپاہی اون کے سر پر پہنچ جائیں تو اپنے اسلحہ اور بہادری سے کام لیں آخر راجپوت اس قدر قریب پہنچ گئے کہ عرب لوگ اونپر برچھوں سے وار کر سکتے تھے اسوقت ایک طرف سے منصور اور دوسری طرف سے رئیس قوم محمد بن صالح کے بیٹے نے زور سے تکبیر کہی اور تمام سپاہیوں نے ایک ساتھ نیزے جھکاکے ہندؤں پر وار کرنا شروع کئے۔

ہندؤں کے پاس نیزے کم تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جبتک اونھوں نے زبردستی ہندؤں کو نہ بڑھنے دیا اور نیزوں ہی کے زور پر رکھا اوسوقت تک وہ بہت کامیاب رہے اور اس تھوڑے عرصہ میں ہندؤنکا بہت نقصان ہوا لیکن جب ہندؤں نے اپنے مذہبی جیکارے بھر کے زور سے حملہ کیا تو مسلمان بالکل نزدیک سکے اور تلوار چلنے لگی دونوں طرف سپاہی نہایت جرأت و استقلال سے لڑتے رہے۔ عرب لوگ چونکہ ایک مقام پر مجتمع ہو کے لڑ رہے تھے لہذا ہندؤں کی متواتر کوششیں اون کے جتھے کو نہ توڑ سکیں اس امر نے ہندؤں کو کسی قدر پریشان کر دیا کیونکہ وہ صرف فتح کے امیدوار تھے اور یہان لڑائی طول کھینچے جاتی تھی۔ جے رام دیر تک یہ رنگ دیکھکے متفکر ہوگیا اس لئے کہ اتنی مختصر فوج کو پسپا کرنے کیلئے زیادہ زمانہ نہیں چاہئے تھا۔ اخر اس نے حکم دیا کہ ہاتھی بڑہائیں جائیں اور ہاتھیوں کے ذریعہ سے مسلمانونکی فوج منتشر کر کے پامال کر دیجاے۔ یہ تدبیر پورے طور پر کارگر ہوئی اور مسلمانونکی اس جماعت سے جواب مختصر حصوں پر بٹ گئی تھی تباہی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ عربیہ عورتیں جو اکثر ایسے موقعوں پر لڑی تھیں یہ عالم دیکھکے اپنے خیموں میں بیتاب ہو گئیں اور اکثر تلوارین ہاتھ میں لے لے کے اونٹوں سے کود پڑیں عورتوں کی اس کاروائی نے مردوں میں اور جوش پیدا کر دیا۔ لڑائی پھر تھوڑی دیر کیلئے

جوش و خروش سے ہونے لگی۔ منصور نے جو اسوقت تک اپنی شجاعت کے جوہر دکھا رہا تھا زور سے تکبیر کہی اور مسلمانوں کا دلاور گروہ بڑھا یا اوسکی آواز کچھ دیر تک لڑائی کے ہنگامہ پر غالب رہی اور آخر جب اسکے اشارے کے بموجب مسلمانوں نے یورش کی اور ہر طرف سے تکبیریں کہنے لگے تو اوسکی پر جوش آواز مختلف قسم کی صداؤن پر غالب ہوگئی اور جنگ و جدال کے بازار میں پھر از سر نو ایک گرمجوشی پیدا ہوگئی یہ سب تدبیریں ہوئیں مگر اسکا علاج کہ راجپوتون کا شمار بیس ہزار تھا اور مسلمان پانچسو تھے ہندونکی طرف کے دو ہزار آدمی مارے گئے۔ لیکن اونکے مقابل میں مسلمانونکے جو تین سو پچاس سپاہی نذر اجل ہوئے انھوں نے مسلمانونکی قوت بالکل ضعیف کر دیا۔ تھوڑی دیر لڑائی اور ہوئی ہوگی کہ راجپوتون نے مسلمانونکو گھیر لیا۔ اور اونکے جوانمردونکو تھکا تھکا کے گرفتار کرنے لگے۔ انصار کا تمام قافلہ درہم برہم ہوگیا۔ جو مرد اور عورتیں قتل ہونیسے بچ رہی تھیں وہ کامیاب راجپوتون کے ہاتھ گرفتار ہوئیں۔ اجمیر کے بہادرون نے مسلمانونکی باندھ کے حراست میں کر دیا اور مفلس قافلہ انصار کے اونٹ اور کل سامان لوٹ لیا گیا۔

جے رام یہ خبر خوشی کی لے کے راجکماری موہنا کے پاس گیا اور کہنے لگا شاہزادی صاحب یہ آپکی برکت تھی کہ پرمیشر نے اتنی جلدی ملکشو نکو اونکے ظلم کا بدلہ دیا۔

موہنا۔ جے رام مجھے تعجب ہے کہ اس لڑائی پر خوشی ظاہر کرتا ہے یہ چند مسلمان اگر اتنی دیر تک بہادری دکھا کے تیرے بیس ہزار سپاہیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگئے تو تیرے لئے کوئی فخر کا موقع نہیں تو نے کیا نہیں دیکھا کہ اونکی عورتیں بھی اونٹوں سے کود کے لڑنے لگیں تھیں جو لوگون نے کیا اگر اون کے مقام پر تو یا تیری طرف کے کچھ لوگ ہوتے تو اون سے ہرگز یہ بنتا یہ فخر ذلت کا فخر ہے۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب میں تسلیم کرتا ہوں مسلمانون نے اس موقع پر بڑی بہادری سے کام لیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہم کامیاب ہوئے اس فتح پر

کیا آپکی مرضی ہے کہ ہم خوشی بھی نہ کریں۔

موہنا۔ یہ خوشی کا محل نہیں بلکہ میرے دل میں تو ان مسلمانوں کی محبت پیدا ہوگئی۔ انھوں نے اپنی حیثیت اپنی قوت اپنی حالت سے زیادہ کام کیا۔ افسوس کرکر تیری قسمت میں ایسے شریف لوگوں پر ظلم کرنا لکھا تھا۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب میں ہر طرح آپ کا تابع فرمان ہوں اور آپ جو فرماتی ہیں اوس سے مجھے انکار نہیں ہو سکتا اگر آپ کی یہی رائے ہے کہ مسلمانوں کی شجاعت قابل ہمدردی تھی تو میں منظور کرتا ہوں۔ مگر لڑائی میں جب دشمنوں پر فتحیابی ہوتی ہے۔ خواہ انکی شکست کتنی ہی بے بسی اور بیکسی کی ہو اور خواہ وہ کیسی ہی بہادری دکھا کے پسپا اور گرفتار ہوئے ہوں۔ لیکن یہ عام قاعدہ ہے کہ اسپر مسرت ظاہر کیجاتی ہے دشمنوں کے ساتھ کبھی ہمدردی نہیں ہو سکتی سانپ کے بچے کو بھی مار ڈالے تو بھی خوشی ہوتی ہے کہ دشمن مارا گیا اس قسم کے موقعوں پر خوشی کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ مجھے تو یہ یقین ہے کہ آپ کے دل میں بھی خوشی کا ایک جوش اسوقت ضرور پیدا ہو گیا ہو گا جب ہمارے سپاہی مسلمانوں کو گرفتار کر رہے تھے۔

موہنا۔ ہاں اس وقت میں اپنے دل میں ایک خوشی کا اثر پاتی تھی مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد معلوم ہو گیا کہ وہ عقل کا کام نہ تھا بلکہ نفس کا کام تھا اب مجھے ان بیچارے گرفتاروں کے ساتھ ایک قسم کی محبت اور ہمدردی پیدا ہو گئی ہے میں سچ کہتی ہوں کہ اگر تیری جگہ پر میں ہوتی تو ان غریبوں کو رہا کر دیتی۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب عموماً عورتوں کے دل میں مردوں سے زیادہ رحم ہوتا ہے۔ شاید یہ اوسی کا نتیجہ ہے۔

موہنا۔ جے رام اگر تو اس قسم کے مردوں میں ہے جن کے دل میں رحم اور ترس نہیں تو مجھے بھی تیرے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں وہ اصل میں عورتوں سے بھی زیادہ بودے ہیں

اس حملے نے جے رام پر بہت بڑا اثر کیا۔ اوسکی تمام امیدوں اور آرزوں کو صدمہ
پہونچا۔ دل میں کہنے لگا اب کیا کرنا چاہئے اگر دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کرون
تو مہاراجہ صاحب کو کیا منہ دکھاؤنگا اور اگر سختی کی جائے تو پیاری موہنا کی ناراضی
کا باعث ہوگا آخر اوس نے سر اوٹھا کے کہا۔ شاہزادی صاحب اگر آپکی یہ مرضی
ہے کہ یہ لوگ چھوڑ دیئے جائیں تو آپ کے حکم سے مجھے انکار نہیں جس طرح چڑیاں
اکثر صدقے کر کے چھوڑ دیجاتی ہیں اوسیطرح ان ملکشوں کو میں آپکے دلربا چہرے
اور آپکی سیاہ زلفوں پر تصدق کر کے چھوڑ دونگا۔

موہنا۔ نہیں اب گرفتار ہوے ہیں تو انہیں رہنے دے۔ اب انہیں لے چلکے
کسی اطمینان کے موقع پر رکھ کہ میں خود جا کے دیکھونگی کہ یہ کیسے اور کس خیال کے
لوگ ہیں۔ ان کی بہادری نے میرے دل میں جگہ کر لی ہے۔ اگر ان لوگوں
نے قبول کیا تو میں عمدہ طور سے انکی مہمانی کرونگی اور خود انکو اپنی زبان سے
اونکی شجاعت پر مبارک باد دونگی اب تو جلدی کسی سبزہ زار میں چلکے خیمہ نصب
کرا اور اپنی فوج کو ستانے کا موقع دے۔ کیونکہ سفر اور لڑائی دونوں چیزوں نے
سب کو تھکا دیا ہے۔ بس اب جلدی جا اور کوئی عمدہ مقام ٹھیرنے کے لیے
تجویز کر۔

جے رام۔ بہتر ابھی پڑاؤ کا سامان ہوا جاتا ہے۔
پہاڑوں کے دامن میں لاشوں سے دور ہٹ کے جہاں آبشاروں اور نہروں
نے چکر کھا کے زمین کو شاداب بنا دیا تھا اور منظر میں ایک قدرتی پر جوش کیفیت
پیدا کر دی تھی۔ اور چہار طرف سرسبزی اور شادابی کے آثار پائے جاتے تھے
اس سے عمدہ کوئی مقام ٹھیرنے کیلئے تلاش کرنے سے بھی نہیں ملسکتا تھا اس
مقام پر تمام فوجی خیمے نصب کر دئے گئے اور پہاڑی کی بلندی پر جہاں سے
کل فوج کے خیمے اور صد ہا کوس تک کا سین ہر وقت نظر کے سامنے رہا کرتا ایک
مسطح تختہ تجویز کیا گیا کہ وہاں شاہزادی موہنا کا خیمہ نصب کیا جائے درمیانیں

اوس کا خیمہ اور اوس کے گرد اوسکی سہیلیوں اور پیش خدمتوں کے خیمے نہایت عمدہ ترتیب اور خوبصورتی سے قائم کر دیے گئے - یہ سب انتظام کر کے شہزادی موہنا کے پاس جے رام آیا اور سر نیاز جھکا کے کہنے لگا - شاہزادی صاحبہ حضور کے حکم کے موافق تمام سامان کر دیا - اور حضور کی بارگاہ اور جلوہ کے خیمے سب ایک عمدہ سرسبز اور بلند تختے پر قائم ہیں تشریف لیچلکے ملاحظہ فرمائیے اور وہیں آرام فرمائیے آفتاب کی تیز شعاعوں اور میدان کی اوڑی ہوئی گرد نے حضور کو پریشان کر دیا ہوگا -

موہنا - جے رام یہ چیزیں مجھے بالکل تکلیف نہیں دیتیں اگرچہ میں ناز پروردہ ہوں مگر جفاکش بھی ہوں سپہگری کے شوق نے ان تمام مصیبتوں کو میری نظر میں ہیچ کر دیا ہاں جے رام قیدی ترکوں کے لیے کیا انتظام کیا گیا وہ کہاں ٹھیرائے گئے ہیں -

جے رام - ابھی تک تو وہ فوج کی حراست میں ہیں اور میدان ہی میں ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد اون تین بڑے خیموں میں بھر دیے جائیں گے جو حضور ہی کے خیمے کے قریب نصب کیے گئے ہیں اور دو سپاہی انکی حراست کے لیے مقرر کر دیے جائیں گے -

موہنا - اچھا چلو میں اپنے خیمہ میں چل کے تھوڑی دیر ٹھیروں پھر اون قیدیوں کو دیکھنے کو چلونگی - یہ کہہ کے شاہزادی موہنا نے اپنا ہاتھی بڑھوایا اور زرد کے ہاتھی جن پر اسکی سہلیاں اور پیش خدمتیں سوار تھیں اور وہ بہادر اور پری جمال عورتیں جو اسلحۂ جنگ سے آراستہ اور اپنی زلفوں کو شانوں پر بکھرائے ہوے گھوڑوں پر سوار تھیں اور شاہزادی کے ہاتی کو ہر وقت اپنے بیچ میں لیے رہتی ہیں سب نے موہنا کے ہاتھی کے ساتھ فرودگاہ کی طرف رخ کیا -

ساتواں باب

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۵

تاریکی نے عالم کے چہرے پر سیاہ برقع ڈالدیا ہے اور قمری مہینے کی پہلی تاریخوں
کی رات نے اپنا سیاہ لباس دنیا کو پہنا دیا ہے - ہمارا خیال اسوقت کوہستانی
اور ریگستانی دونوں زمینوں کے درمیان میں سیر کر رہا ہے جہاں معمولاً اسوقت صحرائی
درندوں اور چند آبشاروں کے بہنے کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہیں سنی جاتی
ہے - اس مہیب اور خاموش سین میں ایک بہت بڑی فوج کے اوترنے سے شور
و ہنگامہ پیدا ہو گیا ہے آخر رات کی خموشی اس فوج پر بھی غالب آگئی اور بالکل
سناٹا ہو گیا - لیکن کچھ لوگ گرفتاران بلا جو شاید اس فوج کے ہاتھ میں اسیر تھے
اون کے رونے کراہنے کی آوازیں زیادہ اُبھر اُبھر کے سنی جانے لگیں ان
گرفتاروں میں مرد بھی ہیں مگر اونھوں نے صبر اور تحمل سے کام لیا ہے اور اپنے درد
و غم کو حسرت ناک سکوت کے ذریعہ سے ظاہر کر رہے ہیں ہاں عورتوں اور ننھے
ننھے بچوں کے رونے کی آوازیں صحرا کے کھلے سین میں دور دور تک جاتی ہیں
اور ہمدرد مددگار کو ڈھونڈھتی پھر آتی ہیں - ان ہی قیدیوں میں وہ مصیبت زدہ
بہادر بھی ہے جس کا سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ہر سپاہی دردمند بن گیا ہے اور
جسکی جستجو میں سلطانی فوجیں سندھ کے ریگستانوں میں خاک اوڑاتی پھرتی ہیں -
منصور بے بسی اور اپنی حالت زار کا خیال کر کر کے دل میں بیتاب ہو جاتا ہے اور
دل میں کہتا ہے کہ افسوس میری ہی قسمت نے ان سب یادگاران نسل انصار کو بھی
آفت میں پھنسا دیا ہے - خدا نے مجھے بجے رام کے سپاہیوں کے ہاتھ سے نجات دلوائی
اور پھر لا کے اس عظیم الشان فوج کے ہاتھ میں گرفتار کر دیا - مجھے خدا کی مرضی
اور اسکے حکم سے انکار نہیں لیکن آہ میرے جو عورتیں اور بچے ہمراہ گرفتار
ہوئے ہیں اون کی حالت دیکھ دیکھکے کلیجہ پھٹا جاتا ہے قسمت نے ان
سب عورتوں کی پردہ دری کر دی آہ ظالم ہندوؤں کے سامنے بے برقع بیٹھی
بیٹھی رو رہی ہیں اگر چہ ان کی صورت نہ دیکھنا چاہئے لیکن اب سبب

جائز ہے یہ تمام قیدی صرف حراست میں تھے اور کسی قسم کی سختی ان پر نہیں کیگئی تھی جسکی وجہ یہی ہوئی کہ رحم دل شاہزادی موہنا کو خدا نے ان کا ہمدرد بنا دیا تھا ہر قیدی دوسرے کے پاس جا کر اوس کی مزاج پرسی کر سکتا تھا منصور بھی ان ہی آسانیوں کے اپنے مقام سے [illegible] ادہر ادہر ٹہل کے قیدیونکی حالت دیکھنے لگا عورتون اور بچونکی حالت دیکھ کے وہ بیتاب ہو جاتا تھا اور پھر خدا کے سچے وعدے اوسکے دلکو تسلی کر دیا کرتے تھے خود منصور بھی مارے زخموں کے چور چور ہو رہا تھا۔ لیکن اپنی تکلیفین اس سیر کے وقت بھول گیا تھا۔ ہان مسلمان عورتون پر اسکے زخم ستم کر رہے تھے کیونکہ اسکی بہادری اسکی خوش اخلاقی اور اسکی دلفریب صورت نے ہر متنفس کے دلمین اسکی محبت ڈالدی تھی۔ عین اس حالت میں اسکا گذر دو کمسن لڑکیوں پر ہوا اون کی طرف نظر جاتے ہی منصور کے دلمیں خدا جانے کیا خیال آیا کہ وہ یک بیک ٹکٹکی کے مبہوت سا رہگیا تھوڑی دیر کی حیرت زدگی نے اوسکے خیالات پر اثر ڈالدیا اور اپنے تمام قیدیون کا غم اوسکے دل سے غائب ہو گیا۔ ایک خالص اور پاک محبت کا طوفان عالم خیال میں اوس پر طاری ہو گیا اور بادہ الفت کے تیز جھونکے کل باتونکو اوسکے دل سے اوڑا لیگئے اون لڑکیوں نے اوسے نہین دیکھا تھا مگر یہ آہستہ کھڑا ہو کے اونکی باتیں سننے لگا۔ اوس حیرت کی حالت میں جو آوازیں منصور کے کانمیں آئیں وہ یہ تھیں

لیلا۔ ابتو تم نے بھی [illegible] نے کیسی جرات سے مقابلہ کیا۔

عذرا۔ ہاں دیکھ لیا مگر ایسی سیر خدا کسی کو نہ دکھائے۔ آہ میں تو اس ناتجربہ کاری میں کر سکتی۔ لیکن جنھوں نے بہادری سے کام لیا اونھوں نے کیا بنا لیا۔ یا تو ماری گئیں یا زخمی ہوئیں اور اب ہمارے ساتھی کافروں کے ہاتھ میں گرفتار ہیں اب اس قید سے نجات پانیکی امید نہیں خدا جانے کیسی بیعزتی اور کس قسم کی [illegible] قسمت میں لکھی ہے۔ یہ کافر ہمیں لونڈی بنا لینگے اور بیعزتی کر کے ہماری شرافت پر [illegible]

لگائیں گے۔

عذرا۔ لیلا۔ کیا کہا۔ عصمت بھی بچی ہوئی۔ آہ اگر ایسا تھا تو مجھے پہلے کیوں نہ بتا دیا کہ میں لڑ کے جان دیتی۔

لیلا۔ اب عزت و آبرو کا بچانے والا کوئی نہیں۔

عذرا۔ لیلا اسقدر یاس نہ کرو۔ آہ تمہاری غیرت کیا ہوئی جو ایسی باتیں زبان سے نکالتی ہو۔

لیلا۔ تدبیر خلاف ہوتی ہے جب تقدیر بگڑتی ہے اسوقت نہ انسان میں حیا باقی رہتی ہے نہ عصمت جب خدا نے ہمیں ایک ظالم اور مشرک قوم کے ہاتھ گرفتار کیا تو اور پاک دامنی کیسی۔ عذرا کیسی بھولی باتیں کرتی ہو۔ اب ہم گویا نہ اس نسل سے رہیں جسپر [illegible] ناز تھا اور نہ وہ عصمت شعاری ہم میں باقی ہے جو دور دور مشہور تھی۔

عذرا۔ چاہے تم نے ان باتوں کو گوارا کر لیا ہو لیکن میں اپنے آپکو ایسا ہی پاکدامن سمجھتی ہوں جیسے کہ مجھے ہونا چاہیے۔

لیلا۔ آ ہمیں اوسپر [illegible] اختیار ہے اپنے دلمیں تو ہم بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں لیکن جب [illegible] ظالم اپنے ارادے پر قائم نہ رہنے دے تو کیا کیا جائے۔

عذرا۔ نہیں لیلا کوئی جبر اور کوئی ظلم اس دلمیں [illegible] نہیں ڈال سکتا ہے۔ میں جان تو دے سکتی ہوں۔

لیلا۔ ہائے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلحہ چھین لیے گئے۔ کوئی [illegible] نہیں کہ کہیں سے زہر لادے۔ پھر بتاؤ کیونکر جان دوگی۔

یہ سن کے عذرا نے سر جھکا لیا۔ اس تقریر کے اثر نے پہلے تو اوسے اس درجہ نادم بنا دیا کہ کوشش کرتی تھی مگر کسی طرح سر نہیں [illegible]۔ شرم دلانے والے خیالات نے اپنے کثرت ہجوم سے آخر اوس کے دلمیں خوف پیدا کر دیا۔ رخساروں پر کی سرخی [illegible] بشاشت سب اوس خوف کی نذر ہو گئی اور دلربا چہرہ جو ساری دنیا کی رونق اور سارے جذبات کا مرکز تھا۔ بالکل زرد [illegible] ہو گیا [illegible] سکتا ہے

کہ اپنے دل میں وہ کیا کہہ رہی تھی - لیکن چہرہ کے تغیر ہونے سے بے بس ثابت
دیا بہادر منصور اسقدر سمجھ رہا تھا کہ اوس کے خیالات بہت جلد جلد صورت بدلتے
ہیں اور اوس کے بھولے دل پر نئی نئی مصیبت ڈالتے ہیں - آخر ان خیالات نے
عذرا کو بالکل مایوس بنا دیا اور اپنی خیالی ناکامیوں سے اکتا کے اوس نے سر
اوٹھایا اور لیلا کی طرف نہایت مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگی - اب اور کوئی تدبیر باقی
نہیں رہی تو میں بتاؤں اس سے اچھی کوئی تدبیر نہیں آؤ تم میرا گلا دباؤ اور میں
تمہارا گلا دباؤں بس اسطرح ان تمام مصیبتوں سے بہت جلد نجات ملجائیگی "
لیلا - ہاں عذرا یہ تدبیر تو اچھی ہے لیکن یہ خدا کے حکم کے خلاف ہے آہ قیامت
کے دن ہم دونوں خدا کو کیا جواب دینگے جب پوچھا جائیگا اپنی منہ بولی بہن کو کیوں مار ڈالا
عذرا - بہن کیا خداوند تعالی نہیں جانتا کہ ہم پر کیسی مصیبت پڑی ہے "
لیلا " وہ عالم الغیوب ہے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے مگر اس کا حکم
ہے کہ مصیبت کے وقت مسلمان کو صبر کرنا چاہیے وہ اپنی امید کو منقطع کرے اور
منتظر رہے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے -
عذرا - آہ سوائے بے عزتی کے اور کیا ظاہر ہوگا -
لیلا - نہیں عذرا خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو -
یہاں تک گفتگو ہونے پائی تھی کہ ہمارا نوجوان منصور اپنی بیخودی کے خواب سے چونکا
بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس بیکس لڑکی کی مایوسی اور بیکسی نے اسکی عادت کے موافق
اسے چونکا دیا ہمارے نوجوان کی زندگی اس قسم کے واقعات سے لبریز تھی -
مظلوم کی آہ اور بیکس کی بیقراری پر وہ چونک پڑا کرتا تھا اور اسیطرح اس
مرتبہ بھی وہ ایک آہ نکلتے ہی دفعتہً ہوا چونکا اور یہ کہتا ہوا ان لڑکیوں کی طرف
بڑھا کے پاکدامن لڑکیو اور اے غیرت مند نسل انسان کے مظلوم بچے مایوس زیادہ
نہ بیقرار ہو - تمہاری بیقراری مجھے بیچین کئے دیتی ہے "
یہ جملہ سن کے دونو لڑکیوں پر اون کے خیالاتی خوف نے اس درجہ اثر کیا کہ یک بیک

اوچھل پڑین اور دونون کا معصوم دل زور زور سے دہڑکنے لگا - مگر جلدی اپنے منتشر حواس کو سنبھال کے اونہون نے دیکھا تو وہ جوان ہے جسکے کارنامون اور جسکی آواز نے اون کے دلمین جگہ کرلی - لیلا تو اوٹھنے لگی کہ اپنے ہمدردکی تعظیم کرے مگر عذرا نے منہ پہیر کے چہرہ پر نقاب ڈال لی - لیلا نے آگے بڑہنے کا قصد کیا تو اوسکے پشت کی جانب سے اوسکا کرتا چپکے سے پکڑکے روکا اور خود اسکی آڑمین آگئی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس پاکدامنی کے جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر اثر کیا کیا دیکھنے والون نے بس اسقدر دیکہا کہ غوری جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر جو اثر کیا تہا اسکی وجہ سے وہ لیلا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا لے خانمان برباد لڑکیو یہ تو معلوم ہے کہ تمکو خدا نے ہماری مصیبت کا شریک [illegible] یہ بتاؤ کہ تم کون ہو کس خاندان کی زیب و زینت ہو - آہ باغ انصار مین خزان آگئی اور اسکے کیسے کیسے شاداب شگفتہ پہول آج مرجہائے نظر آتے ہین —

لیلا - حضرت کسی ملک کی شاہزادیان اپنے ملک مین وہ وقعت نہ رکہتی ہونگی جو ہمکو اپنے خاندان مین حاصل تہی - سادگی کی گود مین ہماری پرورش ہوئی - اور آزادگی کے صحرا نے ہمارے حوصلے وسیع کردیے - بیکسی و بے بسی ہمارے لئے مصیبت ہے

منصور - ہان ہان مین جانتا ہون مگر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم کس خاندان سے ہو اور کس کے باغ امید کو تم سے پہولونپر ناز تہا —

لیلا - آہ [illegible] خاندان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ مگر اپنے ہمدرد محسن سے اپنا حال چھپانا نہ چاہیے رئیس قوم محمد بن صالح کو آپ بخوبی جانتے ہین مین انکے بھتیجے حسن بن صالح کی لڑکی ہون اور لیلا میرا نام ہے اور یہ کمسن لڑکی جس سے مین باتین کررہی ہون اونکی پوتی اور محمد بن قاسم کی بیٹی ہے اور قاسم بن محمد آپکے [illegible] اونکا اونکا ساتھ رہتا ہے یہ ان ہی کی بیٹی عذرا ہے اس قید [illegible] کر دیا ہے کہ ہماری بدبختی کے خوف سے جان دینے پر آمادہ ہے اس جواب سے نوجوان منصور [illegible] حیرت کے سکوت مین رکہا اور اسکے خیالات عجیب قسم کے تغیر دکہاتے تہے [illegible]

صدمہ دل سے نکل گیا اور اسکی جگہ ہمدردی حیرت کے خیالات اور دشمنوں کی نفرت
تدریجاً جوش کے ساتھ غلبہ حاصل کرتی جاتی تھی اوس نے اپنے ابتدائی خیال
میں کہا اور اس سکوت کے ساتھ کہا کہ اوسی نے کہا اور اوسی نے سنا۔ آہ ان لڑکیوں کے
سادہ دل پر کیا صدمہ ہوگا۔ قیس ہماری کے خیال کے مواقف یہ لڑکیاں ان بے دردی ہا
کوہساروں اور ریگستانی میدانوں کی ہرنیاں۔ آزادی اونکی گھٹی میں پڑی ہے
ناز برداری سے پرورش پائی کیسی ناز برداری وہ نہیں جو عالیشان محلوں
اور دولتمندی کے سامانوں سے نمایاں ہوتی ہے بلکہ وہ جس کا دارومدار صرف
آزادی بےفکری۔ خودمختاری اور خوشحالی پر ہوتا ہے آہ ان کے نازک دلوں
پر کیا ستم کر رہا ہے ان کے حسن وجمال پر یہ کتنا بڑا غضب ہے خصوصاً وہ چھوٹی
لڑکی جس کی سادی طبیعت کو معلوم ہوتا تھا کہ نیچر نے صرف بھولے پن ہی کا
سبق دیا ہے۔ آہ اس کی صورت کا کس قدر دلفریب اسکا حسن کیسا دلربا
اسکی ادائیں کس درجہ دلکش ہیں اسکی شرمائی نگاہ اپنے نیچرل نشانہ بازی میں
کتنی کامیاب ہے ہاں اسکا کیا نام بتایا تھا۔ عذرا کیسا اچھا نام ہے یہ تو ماں باپ کا
رکھا ہوا نام نہیں معلوم ہوتا کسی قدر دان حسن اور کسی عاشق مزاج نے رکھدیا ہوگا
اور یہ بیٹی کس کی ہے۔ قاسم کی۔ اے میرے دوست جو ہر موقع پر میرے پہلو بہ پہلو رہتا
تھا میں نے جو خیالات اسکے حسن کی نسبت ظاہر کئے کیسے تھے اے نظر تو نے بری
نگاہ سے تو نہیں دیکھا۔ اے دل تو نا جائز اور خراب نیت سے تو اسکی طرف نہیں
متوجہ ہوا۔ ہاں ایک شوق اور مضطربانہ جذبات کا ضرور گنہگار ہوں مگر جائز
ہے میری نیت بری نیت نہ تھی۔ میں نے پاک نظر سے اوسے دیکھا اور پاک
دل اور پاک ہی نیت سے اسکا آرزومند ہو گیا ہوں۔ مگر نہ یہ تو جان دینے
کو کتنی سہے کفار کے خوف سے اس قدر تنگ آگئی ہے لیکن میں بھی اسکے ساتھ
اپنی جان دونگا میرے دل میں بھی ہجرت ہونا چاہیے۔ اگر اسے اپنی پردہ داری
اور اپنی عصمت کی عزت ہے تو مجھے بھی اپنی ذلت اور گرفتاری پر غیرت آنا چاہیے

ہاں تب بھی غیرت مند ہوں اور میری معشوقہ بھی - نہیں - دوشیزہ لڑکی بھی غیر تمند ہے -

اس کے بعد منصور لیلا کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا لیلی تم اپنی بہن سے کہدو کہ زیادہ پریشان نہ ہو - خدا ہم سب کی عزت و آبرو کا نگہبان ہے اگر انکے دل میں غیرت ہے تو میں بھی غیرت مند ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ اپنی جان بھی اس مقام پر دونگا جس مقام پر نسل انصار کی کسی لڑکی خصوصًا تمہاری بہن کا خون گریگا کفار کی طرف سے پردہ دری کی یا اس سے زیادہ کسی قسم کی کوشش کیگئی تب بھی یقین ہے کہ مسلمانان غیرت و مرد دونوں اسکے متحمل نہو سکینگے "

لیلا - صاحب ہمارے دل پر رعب غالب ہوگیا اور اس وجہ سے اب ہمکو سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی آہ - ! آپکی ہمدردی کا بھی کوئی نتیجہ نہیں خدا نے ہماری ہی طرح بے دست و پا بنادیا ہے -

منصور - بیشک اس زمانہ میں میرا کوئی اختیار نہیں اور کسی طرح تمہاری مدد نہیں کرسکتا - لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ تمہاری حفاظت اور ہمدردی میں اپنی جان دے دونگا "

لیلا - ایسے جملے زبان سے نہ نکالیے - آپ نے ہمارے خاندان کے ساتھ جیسے سلوک کئے ہیں اونکی وجہ سے آپکی مصیبت کا خیال آتے ہی ہمارا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے -

منصور - لیلا تمہاری بہن کے مزاج میں شرم بہت زیادہ ہے -

لیلا - جی ہاں شرم اور خوف دونوں باتیں انکے مزاج میں اعتدال سے بڑھی ہوئی ہیں (عذرا کی طرف متوجہ ہوکر) عذرا عذرا اب یہ شرم کا کون موقع ہے جب قسمت نے کافروں کے سامنے پردہ دری کردی تو اپنے ہمدردوں اور مصیبت کے شریکوں سے شرم کیسی - آہ تم شرمائی جاتی ہو -

دیکھو خدا نے اس فرشتہ کو تمہارے پاس بھیجا جس نے بارہا ہماری مدد کی اور ہمارے خاندا کو خطروں سے بچایا - اور اسکے ہاتھوں امید ہے کہ ہمیں اس آفت سے

بھی نجات پا جائیگی ادھر اس کے سامنے معذرت کرو اور اسکی خوشامد کرو کہ ہماری بیکسی میں کام آوے۔ اس کے جواب میں عذرا بہت شرمندگی کے ساتھ خاموش رہی پھر اپنی دلکش اور شیریں آواز سے بولی وہ خود بیکس ہیں اور وہ کیسے کیا کام آسکتے ہیں۔ دعا کرو۔ کہ خدا ان کی بیکسی پر رحم کرے کہ ہم سب ان ہی پر منحصر ہیں

اس جواب نے منصور کو اس بات کا یقین دلا یا کہ اوسکے دلی جذبات بے اثر نہیں ہیں اور اوس نے ذرہ جرأت سے کام لیکے کہا۔ عذرا تم مضطرب نہ ہو۔ اگر میری جان باقی ہے تو مجال نہیں کہ کوئی تم کو ترچھی نظر سے بھی دیکھ سکے۔ اگرچہ میں قید میں ہوں اور میرے پاس اسلحہ نہیں ہیں مگر دیکھو میرے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ان ہاتھوں سے وہ ہمدردی اور محبت جو مجھے تم سے ہے پورا کام لیگی

عذرا۔ شرم کے بجھے میں آپ کے ایسے ہمدردی میں کیونکر گوارا کرسکتی ہوں کہ یوں بے سوچے سمجھے خود اپنے ہاتھ سے اپنی جان دے دے آہ جب آپ کو ہماری مصیبت کا ایسا خیال ہے تو انصاف کیجئے کہ آپکی مصیبت ہمارے دل پر کیا ستم ڈھا رہی ہے۔

منصور۔ یہ سنکر دل پر ایک والہ جذب وارد ہوا اسکے کہنے لگا میری محبت نے اثر دکھایا دکھا میں نہیں تم اسکا خیال مت کرو مجھے خدا نے صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ تم سی پاکدامن کی حمایت میں اپنی جان دے دوں۔ لیکن تم اسلئے نہیں ہو۔

عذرا۔ اچھا تو میں کس لئے ہوں۔

منصور۔ منصور صرف اس لئے کہ اپنی جان نثاروں کو اپنے دل میں جگہ دو۔

یہ جملہ کہتے وقت منصور کی آنکھوں سے ایسی کیفیت نمایاں ہوئی جس نے سادہ دل اور پاکدامن عذرا کو غیرت اور شرم کے دریا میں ڈبو دیا عذرا اپنے دل ہی دل میں نہایت درجہ نادم ہوئی اور جو پہلے الفاظ منصور کی زبان سے نکلے تھے اوسے کسیطرح بھولتے ہی نہ تھے۔ عذرا اپنے دل سے خفا ہو کے اور بگڑ کر کہہ رہی تھی کمبخت تو نے بدنام کیا۔ نہ میں جانتی تھی کہ میرا جذبات دل اتنا سچا ہوگا اس بدنامی کے خوف سے تو میں نے کبھی کسی کے سامنے آج تک اسکا نام بھی نہ لیا اس سے

زیادہ کیا ہوگا کہ جماعت کے ثواب سے نہ اپنے آپ کو محروم رکھتی اپنے خیمہ میں چھپی بیٹھی رہی کہ کہیں سامنا نہ ہو جائے۔ اب آج لے دل وہ جسے تو چاہتا تھا میری آنکھوں کے سامنے کھڑا ہے۔ صرف گھبراہٹ نہیں اپنے الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے کہ تیری الفت اور تیری کشش بیچارہ اس پر چل گیا قسمت تو کیوں میری دشمن ہو رہی ہے کیا اس قید سے بدنام اور رسوا ہو کے نکلونگی مگر آہ یہاں سے نجات ہی کیوں ملنے لگی۔ ہماری محبت اور مصیبت دونوں کا ایک ساتھ ہی فیصلہ ہو جائے "

عذرا ان ہی خیالات میں تھی کہ منصور بھی اس کی صورت کا اس درجہ شیدا تھا اوس نے اوس پر اس درجہ کا اثر کیا کہ نقش حیرت بنا کھڑا تھا وہ تنہا اوسکی تصویر تھی اور دونوں کے دل گویا اس عالم سکوت میں راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے اور عشق کا اشراقی ٹیلیفون دونوں کے کانوں میں لگا ہوا تھا۔ اس عشق کی نئی رازدار لیلا عالم حیرت میں تھی۔ اسکی متحیر آنکھیں کبھی منصور کیطرف متوجہ ہوتی تھیں اور کبھی عذرا کے چہرے پر جاتی تھیں۔ باوجود عالم خود رفتگی کے بار بار اوسکے دامن میں چھپنے کی کوشش کرتی تھیں۔ نسل انصار کے دیگر قیدی جو اس خیمہ میں تھے وہ اپنی مصیبتوں کے خیال سے سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ ناگہان خیمہ میں چند خوبصورت جوان آگئے۔ اور چاروں طرف دیکھکر پھر باہر چلے گئے جن کے جاتے ہی شاہزادی موہنا ان قیدیوں کے خیمہ میں داخل ہوئی۔ پیاری موہنا وضع اور صورت ایسی نہ تھی کہ کسی شخص کے قریب جاکے وہ کھڑی ہو جاتی اور وہ شخص اوسکو حیرت سے نہ دیکھنے لگتا۔ آہ کسکی مجال تھی کہ موہنا اوٹھتی جوانی دلربا صورت دلدوز نظر اور عالم فریب حسن و جمال کو دیکھتا اور وقف حیرت نہو جاتا خصوص اس موقع پر جبکہ معشوقانہ پیارے پیارے ہاتھ پاؤں کو سپاہیانہ تیوروں نے قیامت کا بانکپن پیدا کر دیا تھا۔ بالوں کا جوڑا بندھا ہوا تھا اور شاہزادگی کے طور پر پیشانی کے اوپر ایک سونیکا مرصع زیور تھا جس پر کلغی لگی

سنی مایک جست کرتی بدن میں تھی اور ریشمی ساڑھی جس پر طلائی کام بنا تھا اپنی خوشنما شکنوں سے اوس ادبا کو چھپا رہی تھی جو دولت حسن کے ساتھ ابتدائی شباب کو عالم میں آشکارا کیے دیتا تھا ساڑھی کے اوپر کمر میں مرصع سونے کی ڈاب تھی اور اسمیں ایک نہایت ہی نازک تلوار لگی ہوئی تھی جو جانستانی کا جوہر رکھتی تھی خود اوسی کی تیغ ابرو کی ہمپایہ تھی۔ ان کے پاؤن نازک پر قدیم ہند و سوسائٹی کے اصول ظاہر کر رہے تھے اسلیے کہ وہ برہنہ پا تھی۔

اس دلربا آداسے موہنا اگر کھڑی ہوئی لیکن منصور کو عذرا اور لیلیٰ کی محبت اس درجہ بڑھی تھی کہ کسی کو اس کا خیال نہ آیا اور تینوں اپنے حیرت زدہ دلولوں میں اوسی طرح غرق رہے آہ عشق کا جادو کس قدر سچا اور موثر ہوتا ہے کہ موہنا قدیم حیرت زدگان عشق کا ہوش میں آنا تو درکنار یہاں یہ قیامت ہوئی کہ موہنا پر بھی وہی بیخودی طاری اور اس بیخودی نے سین کو ایک عجیب تماشا بھر کے اور بھی رونق دے دی۔

موہنا پر جب دیر تک یہ عالم طاری رہا تو ان راجپوت افسروں میں سے جو اوسکے ہمراہ آئے تھے۔ ایک نے آگے بڑھکر کہا شاہزادی صاحب اگر اس بیچے کے قیدیوں کو آپ ملاحظہ فرما چکی ہوں تو دوسرے خیمہ میں تشریف لے چلیے

موہنا۔ (اپنی بیخودی سے چونک کر) آہ انہیں۔ ہان مجھے ابھی ان لوگوں سے کچھ باتیں کرنا ہے تم ان لوگوں کی زبان میں گفتگو کر سکتے ہو؟ کیونکہ میں خود ان سے گفتگو نہیں کر سکتی۔

افسر۔ یہ لوگ آپکی گفتگو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ یہ محمود کی ہمراہی نہیں ہین بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو قدیم سے ملک سندھ میں سکونت پذیر ہیں اور اکثر زمانہ کے قیام نے انھیں یہاں کی رسوم اور یہاں کی زبان سے بخوبی واقف کر دیا ہے

موہنا۔ ہان تو میں خود ان سے گفتگو کرونگی۔

اس تقریر نے باقی ماندہ خود رفتگان کو بھی چونکا دیا۔ پہلے تو لیلیٰ کی نظر موہنا اور

اوس کے ہمراہیوں پر پڑی اور لیلا سنے فوراً عذرا کے ہاتھ سے مشک کا دیکچہ لگا دیا
عذرا نے پہلے گھبرا کے اون راجپوتوں کو دیکھا - پھر یک بیک خوف زدہ ہو کے
لیلا کے پیچھے بدن سمیٹ کر بیٹھ گئی اور سر جھکا لیا عذرا کی اس حرکت نے منصور کو
برہمی کے ساتھ ہوشیار کر دیا جس نے فوراً گردن پھیر کے دیکھا اور دیکھتے ہی
غضب آلودہ ہو کے پھرا اور چاہتا تھا کہ ایک راجپوت کے جو سب کے آگے کھڑا
تھا بڑھ کر تھپڑ مارے کہ شاہزادی موہنا پر نظر جا پڑی اور وہ دوبارہ متحیر ہو نیکے
ساتھ ہی ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا - منصور کی یہ بہادرانہ پھرتی اور حیرت موہنا پر اثر
کر گئی اور وہ اپنے دل ہی دل میں کسی بے اختیاری شوق کا مزہ لے کے بولی صاحب
آپ کی قوم کی شجاعت اور خصوصاً آپکی ذاتی جرات نے مجھے آپ کا قدردان بنا
دیا ہے براہ عنایت بتایئے کہ آپ کون ہیں اور آپکا کیا نام ہے یہ جملہ سنکے منصور
حیرت واستعجاب کے ساتھ شاہزادی موہنا کی صورت دیکھنے لگا اور موہنا نے
کچھ دیر جواب کا انتظار کرنے کے بعد پوچھا - کیوں صاحب آپ کو اپنا نام بتانے
میں کچھ عذر ہے یا اب ہمارا نوجوان اور بہتر ہو گیا - اور اس نے اشارے سے
بتایا کہ میں آپکی گفتگو نہیں سمجھ سکتا - لیکن قبل اسکے موہنا کوئی اور جملہ زبان
سے نکالے لیلا نے شاہزادی کی طرف متوجہ ہو کے کہا - یہ اس سرزمین پر نئے
آئے ہیں اس سبب سے آپ کی گفتگو نہیں سمجھ سکے آپ مطمئن رہیئے میں کہے دیتی
ہوں - یہ کہہ کے منصور کو بتایا کہ تمہارا حال اور نام پوچھتی ہیں -
شاہزادی موہنا نے لیلا کا شکریہ ادا کیا اور اسی کو متوسط قرار دیکر بہادر نوجوان
منصور سے باتیں کرنے لگی -

منصور - میرا نام منصور ہے ور حال کیا - مسلمان جنگ آزماؤں کی فوج
کا ایک سپاہی ہوں -

موہنا - آپ کی نوجوانی اور اس نوعمری پر آپکی شجاعت کا خیال کر کے میں
حیرت میں آجاتی ہوں -

منصور۔ آپ بھی تو نوجوان ہیں اور آپ کی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہادر بھی ہیں۔ اس جواب نے شاہزادی موہنا کو کسی قدر شرمندہ کر دیا مگر اس نے چہرے پر استقلال کے آثار قائم کر کے پھر بولی نہیں میں نے تو ایکی شجاعت اور جوانمردی کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس امر نے مجھے مشتاق بنا دیا ہے کہ آپ سے ملنے آئی ہوں۔

منصور۔ میں کیا چیز ہوں جتنے لوگ میرے ساتھ اسیر ہیں انمیں ہر شخص مجھسے زیادہ شجاع اور بہادر ہے اور اب تو ہم سب بالکل بودے ہیں کیونکہ جب آپ کے ہاتھ گرفتار ہو گئے تو بہادری کسی اور شجاعت کیا۔

موہنا۔ اس سے کیا ہوتا ہے شہسوار ہی گرتا ہے اور تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے تعریف اس بات کی ہے کہ آپ نے اپنا پورا جوہر دکھایا۔ اتنے بڑے سیلاب عظیم میں ہوش و حواس ہی بحال رہنا ہی دشوار ہے نہ کہ وہ بہادری جو آپ نے ظاہر کی۔

منصور۔ میں کچھ آپ سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں اجازت ہو تو پوچھوں۔

موہنا۔ پوچھئے میں خوشی سے جواب دونگی۔

منصور۔ آپ کون ہیں اور یہ لشکر کس کا ہے؟ ہم لوگوں سے کیوں مزاحمت کی گئی حالانکہ ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو محمود سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ لوگ خود اپنی جان چھپائے پھرتے ہیں۔

موہنا دل میں سوچنے لگی کہ کیا جواب دوں اور اس فکر میں اس نے گردن جھکائی تھی کہ ایک راجپوت افسر بول اٹھا ہم لوگ راجہ اجمیر کے جان نثار ہیں اور ان ہی کے حکم سے آئے ہیں اور جن سے تم باتیں کر رہے ہو یہ ہماری سرتاج اور ہمارے راجہ کی لائق اور بہادر شاہزادی موہنا ہیں۔

موہنا۔ آہ تم نے کیوں بتا دیا۔ میں خدا جانے کس فکر میں تھی اور تم نے سوچے سمجھے میرا نام بتا دیا۔ خبردار اب خبردار جو میری اجازت کے کوئی لفظ زبان سے نہ نکالنا۔

اپنی صورت دکھلائیں۔

لیلیٰ۔ (عذرا سے) حقیقت میں یہ کچ خلق ہے خدا نے اس ہندو شاہزادی کو
تمہارا ہمدرد بنایا ہے۔ ہم سب کا یہی فرض ہے کہ اسکی دلشکنی نہ کریں اتنا کہہ کے
لیلا نے عذرا کو ہاتھ سے کھینچکر سامنے کھڑا کر دیا مگر ہمارے نوجوان منصور
کے سبب سے عذرا کو کسی طرح سر اُٹھانے یا موہنا سے چار آنکھیں کرنے کی
جرأت نہ ہوتی تھی۔ موہنا نے اب عذرا کی صورت دیکھی تو حیرت زدہ ہوگئی
کہ خدا نے اسکی صورت میں کیسی خوبی پیدا کی ہے اور اسکے حسن وجمال سے کس
درجہ کی دلکشی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن یہ امر نوجوان منصور پر زیادہ اثر کر گیا تھا
وہ اول تو شاہزادی موہنا کا احسانمند تھا کہ اوسکی بدولت پیاری عذرا کی
زیارت کر سکا دوسرے عذرا کے سحر حسن وجمال نے اوسے دیوانہ اور مدہوش بنا کے
کھڑا کر دیا تھا۔ موہنا نے تھوڑی دیر تامل کیا اور عذرا کے حسن وجمال کو دیکھ دیکھ
غور کر رہی تھی اوسکے بعد نوجوان منصور کیطرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی۔ اب میں آپ سے
ایک امر کی آرزومند ہوں اور امید ہے کہ آپ بھی قبول فرمائیں گے۔

منصور۔ فرمائیے۔

موہنا۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیے [illegible] کہ آپ حضرت
تن صاحب اس درخواست نے منصور کو کسی قدر سست بنا دیا کیونکہ اس قدیم
زمانہ کے مسلمان ہندوؤں کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور اگر کوئی اس امر کا
مرتکب ہوتا تو ہر طرف سے اسپر مذہبی الزام قائم کیا جاتا تھا۔ لیکن مروت نے اسکی
زبان سے حرف انکار نہ نکلنے دیا اور کہنے لگا اچھا عذرا سے دریافت کیجئے اگر
منظور کریں گی تو مجھے بھی منظور ہے۔

موہنا۔ (لیلا سے) آپ اور آپکی بہن کیا میری مہربانی قبول نہ کرینگی۔

لیلا۔ نہیں ہمیں انکار نہیں مگر [illegible] کھانا کھا سکیں گی۔

موہنا۔ آہ! یہ ممکن نہیں کہ [illegible] ہاں ممکن ہے مگر ابھی نہیں۔ اگر آپ ایسا

کروں تو بے دہرم ہو جاؤں اور میری ذات کا کوئی میرے ساتھ کھانا نہ کھاوے
تمکو ہندو دہرم کی رسمیں نہ معلوم ہونگی ۔ میں تو اسکو بھی منظور کر لیتی مگر ابھی مناسب
نہیں ہے آپ یہاں سے چند اور لوگ لے لیجیے ۔ خود آپ کی دعوت کا سامان کرینگے
اور آپ کے لیے کھانا پکوائینگے ۔

منصور ۔ شاہزادی صاحب اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم سے ذلیل قیدیوں کے لیے
آپ اتنی تکلیف گوارا فرمائیں اور لطف کے ساتھ وہ کلمات کافی ہیں جنھوں نے
ہمیں آپ کا ممنون بنایا ۔

موہنا ۔ نہیں میری دعوت تو آپکو منظور کرنا ہوگی ۔ آپ اپنی قوم کے شریف اور معزز
لوگ ہیں ۔ اگر آپ کے ساتھ اس عزت کا سلوک نہ کیا جائے جس کے آپ مستحق ہیں
تو دنیا ہم لوگوں کو بد خلق اور ناقدر شناس بلکہ ظالم کہیگی ۔

منصور ۔ اچھا مجھے منظور ہے [illegible] ہوگا ۔
مگر میں نہیں جانتا کہ عذرا نے بھی دل سے منظور کیا یا نہیں آپ [illegible] دریافت
کر لیجیے یہ سنکے موہنا نے اتنی جرأت کی کہ بڑھ کے عذرا کے جھکے ہوے سر پر ہاتھ رکھا
پھر دوسرے ہاتھ سے ٹھڈی پکڑ کے دلدہی کے لہجہ میں کہا بہن تم بہن ہی
کہونگی میری مہمانی قبول کر کے مجھے مشکور کرو ۔

عذرا ۔ مجھے انکار نہیں مگر میرے دل میں خوف سمایا ہوا ہے ڈرتی ہوں کہ دوستی
کے پردے میں دشمنی نہ کیجائے بیعزتی کا خیال اور عصمتی [illegible] نہیں نکلتا

موہنا ۔ نہیں نہیں تم ذرہ خوف نہ کرو میں [illegible] میری بات کا یقین
[illegible] فوج میں کسیکی مجال نہیں کہ میرے حکم سے سرتابی کر سکے پس تم کو کوئی خوف
نہیں آپ تینوں صاحب چلیں اور چلکر خاص میرے کمرے میں آرام سے رہیں ۔"

منصور ۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم تو آرام سے شب بسر کریں اور ہمارے یہ سب
بہادر سپاہی [illegible] ہیں مصیبت و غم میں
رات کاٹیں جب تک [illegible] اُنکی راحت کا کوئی سامان نہو [illegible]
خوشی ہمپر حرام ہے ۔

موہنا۔ سب کی دعوت کرونگی اور سب کی راحت کا سامان بھی کرونگی آپ میرے ساتھ میرے خیمے میں چلیں ان لوگوں کے لیئے علیحدہ انتظام کردیا جائیگا۔

منصور نے یہ جملہ سن کے پاک نفس اور پاک دل شاہزادی موہنا کو حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں شکر ادا کیا۔

موہنا۔ اب تو آپ کو عذر نہیں ہے۔

لیلا۔ صاحب کس زبان سے اور کس دل سے ہم آپکی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کریں اب ہمیں کسی بات میں عذر نہیں ہے۔

یہ سن کے موہنا نے بڑھ کے عذرا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگی نہیں اب نہ گھبراؤ چلو میرے ساتھ چلو میں تمہاری میزبان ہوں اور تم مع اپنے ہمراہیوں کے میرے مہمان ہو۔ عذرا اور لیلا دونوں نے تشکر کی نظر منصور پر ڈالی اور مع نوجوان منصور کے شاہزادی موہنا کے ساتھ خیمہ سے نکل کے چلی گئیں۔

آٹھواں باب

رنگ میں بھنگ

جس طرح آسمان کی بہار تاروں سے ہوتی ہے اور صحن چمن کی بہار رنگ برنگ اور خوش رنگ پھول رونق دیتے ہیں اسی طرح ہمارے ناول کی رونق عذرا موہنا سے ہے دونوں باغ حسن کے خوشگفتہ پھول ہیں۔ مگر ان دونوں میں ہر ایک میں ایک خاص کیفیت ہے جو دونوں کے حسن کو جدا کرکے ساتھ ایک خاص عالم فریبی و دلربائی کا نمونہ دکھاتی ہے۔ موہنا نے شاہی محلوں میں پرورش پائی ہے اوس کے حسن اور اوسکی اداؤں کی شہرت دور دور تک پہونچی ہے اسکی زیارت کی آرزو مند بعد اس رخ زیبا کے دیوانے ہندوستان کے ہر کونے میں موجود ہیں عاشقوں کی بیقراریوں نے خود اوسے بتا دیا ہے کہ اسکا حسن کسقدر کرشمہ خیز ہے اور اسی وجہ وہ اپنے حسن کی خود بھی قدردان ... اور بیقراری آرزومند

کی ناز برداری نے اُسے ایک حد تک خود اپنا ایک دیوانہ بنا دیا ہے اور اسکی نگاہ
بازی میں صرف پیدائشی اور قدرتی شانہ بازی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اداؤں اور
تھکی چتونوں سے تیر نظر کو کاری اور جگر دوز بنا دینے کی مشتاق ہے زمانہ نے اُسے
بتا دیا ہے کہ ہر موقع ہر محل میں اوسکے تمنی موجود ہیں ان ہی اسباب نے اُسے ناز
فروشی کا بھی عمدہ سبق دیدیا ہے ہمارے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بہادر اور لائق وزیر زادہ
پیچ رام اسکی زلف گرہ گیر کا اسیر ہے اسکے دل پر قابو پانیکی وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے
گو موہنا اُسے مشق ناز دکھاتی رہتی ہے اور کسی طرح اسکی آرزو پوری نہیں ہوتی
بخلاف اسکے کہ شیرا ایک بھولی لڑکی ہے وہ حسین ہے مگر آہ خود اسکو نہیں معلوم کہ میں حسین ہوں
اسکی آنکھیں بیدردی سے کام کرتی ہیں اسکی زلفیں خود فراموشی کی اداؤں سے دلوں کو
اپنے پیچ و تاب میں الجھا لیتی ہیں مگر وہ نہیں جانتی کہ میرے حسن سے در پردہ ایسے
[illegible] تے ہیں ابھی تک اُسے یہ بھی نہیں معلوم کہ حسن کیا چیز ہے اور دلکو رخ
زیبا سے کیا تعلق ہوتا ہے اون صحراؤں میں اوس نے پرورش پائی جہاں ریگستان
کی گرم بھوبھل کسی دل میں معشوقانہ سردمہری پیدا ہی نہیں ہونے دیتی تھی جہاں دلی
امنگوں اور خیالی جوشوں کو دریا کے [illegible] لہریں اپنے ساتھ لیجاکے سمندر میں پھینک
آتی تھیں [illegible] ناتھا جیا اُسکے پاؤنکے ساتھ وہی سلوک کرتا تھا جو
[illegible] عشاق [illegible] اور مختلف نشیمنوں میں واقع ہونیوالے تالاب
[illegible] تھے جنمیں شاید کبھی جھک کے وہ اپنے رخ زیبا کی عکسی تصویر دیکھ لیتی لیکن
ستم یہ تھا کہ موجیں صورت کو کچھ ایسی حیثیت سے بدل کے دکھاتی تھیں کہ جب کبھی اوسے
اپنے جمال جہاں آرا کے دیکھنے [illegible] کی شاید اپنی طرف سے اپنا دل خود ہٹ گیا ہوگا ــ
خلاصہ یہ کہ اسکی نظر میں حسن و عشق دونوں بے اصل و بے معنی چیزیں تھیں ان دونوں کی اصلیت
اُسے ضرور معلوم ہو جاتی مگر آہ اوس نے کبھی اپنی صورت بھی تو اچھی طرح جی بھر کے نہیں
دیکھی ــ یہ دونوں دلربا نازنین لڑکیاں جنمیں ایک خود پرست اور ایک خود فراموش
ہے تقدیر کے انقلاب سے ایک [illegible] گئی ہیں ــ موہنا کو اگرچہ اپنے

حسن اور جمال پر بہت کچھ دعویٰ تھا مگر عذرا کے بھولے پن اور سادگی نے ایسا محو اور خود رفتہ کر دیا ہے کہ اپنی خود پرستی بھولکر اس کے ناز و ادا کی دیوانی ہو جاتی ہے عذرا کے ساتھ لیلا اور بہادر نوجوان بہادر منصور بھی موہنا کے مہمان ہیں موہنا گھڑی گھڑی عذرا کی دلدہی کرتی ہے اور اس کے نازک دلکو موجودہ صدمات سے بچانے کیلئے طرح طرح کی کوششیں کر رہی ہے لیکن اس خلوص محبت میں صرف یہی دلچسپی نہیں کہ عذرا کا غم غلط کیا جاتا ہے بلکہ زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کبھی کبھی اثنائے صحبت میں جو دو باتیں موہنا اور منصور میں ہو جاتی ہیں وہ بہت سی زیادہ قابل غور ہونیکے علاوہ مختلف پہلو لیے ہوئے ہیں عین اوسیوقت جبکہ موہنا عذرا کے آگے معذرت کے ساتھ اپنا افسوس ظاہر کرکے کہہ رہی تھی کہ مجھے ندامت ہے کہ میری فوج نے آپ کے لوگوں پر ایسا ظلم کیا۔ آپ لوگوں سے مقابلہ کرنا ظلم تھا آپ کے مردوں میں سے کوئی ہمارا دشمن بھی تو نہ تھا۔

منصور (بات کاٹکر) کیوں تھا کیوں نہیں۔؟

موہنا۔ حیرت سے وہ کون ہے؟

منصور (اپنی طرف اشارہ کرکے) یہی گنہگار جو آپکے سامنے بیٹھا ہے آپ کیا نہیں جانتی ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی فوج کا افسر ہوں۔

موہنا۔ (تعجب کے لہجہ میں) تم محمود غزنوی کی فوج کے افسر ہو (چہرہ زرد ہو جاتا ہے) خدا کرے یہ جھوٹ ہو کیا حقیقت میں تم اوسکے ہمراہیوں میں ہو؟ نہیں کہدو میں محمود کا ہمراہی نہیں ہوں۔ اچھا تو آپ ان لوگوں میں کیونکر آئے۔

منصور۔ شہزادی صاحب میری داستان بہت بڑی ہے اس لئے آپ کا زیادہ وقت رائیگاں ہوگا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسوقت آپ میری عذرا کی دلجوئی کرے جائیے گا۔ یہ کہکر ایک سناٹے میں آجاتا ہے۔ منصور کی زبان سے یہ جملہ سنکر عذرا شرم سے سر جھکا لیتی ہے اور لیلا کی آڑ میں چھپنے لگتی ہے۔ ادھر اس جملے نے موہنا کے کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ دیر تک [illegible] اور تشویش کے عالم میں رہی تھوڑی دیر کے بعد وہ [illegible]

سر اوٹھا کر منصور سے کہنا - میرے دل میں کچھ ایسی جھجک سی ہو رہی ہے جیسے آج کل نہیں
معلوم کہ میرے سوا اس صحبت میں اور لوگون کے دل میں کیا ہے کچھ ایسی وحشت والی بہ
والی باتیں ہر شخص کی زبان سے نکلتی ہیں کہ میں گھبرا جاتی ہوں - کاش مجھے معلوم
ہوتا آپکے دل میں کیا ہے اور اس شریف بھولی لڑکی (غدرا کیطرف اشارہ کرکے)
دل میں کون خیالات جوش مار رہے ہیں -

منصور - آپ وہم نہ کیجیے اگرچہ میں آپکے گروہ میں ہوں - مگر میرے خیالات
ایسے بُرے نہیں ہیں کہ اپنے محسنوں کا احسان نہ مانوں بلکہ ہمیشہ انکا احسانمند ہوں

موہنا - آہ اس سے میرے دلکو تسلی نہیں ہوتی - اچھا آپ اپنا حال بتایئے
شاید آپکی داستان سن کے میرے دلکو اطمینان ہو جائے ۔

منصور - آخر آپ کس بات میں اطمینان چاہتی ہیں ۔

موہنا - نہیں کچھ نہیں آپ اپنا حال بیان فرمایئے ۔

منصور - میں سلطان محمود کی فوج کا ایک افسر ہوں تھوڑی سی فوجکے ساتھ
بجے رام کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا - اتفاقاً دشمنوں کو پسپا کرکے اونکے پیچھے اسقدر
بڑھتا چلا گیا کہ اونکے مفرور سپاہیوں نے مجتمع ہوکے مجھے گرفتار کر لیا اور سندھ لیے
جاتے تھے - اتفاقاً راستے میں یہ لوگ ملگئے ہیں اگرچہ عرصے سے یہاں مقیم ہیں اور ان
ہی صحراؤں میں زندگی بسر کرتے تھے - بہرحال ان ہی لوگوں کے ہاتھ سے مجھے نجات
دلوائی جب سے ان ہی گروہ میں تھا آپکی فوج نے میرے ساتھ ان سبکو بھی گرفتار کر لیا

موہنا - اچھا اب تو محمود کے پاس جانیکا ارادہ نہیں ہے ؟

منصور - میں اپنے بس میں نہیں ہوں امیرا جانا نہ جانا آپ کے اختیار میں ہے -

موہنا - (دلمیں) کیونکر پوچھوں کہ اس شخص کے دل کا حال معلوم ہو مجھے خوف
ہے کہ یہ سادہ مزاج غدرا کے حسن کا دیوانہ نہ ہو - ہان دیکھو غدرا سے ... ...
اسکی باتوں سے معلوم ہو جائیگا کہ منصور کو اوس سے کسی قسم کا تعلق تو نہیں ہے
(باآواز) بہن غدرا میں انہیں چھوڑے دیتی ہوں کہ یہ پھر سلطان محمود کی فوج میں شامل ہو جائیں

تم کہو گی تو میں چھوڑ دونگی۔ عذرا نے کچھ اس کا جواب نہ دیا اور جب مکرر سہ کرر پوچھا
گیا تو شرماکر نیچی نگاہ کر کے لیلا کی طرف بڑھی اور اوس کے کان میں شرمائی ہوئی آواز
سے کہا لیلا تم پوچھو کہ انکے ساتھ مجھے بھی جانے دیجئے گا مگر ان دیکھو اپنی بات سے
پوچھنا میرا نام نہ آئے۔ لیلا۔ کیا اپنی طرف سے پوچھوں کہ مجھے بھی جانے دیجئے گا۔
عذرا۔ جب تم کو اجازت ملیگی تو تمہارے ساتھ خواہ مخواہ مجھے بھی مل ہی جائیگی۔
یہ سن کے عذرا لیلا کیطرف دیکھنے لگی اور کچھ توقف کے بعد موہنا کی طرف متوجہ ہوکے
بولی یہ ہمارے مہمان تھے اور مہمانی کی شائستہ ہیں اونھوں نے ہمارے خاندان
پر ایسے ایسے احسان کئے کہ ان سے جدا ہونیکو دل کسیطرح گوارا نہیں کرتا۔ آپکا
بڑا احسان ہوتا اگر ان کے ساتھ آپ ہمکو بھی آزاد کر دیتیں۔
موہنا۔ میں تم سے نہیں پوچھتی بہن عذرا کہدینگی اوسپر عمل کرونگی۔
لیلا۔ عذرا کی بھی یہی مرضی ہے۔
اس جواب نے موہنا کو متردد کر دیا۔ اوس نے دیر کے بعد فکر کے دریا سے سر
نکالا منصور کی صورت سر سے پاؤں تک دیکھی کچھ دیر تیور اور اسکے بشرے پر
غور کرتی رہی اسوقت معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دلی جذبات کو نہایت جوش و خروش
سے دبا رہی ہے۔ آخر [illegible] منصور کی طرف [illegible] کہنے لگی کیوں حضرت آپ [illegible] بھی
یہی مرضی ہے۔ منصور۔ آپ کے خلق و مروت نے اسیر رہنا اسقدر شاد بنا دیا ہے کہ ایسی خواہش
بالکل احسان فراموشی ہے مگر ہم لوگوں کے حال سے آپ خود اندازہ کر سکتی ہیں کہ
ہمیں رہائی کی کس قدر تمنا ہوگی۔
موہنا۔ (دل میں) اچھا آؤ اسکی مستقل مزاجی اور شرافت کا بھی امتحان کر لوں۔
(منصور سے) اچھا اس صورت سے ایکو رہا کر سکتی ہوں کہ آپ ایک امر کا اقرار کر لیجئے۔
منصور۔ وہ کیا؟
موہنا۔ آپ اقرار کریں کہ محمود کیطرف سے آپ پھر [illegible] نہ ہونگے۔
منصور۔ نہیں یہ کسی طرح ممکن نہیں اگر رہائی اسی پر منحصر ہے تو میں ایسی رہائی سے

اور آزادی سے باز آیا۔
یہ باتیں موہنا پر ساعت بساعت بیتابی کا اثر زیادہ کرتی جاتی تھیں۔ آخر نہ ضبط
ہوسکا منصور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کے آبدیدہ ہوگئی۔ دو تین منٹ تک تو اوسکی
پرستم آنکھیں نیچے جھکی رہیں۔ مگر جب بیقراری بڑھی تو انہیں سے ڈبڈبائے ہوئے
آنسو ٹپک پڑے اور عجیب حسرت کی نگاہوں سے اوسکی صورت دیکھنے لگی اسوقت اس
صحبت میں ایک نیا سین پیدا ہو گیا تھا اور موہنا کے دلی جذبات [illegible] لیلا
اور عذرا پر ظاہر ہوگئے تھے۔ لہذا سب پر ایک حسرت کا سکوت طاری تھا۔ ناگاہ موہنا
کے کان میں آواز آئی کہ اسکی کوئی پیش خدمت عورت پشت کیجانب پکار کے کہہ رہی ہے
کہ شاہزادی صاحبہ [illegible] ۔ شاید ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے والد
اپنی فوج کے خود آگئے ایک بہت بڑی فوج آرہی ہے اس آواز نے موہنا کو گھبرا
دیا اسکا دل [illegible] طرف دیکھنے لگی۔ کثرت اضطراب میں منصور
[illegible] اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک سکتہ کے عالم میں رہگئی یہ سکوت ہنوز تمام
انہوں نے پایا تھا کہ عذرا اور لیلا کی زبان سے بے اختیار کلمہ نکلا ہاں ہاں۔ آہ ہمارے
ساتھ فریب کیا گیا۔ پھر کے دیکھتے ہے تو کوئی شخص منصور کی پیٹھ پر ہاتھ رکھے کھڑا ہے
اور دوسرے ہاتھ میں چھری تانے ہوئے ہے اور قصد کرتا ہے کہ چھری مار کر اسکا کام
تمام کردے اوس نے اب تک کام کر دیا ہوتا مگر لیلا اور عذرا نے فوراً جسکے ہاتھ کو پکڑ
لیا جسمیں چھری تھی۔ وہ شخص جھٹکے دیدیکے کوشش کرتا ہے کہ ان دونوں لڑکیوں سے
ہاتھ چھوڑا کر وار کرے مگر دونوں لڑکیوں نے اس مضبوطی سے ہاتھ پکڑا ہے کہ اوسکے
جھٹکوں نیں گھٹنوں کے بل گر پڑتی ہیں مگر ہاتھ نہیں چھوڑتی ہیں [illegible]
پہچانا کہ وہ کون شخص ہے مگر دوسری مرتبہ غور کرنے سے اس نے پہچانا [illegible]
پہلا عاشق جے رام تھا جے رام کی صورت [illegible] موہنا طیش میں آکر کھڑی ہوئی
اپنے نازک ہاتھ سے تلوار کھینچ لی اور بے انتہا جوش دل کے ساتھ کہنے لگی جے رام
مجھے نہیں معلوم تھا کہ تیری موت میرے ہاتھ میں ہے سنبھل کمبخت تھا

جے رام ۔ پیاری موہنا اب تو میرے دل کو اشارہ ملا جس سے پہنچا اگر میری موت آپ کے ہاتھ سے ہے تو بخوشی خاطر قبول کرون گا ۔

موہنا ۔ اب مجھکو پیاری کے لفظ سے خبردار یاد نہ کرنا یہ کہکر تلوار کو حرکت دی جے رام منصور کا شانہ چھوڑ کے اور لیلا عذرا کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور سر جھکا کے بولا ۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۔

موہنا تلوار کو سیدھا کر کے چاہتی تھی کہ ایک ہی وار میں جے رام کا سر اڑا دے کہ منصور نے جھپٹ کے موہنا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شاہزادی صاحب اب آپ اسکی خطا معاف فرمائیں ۔ یہ میرا گنہگار ہے میں نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمائیے ۔

موہنا ۔ یہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اس پر رحم کیا جائے ۔ یہ آپ کا دشمن ۔ اور سچ کہتی ہوں کہ یہ پھر دغا کریگا ۔

منصور ۔ خیر جو کچھ ہو ۔ اب تو میں نے اس حرکت سے درگذر کی ۔

جے رام ۔ نہیں یہ بہت اچھا ہے کہ موہنا کے ہاتھ سے مارا جاؤن آہ یہ نہین گوارا ہو سکتا کہ موہنا کے دل میں میرے سوا اور کسی کی جگہ ہو ۔

موہنا ۔ (اپنی چند خاص خادمہ عورتوں سے) جاؤ ابھی جے رام کو گرفتار کر لو ۔ جبتک میں کچھ حکم نہ دون ۔ اسے خوب اچھی طرح سے حراست میں رکھو ۔

یکایک شور ہنگامہ کی آواز سنی جاتی ہے ایک فوج کا افسر دوڑا آتا ہے اور اضطراب کے الفاظ میں کہتا ہے شاہزادی صاحب بڑا غضب ہوا جسکی نسبت گمان تھا کہ ہمارے مہاراجہ صاحب کی فوج ہے وہ مسلمانوں کی نکلی آہ نہین بڑا دھوکا ہوا اور دھوکے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ کسی راجہ نے مسلمانوں کے ساتھ اپنی فوج کے کچھ لوگ کر دئے ہیں جو آگے آگے ہیں اون لوگون کو ہم ہندو خیال کر کے مطمئن تھے اور وہ سر پر آ پہونچے تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ترکوں کے بادشاہ محمود کی ہے اب کیا جائے سر دست کوئی انتظام نہیں ہو سکتا ۔

اتنا سننا تھا کہ موہنا کی صورت پر حسرت برسنے لگی ۔ منصور ۔ لیلا اور عذرا گویا اس نے

چھوڑا اور فوراً تلوار ٹیک کے کھڑی ہوگئی اور جے رام کیطرف دیکھکے کہنے لگی جے رام
چل قومی معاملہ ہے اسمیں ہم اور تم دونوں برابر ہیں۔ آ چل ہم دونوں اپنی
جانبازی کے جوہر دکھائیں اتنا کہہ جے رام کو ساتھ لیکر خیمے سے باہر نکلی۔ باہر جاکر
دیکھتی ہے کہ سلطانی فوجیں بالکل قریب آگئیں شرقی افواج کا نشان ہوا میں لہرا
رہا ہے اور ترکی اور عربی بہادر برہنہ تلواریں ہلاتے بڑھتے چلے آتے ہیں شاہزادی
موہنا دیکھ رہی تھی کہ سلطان محمود کی فوج میں طبل جنگ بجنے لگا۔ بہادر جے رام اگرچہ
پہلا افسر [illegible] دل شکستہ تھا مگر یہ لڑائی کا سین [illegible] بہادروں کی ہمت و
بیکسی کا [illegible] اور اسکے دل میں خود بخود بیتابی ہوئی۔ رگ حمیت قومی یک بیک
کچھ ایسی جوش میں آگئی کہ دم بھر میں موہنا کا عشق اور اپنی ناکامیابی بھولگیا۔ فوراً
اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور راجپوت بہادروں کو قومی غیرت اور [illegible] جوش دلا دلا
کے لڑائی پر آمادہ کیا [illegible] موہنا بھی گھوڑے پر سوار ہوئی اور اسکے ساتھ [illegible]
عورتوں نے اوسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہندو فوج دومرتبہ [illegible] کی
آوازیں بلند ہوئیں ایک تو جب سپہ سالار جے رام شان و شوکت کے ساتھ میدان میں
آیا [illegible] اور دوسرے [illegible] لیاں اپنے مٹھی میں لیے ہوئے تھیں ہندوؤں سے
اس قدر جلد آراستہ و مستعد جنگ ہوجانیکی امید نہ تھی۔

مگر شاہزادی موہنا کے آتے ہی مہاراجہ اجمیر کی فیاضیوں
اور انصاف پسندیوں کا خیال ہر دل میں جوش مارنے لگا۔ اور سب
جان نثاری پر آمادہ ہوگئے آناً فاناً میں صفیں درست ہوگئیں اور کرکیٹ چھتری جنگ
کی اگلی حالتیں یاد دلانے لگے جے رام اپنی فوج کے آگے بڑھا اور اپنے بہادروں کی
طرف دیکھکے کہنے لگا بہادرو [illegible] جانبازی کا یہی موقع ہے دشمن [illegible] دشمن [illegible]
تمہارے آریہ ورت کو خراب کرنے آئے ہیں۔ اگرچہ [illegible] مہاراجہ صاحب اس مقام
پر موجود نہیں ہیں مگر اونکی جگر گوشہ راج کماری موہنا [illegible] موجود [illegible] گھری اور
بہادری [illegible] خود [illegible] کو یاد دلائیگی [illegible] جے رام [illegible] شاہزادی موہنا کا

نا امیدی یاس پر اسکے اوسکی بیوفائی اور سرد مہری نے فوراً سست کردیا دل میں اوسکی
اور حسرت بھری نگاہ سے ... ساتھ کہنے لگا۔ افسوس میری محبت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج موہنا میرے
سامنے ایک ملکش نوجوان کی الفت کا دم بھرتی تھی۔ آہ مجھے اوس کے ساتھ محبت
ہے اوسکی عداوت اور اس کے ضرر پہنچانیکی کوشش نہیں ہوسکتی۔ ورنہ بہت آسانی
سے ممکن تھا کہ فوج تمام موہنا کے برخلاف ہوجاتی اور میں خود موہنا کو حراست
میں کرلیتا اگرچہ مہاراجہ صاحب کو اطلاع کردیتا تو موہنا کے حق میں غضب ہوجائے
مگر نہیں مجھ سے موہنا کے ساتھ ایسی دشمنی نہوگی۔ میرا یہ خیال ہے کہ موہنا ابھی
اس بیہودہ محبت سے بہت جلد دست بردار ہوجائیگی۔ ورنہ اسکو سخت ضرر پہنچیگا۔
میں خبر کیوں دوں مہاراجہ صاحب کو ایک روز معلوم ہی ہوجائیگا اور اسکا نتیجہ
بھی یہی ہوگا کہ موہنا ذلت سے گرفتار کی جائیگی۔

جے راج سنگھ ابھی تک خیالی سیر کرتا تھا کہ شور ہنگامہ کی آواز نے اوسے خود چونکا دیا اور
وہ گھبرا کر میدان جنگ اور اپنے جان نثار جنگ آزماؤں کو دیکھنے لگا ... [illegible]
اور ہندو فوجیں باہم لڑ رہی تھیں دونوں طرف کے جانباز شجاعت کے جوہر دکھا رہے
تھے مگر التونتاش نے جو سلطان کیطرف سے فوج کا اعلیٰ سپہ سالار تھا ایسا حملہ
میں صرف اپنے ہی چوالیس سواروں [illegible] سے راجپوتوں کی صفوں کو درہم برہم کردیا۔
دوسری طرف [illegible] اپنے عرب سپاہیوں کے ساتھ بڑھا اور بہادر
راجپوتوں [illegible] زمین کو سرخ رنگ میں رنگنے لگا۔ راجپوتوں کی جرأت کا پتہ
بہت اچھا [illegible] کیونکہ وہ قوم جس کے کارنامے اگلی دنیا کی ترقیوں کے ذریعے
واقع ہوئے تھے۔ وہی قوم [illegible] سے لڑ رہی تھی جنہوں نے اپنے تازہ جوش سے
دنیا کا مرقع اولٹنا شروع کردیا تھا۔

لڑائی دیر تک ایک ہی رنگ میں رہی راجپوتوں نے دکھا دیا کہ واقعی اونکی جرأت
اور شجاعت ان ہی خیالات کے متقاضی ہے کہ تمام اپنی عورتوں کو قتل کرکے میدان
جنگ میں کود پڑیں اور نیکنامی کے ساتھ اپنے تیئں نیست و نابود کریں جیسا کہ اکثر

نمایان میں ظاہر ہوا۔ لیکن فتحیاب برادران ترک کے جو جنے اسقدر بڑھے ہوئے تھے کہ
راجپوتوں کی اس شجاعت اور ثابت قدمی کو وہ خیال میں بھی نہ لاتے تھے راجپوت بہادران
کی آوازیں اکثر سنائی دیتی تھیں اور طبل اور قرنا کی آواز و تکو و باریتی تھیں ۔
داؤد طائی نے جب لڑائی کو اسقدر طول کھینچے دیکھا تو اس سے صبر نہ ہو سکا اپنی
فوجوں کا ایک گروہ لیکر اس نے سخت حملہ کیا۔ اس حملہ کو راجپوتوں نے بہت روکا
اور نہایت جانبازی سے ثابت قدم رہے مگر تجربہ کار ترکی سواروں نے آخر انہیں
پسپا کر دیا۔ اسی طرح اس سے پیشتر بھی راجپوت کئی بار پسپا ہو کے کچھ دیر تک ہٹتے
چلے گئے تھے مگر ہمیشہ جے رام کی کوششوں سے سنبھل گئے اور بڑی بہادری سے مقابلہ
کرنے لگے اس مرتبہ جے رام نے جیسے ہی دیکھا کہ راجپوت کچھ دور تک پسپا ہو آئے ہیں اپنے
گھوڑے کو بڑھایا اور غزنیوں کے دریائے موجزن میں کود پڑا۔
ضرورت تھی کہ اس کے ساتھ ہی تمام ہندو سوار بھی مسلمان سواروں میں گھس پڑتے مگر
جے رام جس طیش [illegible] مردانگی سے اوس نے اپنے آپکو مسلمانوں کی
صفوں کے اندر داخل کر دیا تھا وہ ایک ایسی آواز تھی کہ اسکے تمام سپاہی ایک حیرت
و استعجاب کی نظر سے اوسکی صورت دیکھنے لگے اور گویا [illegible] کا مقابلہ کرنا بھول
گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے داؤد طائی نے جب دیکھا کہ راجپوتوں کا سردار اس شجاعت
سے [illegible] گروہ میں آگیا ہے تو اوس نے اپنے تمام ہمراہیوں کو اوسکے مقابلہ سے
روک دیا اور خود گھوڑے کو کاوا دیکے اوسکے مقابل جا کے کہنے لگا اے نوجوان
کافر میں سمجھا کہ تو اپنی قوم کا سردار ہے اپنے اوپر نہیں تو اپنی نوعمری پر ترس کھا تو دھوکے
میں ہے جوانی کے جوش کو شاید تو بہادری اور شجاعت خیال کرتا [illegible]
کی نظر میں تو تو بچہ ہے اور ایک تجربہ کار نبرد آزما کے مقابلہ میں تو ہرگز کامیاب نہیں
ہو سکتا اس تقریر کو وہ خود نہیں سمجھا مگر ترجمان نے جو اب اسکے پاس آگیا تھا
سمجھایا تو اوسے داؤد طائی کے کلام کا مطلب معلوم ہوا اور اوسکے ذریعہ [illegible]
دیا کہ مسلمان اگرچہ میں نوعمر ہوں مگر لڑائی کے میدان [illegible] بڑے

سن رسیدہ سپاہیوں سے زیادہ جوہر دکھا چکی ہے اگر تجھے یقین نہیں آتا تو دیکھ لے تو بھی
نیزہ چلھ سے پہلے کے جے رام نے داؤد طائی پر حملہ کیا داؤد نے ایک کار آزمودہ سپہ سالار
کیطرح جے رام کا وار خالی دینا شروع کیا۔ دیر تک یوں ہی لڑائی ہوتی رہی کہ جے رام
جھلا جھلا کے اور طیش میں آآکے وار کر رہا تھا اور داؤد اوس کے حملوں کو برابر
روکتا رہا۔ آخر حملہ کرتے کرتے سست پڑگیا۔ اسوقت داؤد نے چلا کے کہا تیرے حملے
ہو چکے اب میرے وار خالی دے اتنا کہا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتھ میں لیکے جے رام پر
وار کیا اور جے رام نے نیزے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ مگر داؤد طائی نے اپنا ہاتھ بڑھا کر جے رام
اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر وار کا نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوے پیچھے کیطرف اتنا جھکا کہ لیٹنے کے
قریب ہوگیا داؤد گھوڑا بڑھا کے اوسکے قریب پہنچا۔ جسکی وجہ سے جے رام لیٹ گیا
اور قریب تھا کہ وہ اوسکے نیزے کو چھوڑ کے اوٹھے کہ داؤد نے اپنا ہاتھ بڑھا کر
جے رام کا گلا پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ دوسرے ہاتھ سے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کرے
بلکہ تلوار پورے زور کے ساتھ کھینچ چکا تھا کہ ناگہاں کسی نے پیچھے سے آکر ہاتھ پکڑ لیا
اور عربی زبان میں کہا بس اب جانے دیجئے میری خاطر سے اسپر رحم کیجئے غضب آلودہ
ہوکر مڑکر دیکھتا کیا ہے کہ ایک نوعمر شخص گھوڑے پر سوار ہے اور جے رام کے قتل کرنیکو
منع کرتا ہے۔ داؤد کی آنکھوں کو غصے نے خیرہ کر دیا تھا۔ بالکل نہ پہچان سکا کہ کون شخص ہے
نوجوان۔ کیا مجھے نہیں پہچانا بھول گئے۔؟
داؤد نے غور سے دوبارہ دیکھا اور پہچانتے ہی تو چلا کے زور سے کہا آہاہ منصور
اور جے رام کو چھوڑ کے اس کے گلے سے لپٹ گیا۔

داؤد۔ منصور خوب ملاقات ہوئی تمہارے لئے ہمارے ہر سپاہی کا خون ہو رہا تھا
خود سلطان کو اتنا صدمہ تھا کہ بار بار افسردہ ہو گیا۔

نوجوان۔ یہی تو ہمارا فرض ہے کہ ہمارے سلطان نے ہمکو اور دوسروں کے ایسے شفیق
اور مہربان ہیں۔ خیر یہ باتیں بعد میں ہونگے سردست میں چاہتا ہوں کہ آپ اس
شخص دجے رام کیطرف اشارہ کر کے) کو چھوڑ دیجئے۔

جے رام خود حیرت میں تھا کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ پہلی نظر میں اس نے بھی منصور کو نہیں پہچانا مگر پہچاننے کے بعد دل میں بہت نادم اور پریشان ہوا جس وقت داؤد جلالی اُسے چھوڑ کر منصور سے بغلگیر ہوا تھا اس وقت بخوبی موقع تھا کہ جے رام ایک وار میں داؤد کا کام تمام کر دیتا۔ مگر حیرت نے اوسے اپنے ہوش و حواس میں نہ رکھا اور جب میں آیا تو شرمندہ ہو کر اپنے دل میں کہنے لگا اب حملہ کرنا یا لڑائی کا قصد کرنا انتہائی بزدلی ہے افسوس یہ وہی شخص ہے جسکے لیے اپنی جان تک قربان کرتا ہوں۔ جسکی وجہ سے پیاری موہنا کے دلبر مجھے بالکل کامیابی حاصل نہ ہو سکی آہ! یہ دو بار مجھپر احسان کر چکا اس نے دو مرتبہ میری جان بچائی آسانی سے ممکن تھا کہ میں اس سے مقابلہ کر کے اپنا اور اسکا فیصلہ کر لیتا مگر اس کے احسان نے میری نظر اس کے سامنے جھکا دی۔ اب کس منہ سے مقابلہ کا نام لوں کہاں تک بیحیائی اختیار کروں مجھے ابھی ان خیالات میں غور رہا تھا او دہر داؤد نے منصور سے کہا اب میدان میں پھر آئیے گا پہلے چلکر ہمارے سلطان کی قدمبوسی حاصل کر لیجیے۔

منصور۔ چلیے۔ وہ دونوں روانہ ہوئے۔

سلطان محمود غزنوی اپنے شاہی گارد کے ہمراہ میں تمام فوج کے پیچھے کھڑا تھا علم سلطانی ہوا میں لہرا رہا تھا اور اس کے پھریرے کی حرکت کے ساتھ مجاہدین اسلام کے دلمیں جوش جانبازی ترقی کرتا جاتا تھا۔ خاص افسران فوج سلطانی کو جلو میں تھے اور لڑائی کے رنگ کو دیکھ دیکھکے رائے زنی کر رہے تھے۔

سلطان۔ بخدا میں نے بہت سی ہندو فوجوں سے مقابلہ کیا مگر ان لوگوں کے ایسے جری اور جانباز ہندو نہیں دیکھے تھے۔

ایک افسر۔ حضور واقعی یہ لوگ بڑے جری اور بہادر ہیں اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ افسر بہت کم معلوم ہوتے ہیں۔ وہاں وہ ایک جوان البتہ نظر آتا ہے جو نیزہ تیر اور دھیمے سے بہت جرأت کر رہا ہے مگر یہ کیا! اس کی کاکلیں چھوٹی ہیں کیا عورت ہے۔

سلطان - ہاں بیشک عورت ہے جس طرح وہ اپنی تیغ بچا بچا کر لڑ رہی
ہے اس سے اُس کے عورت ہونے کا مجھے یقین ہو گیا - مگر میں نہیں جانتا تھا کہ راجپوتوں
کی عورتیں بھی ایسی جری اور شجاع ہوتی ہیں ؟
افسر - حضور کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول جنگ سے بھی خوب واقف ہے
صرف قومی جوش سے نہیں آتی ہے بلکہ پیشتر سے فن سپہگری میں کمال حاصل کر چکی ہے
سلطان - اس عورت کو زندہ گرفتار کرنا چاہیے - اگر منصور ہوتا تو اسے
گرفتار کر لیتا لڑائی میں جو پھرتی اور چالاکی منصور سے ظاہر ہوتی ہے وہ اوسی کا حصہ ہے -
افسر - بیشک اس لڑائی میں منصور کی ضرورت تھی -
سلطان - ابھی تک منصور کا پتہ نہیں لگا خدا جانے وہ کس مصیبت میں مبتلا
ہوگا - افسوس اس کے نہ ہونے سے لڑائی میں میرا دل نہیں لگتا - خدا کی راہ میں
جیسی جانبازیاں اوس نے دکھائیں اور کسی سے بمشکل ظاہر ہونگی اور کیوں
نہ ہو آخر کس نسل سے ہے ادہر سلطان کی یہ تقریر ختم ہوئی اودہر داؤد طائی منصور
کو لیے ہوئے حاضر ہوا اور بجوش مسرت میں چلا کے کہنے لگا شعر

الٰہی در جہان باشی باقبال -
جوان بخت و جوان دولت جوان سال -

دوست شاد و دشمن پامال - حضور منصور مل گیا اور قدمبوسی کو حاضر ہوا ہے
سلطان نے جوش کے لہجے میں کہا - ہیں کہاں ! سلطان کی زبان سے اس لفظ کا
نکلنا تھا کہ منصور بڑھا جھک کے رکاب چومی اور دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا -
سلطان - منصور تمہارے لیے سب لوگ بیتاب تھے تم کہاں تھے اور کس حال میں تھے
منصور - حضور میں ہر طرح خیریت سے ہوں آپ کے اقبال سے حکم کی تعمیل کر چکا ہوں تو مجھے رام
کے پیچھے روانہ ہوا میں نے انہیں کی حدود میں پہنچ کے مجھے راہ میں [illegible] ہمراہیوں
نے گھیر لیا تھا - لڑائی تھوڑی ہی دیر ہوئی اور آخر کار [illegible] مبارک [illegible]
[illegible] کی تعاقب میں دور تک نکل گیا [illegible] خبر نہ تھی [illegible] رام [illegible]

مگر جب اپنی فوج سے زیادہ دور نکل گیا تو مفرورین کے ایک گروہ نے جسمیں کم از کم پچاس آدمی ہونگے مجھے آکر گھیر لیا میں نے اول تو مقابلہ کیا مگر آخر زخمی ہو کر گرا اور گرفتار کر لیا گیا۔ وہ لوگ مجھے سندھ کیطرف لئے جاتے تھے کہ میری قسمت نے میرے ہمدرد وہاں صحرائے سندھ میں پیدا کر دیے ایک اسلامی فوج نے جسمیں پانچ چھ سو آدمی تھے اون تمام ہندوؤنکو گھیر کے قتل کر ڈالا مجھے اونکے ہاتھ سے نجات دلوائی مجھے حیرت تھی کہ یہ لوگ یہاں کہاں سے آگئے اور کون لوگ ہیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ان اسلامی خاندانون میں سے ایک خاندان کے لوگ ہیں جو محمد بن قاسم کے ہمراہ ہندوستان میں آئے تھے اور یہیں آباد ہوگئے تھے مجھے اون لوگوں سے ملکر بڑی خوشی ہوئی۔ اور سچی اسلامی اخوت کے ساتھ مجھ سے ملے ہیں ان ہی لوگوں میں رہنے لگا۔ چونکہ وہ لوگ ہندو راجاؤنکی موجودہ شورش کے خوف [illegible] کی طرف بھاگے جاتے تھے میں بھی اونکے ساتھ مغرب کیطرف روانہ ہوا اتفاقاً ایکروز ہندو فوج جو آپکے مقابلہ میں ہے ہمیں ناگہاں آپڑی اگرچہ اس خاندان کے لوگوں کیا مرد اور کیا عورت بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ قتل ہوے یا گرفتار کر لئے گئے گرفتار شدہ لوگونمیں میں بھی تھا اور اس وقت موقع پاکے بھاگ آیا اور حضور کی قدمبوسی کی عزت حاصل کی منصور یہاں تک عرض کر پایا تھا کہ زیادہ شور و غل کی آوازیں آئیں اور تمام لوگ کیا سلطان اور منصور ادہر دیکھنے لگے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ راجپوتونکو شکست ہوئی اور ان کے جوانمرد افسر اگرچہ اپنی تمام فوج کے آگے کھڑے روک رہے ہیں۔ اور لڑائی کا جوش دلا رہے ہیں مگر وہ ہرگز نہیں سنتے اور بھاگتے چلے جاتے ہیں۔ سلطان نے خوش ہوکر منصور دشمنونکو شکست ہوئی اور خدا نے ہمیں فتح نصیب کی اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ تو ملگیا اب دیکھ میں ان کافرونکو کیسی سخت سزائیں دیتا ہوں اور انکے افسرونکو [illegible] زنجیر اور اس عربی خاندان کے لوگونپر ظلم کیا تھا جسرے ساتھ بلا کس بیدردی کے ساتھ قتل کرتا ہوں

منصور ۔ بندہ نواز یہ نعمت کیا کم ہے کہ مجھ ذلیل کے ساتھ ہمدردی ہے اس کا جی چاہتا ہے
کہ اپنی جان حضور پر نثار کروں مگر ایک امر کا آرزومند ہوں اور امید ہے کہ جہاں
پناہ اوسکو قبول فرمائینگے ۔

سلطان ۔ تیری جو تمنا ہو بیان کر ۔ میں اسکے پورا کرنے کا عہد کرتا ہوں ۔

منصور ۔ اس فوج کے سردار ایسے شریف اور نیک ہیں کہ کفرستان ہند میں
ایسے لوگوں کی امید نہیں ہوسکتی ۔ یہ راجہ اجمیر کی فوج ہے مجھے اُن لوگوں کا
سب حال بخوبی معلوم ہے راجہ کے وزیر کا بیٹا جے رام اور خود راجہ کی بیٹی موہنا
دونوں اس فوج کے سردار ہیں ۔

سلطان ۔ راجہ کی بیٹی سردار ہے یہ کیا ۔ ہا ہا

منصور ۔ سلطان عالم عجیب شریف اور نیک نفس لڑکی ہے ہم لوگوں نے
چونکہ جرات اور شجاعت سے مقابلہ کیا تھا ۔ اسلئے اوس نے ہماری قدردانی کی
اور نہایت خلق و مروت سے پیش آئی ۔ ہم لوگوں کو قید میں گھر سے زیادہ راحت
ملی بلکہ ایکروز ہماری دعوت کی تھی ۔

سلطان ۔ اور میدان جنگ میں آکر مقابلہ کرتی ہے ۔؟

منصور ۔ جہاں پناہ بڑی شجاعت سے مقابلہ کرتی ہے ۔

سلطان ۔ تو شاید وہی ہوگی جس کو میں نے ابھی جنگ میں گھوڑا دوڑاتے
دیکھا تھا ۔ منصور اگر ایسا ہے تو جاؤ اور جس طرح ممکن ہو اوسے عزت کے ساتھ لے آؤ
اس لئے کہ مجھے اس احسان کا معاوضہ دینا ضرور ہے جو اوس نے تیرے ساتھ کیا ہے
اب ہندوؤں کو شکست ہو چکی ہے اور انکے سپاہی بُری طرح قتل ہو رہے ہیں اور
ذلت کے ساتھ گرفتار کیے جاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ میری فوج کے ہاتھوں سے کوئی صدمہ
پہنچ جائے ۔ منصور ۔ (سلام کرکے) حضور میں جاتا ہوں اور اسے لیے آتا ہوں ۔
یہ کہہ کے منصور رخصت ہوا اور میدان جنگ میں جاکے سپاہیوں کے ہجوم میں غائب
ہوگیا اب اسوقت ترکی سپاہی اور عربی بہادر راجپوتوں کا قلع و قمع کر رہے تھے

ہندو سپاہی [illegible] ادھر ادھر بھاگتے پھرتے تھے۔ سلطان محمود غزنوی دیر تک یہ تماشا
دیکھتا [illegible] اور اوس کے دل میں مسرت کا جوش پیدا ہوتا تھا اور فتح کے شکریہ میں
کبھی گھوڑے کی پیٹھ پر سجدے میں گر پڑتا تھا۔ اور کبھی خدا کا شکر ادا کرتا فتح کے شکر
میں [illegible] منصور چند لوگونکو اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوا۔ سلطان کے سامنے
دست بستہ کھڑے ہوکر اور سر نیاز جھکا کر۔ عرض کیا۔ حضور میں اوس شہزادی
کو بھی لے آیا اور اوس کے ساتھ اون لوگونکو بھی لایا ہون جنکا حال سنکے آپ کو
اونکے ملنے کی خوشی اُس فتح سے زیادہ ہوگی۔

سلطان۔ پہلے اُس شاہزادی کو بتاؤ اور میرے سامنے پیش کرو پھر اُن
باقیماندہ لوگونکا حال بیان کرنا۔

منصور نے شاہزادی کی طرف جو اوس کے پیچھے تھی اشارہ کیا اور کہا وہ نیک
نفس اور فیاض اور قدر شناس شاہزادی یہ ہے۔

سلطان۔ ہاں اس لڑکی کو میں نے جنگ میں بڑی سرگرمی سے ترکون کا
مقابلہ کرتے دیکھا تھا واقعی یہ قدر کے قابل ہے اسے ہمراہ لیجاکر نہایت عزت
وآرام سے رکھیں پھر دربار میں اس سے باتیں کرونگا اور کون لوگ ہین
اونکو میرے سامنے لاؤ۔

منصور۔ میں نے نسل انصار کے خاندان کا تذکرہ کیا تھا اوسکے تمام نامور
لوگ تو لڑائی میں مارے گئے۔ مردوں میں جتنے نامور تھے سب اس راجپوت فوج
کے مقابل میں شہید ہوگئے۔ ہاں چند مرد اور اسکے ممتاز بہادر کی دو لڑکیاں
گرفتار تھیں میں اونکو بھی حضور کی قدمبوسی کیلئے لے آیا ہون۔

سلطان۔ منصور تیرے اس خبر نے مجھے خوش کر دیا!! کہاں نسل انصار
کی مبارک یادگاریں اور کہاں [illegible] بتاؤ وہ کون ہیں
کہ میں اونکی زیارت کرونگا

منصور لیلیٰ اور [illegible]

ایک اون کے بھائی کی بوتی ہے۔ یہ لڑکیاں نہایت ایمان دار بھولی اور پاک نفس ہیں شاہزادی موہنا کا زیادہ احسانمند ہوں کہ اوس نے دونو لڑکیوں کے ساتھ بہت اچھا اور شریفانہ سلوک کیا۔

سلطان۔ خدا موہنا کو ہدایت کرے اس نے حقیقت میں ایسی باتیں کیں جو سب ایک مسلمان کے شایاں ہیں مجھے ایک ہندو لڑکی سے ایسی فیاضانہ ہمدردی اور رحمدلی کی امید نہ تھی۔

منصور۔ حضور موہنا کو اگر اوسکے اخلاقی اور پاک طینتی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو فرشتہ ہے اور حسن و جمال کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پری ہے۔

سلطان منصور سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ داؤد طائی ایک نوجوان ہندو گرفتار کرکے لایا اور بادشاہ کی رکاب چوم کر عرض کرنے لگا۔ حضور یہ ہندو فوج کا سردار ہے اسکی کوشش سے راجپوت اتنی دیر لڑتے رہے۔ منصور کی اقبال اور خدا کی تائید نے میری مدد کی میں نے اس کافر کو زندہ گرفتار کرلیا۔ اور اسوقت حضور کے سامنے کھینچ لایا۔

سلطان۔ یہ اس فوج کا سردار ہے۔ منصور تم موہنا سے دریافت کرو کہ یہ کون شخص ہے اور کس رتبہ کا سردار ہے۔

منصور۔ حضور یہ خود بدنام ہے۔ راجہ اجمیر کے وزیر اعظم کا بیٹا ہے یہ بھی نہایت خلیق اور اچھا شخص ہے ایک نیک دلی اور بہادری دونوں قابل قدر ہیں مگر افسوس کافر ہے۔ حضور میں امیدوار ہوں کہ اسکی خطا معاف کیجائے اور اچھا ہو تا کہ یہ بھی میرے سپرد کیا جاتا۔

سلطان۔ ایسے نامی کافر کو زندہ نہ رکھنا چاہیئے اس کے سامنے تبلیغ اسلام کرو اگر قبول کرے تو بہتر ورنہ ابھی قتل کر ڈال۔

منصور۔ حضور میں اسکا احسانمند ہوں۔ میں بکمال ادب و التجا درخواست کرتا ہوں کہ یہ نوجوان راجپوت میرے سپرد کیا جائے۔

سلطان۔ منصور تیری خاطر سے میں اسکے قصور معاف کیے اچھا اسکو لیجا

ساتھ رکھ کر واپس پہنچنے پر میرے دربار میں حاضر کرنا۔

منصور۔ سر نیاز جھکا کر بسر و چشم۔

سلطان۔ واکر داب واپسی کا حکم دے دیں افغانستان کی گھاٹیوں میں پہنچ کر دو روز ٹھہرونگا اور اس کے بعد سیدھا غزنی چلونگا۔

فوج میں واپسی کا حکم دیا گیا اور تمام سپاہی خوش خوش شادان و فرحان شمال کیطرف واپس روانہ ہوئے

نواں باب

منظرے خوش گذرے

وہ سنگستانی سلسلہ جو پشاور کے بعد سے شروع ہوا ہے اور شمال کیطرف ہمالیہ کی چوٹیوں سے ملتا ہوا کوہ ہندوکش تک چلا گیا۔ اس کے بعد نظر بہت دلچسپ اور نہایت دلفریب واقع ہوئے ہیں اگرچہ برف باری اور نیز وحشی اور رہزن قوموں کی وجہ سے یہ مقامات اکثر سنسان اور خوفناک رہا کرتے ہیں مگر جن لوگوں کو ان پہاڑوں کی سیر اطمینان کے ساتھ نصیب ہو جاتی ہے وہ قدرت کی بہار دیکھتے ہیں اور انکے دل میں صانع قدرت کی وقعت ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے صحرائی درندے کثرت سے ہیں اور ان آدمیوں کے ہم پیشہ ہیں جو اکثر یہاں پھرتے اور سیر کرتے نظر آتے ہیں۔ ان درندوں کی آوازیں ان دلفریب منظروں کو ہمیشہ ہولناک اور مخدوش بنا دیا کرتی ہیں۔ ہاں اگر لطف حاصل ہوتا ہے تو ان طیور سے جو ہمیشہ سبزہ زار اور مرغزاروں کے زندہ دل مہمان اور بزم قدرت کے خوش گلو نغمہ سنج ہوا کرتی ہیں ان ہی پہاڑیوں میں ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس کے اسطرف ایک وسیع سطح تختہ زمین ہے جسکو چند تیز آبشاروں سے شادابی حاصل ہے۔ ہر چہار طرف اونچے اونچے کوہ ہیں اور انہی پر سے مختلف چشمے اتر کے آتے ہیں اور ایک بڑی جھیل میں گر رہے ہیں جو اپنی فیاضانہ دلچسپی کا فرش ہر وقت بچھائے رہتی ہے اور خوش گلو اور خوشنما [illegible]

کو اپنے لطف کی کشش سے کھینچتی رہتی ہے پرندے کبھی پہاڑیون کی چوٹیون پر بیٹھ کے اپنے
نغمہ کی آواز فرشتون کے کانون مین پہنچاتے ہین اور کبھی جوش مین آکے اور
آسمانون کی طرف بے محل سکوت دیکھکر اوڑتے ہین اور جھیل کے کنارے آکے بیٹھ جاتے
ہین - اس وقت جب ہم نے اپنے دوستون کو اس عجیب سین مین پہونچایا ہے یہان معمول
سے زیادہ لطف پیدا ہوگیا ہے اس لئے کہ ابر کا ایک ٹکڑا برس کے نکل گیا ہے اور
آسمان کے نیلگون گرد و غبار سے صاف ہوکر خوب نکھری نکل آئی ہے اگرچہ ابر برسنے
والا ابر نہین ہے مگر سفید آبدار کا حال آسمان پر پڑا ہوا ہے جسے ہوائے تند کے جھونکے
ادھر اودھر اوڑا کے ساعت بہ ساعت ایک نئی وضع مین دکھاتے ہین - سبزہ زار
کی شادابی خوب ابھر کے چمک رہی ہے اور ہرے ہرے درختون کے رنگ مین
اس قیامت کی دلفریبی ہے کہ دل بے اختیار اون کا شیدا ہوا جاتا ہے آدمی کا تو کہین
پتہ نہین ہے ان طیور کثرت سے جمع ہو گئے ہین اور اپنی اپنی بے زبانی کی زبان مین
خدا کی فیاضیون کا شکریہ ادا کر رہے ہین یکایک ایک طرف سے فوجی طبل کی آواز
آئی اور آتے ہی چارون طرف کی پہاڑیون مین گونجی یہ سین بالکل آواز سے بھر گیا اور
وحشی مخلوق نے اس سین مین ایسی بیقراری پیدا کردی کہ سب کے سب گھبرا کے اوڑے
اور کچھ دیر تک فضائے عالم مین چکر لگا کے پہاڑیون کی اونچی چوٹیون پر جا جا
کے بیٹھنے لگے طبل اور قرنا اور تمام فوجی باجون کی آوازین اس قدر غالب
ہوئین کہ وہ سین جو ابھی بزم عشرت معلوم ہوتا تھا اور جس مین طیور کی نغمہ سرائی
نے ہر دلدادہ کے لئے ایک از خود رفتگی کا سامان کر دیا تھا وہی سین اب میدان رزم و
بزم بنگیا اور شاہی رعب و داب اور اسلامی ہیبت و جبروت نے ان طیور کو جو اوڑ اوڑ کے
کے اونچی پہاڑیون کی چوٹیون پر جا بیٹھے تھے وہان سے بھی اوڑا دیا ناگہان ایک
افسر نے جو علم اسلامی ہاتھ مین لئے تھا آگے بڑھکے ایک مسطح مقام پر نیزہ گاڑ دیا
اور جس مین دو وقت غزنویہ کا جبروت ظاہر کرنے والا پھریرا لگا ہوا تھا ہوائے تند
پھریرے کے ساتھ شوخیان کرنے لگی اور پھر ... انکی رعب داب آگاہ سے

دکھانا شروع کیا کہ کس اقبال اور کس فتح مندی کے ساتھ سلطان ہند سے واپس آیا ہے اس جھنڈے کو ایک خاص مقام پر نصب دیکھ کے کل سوار ٹھہر گئے اور افسر ہر طرف بڑھ بڑھ کے قیام پڑاؤ کا سامان کرنے لگے بہت پھرتی سے کام لیا گیا اور تھوڑی دیر میں اس منظر کی ہیئت بدل گئی - یا تو کھلا ہوا میدان تھا - کسی طرف انسان کا نام و نشان نہ تھا - اب جو دیکھتے ہیں تو ہر چہار طرف خیمے ہی خیمے نصب ہیں آدمی اِدھر اُدھر سیر کرتے پھرتے ہیں بازار لگے ہوئے ہیں جا بجا نشان اور جھنڈیاں اڑ رہی ہیں وہ جھیل جس میں نہریں پہاڑیوں کی بلندی سے آکر گرتی ہیں لہریں لے رہی ہے اس کے کنارے [illegible] سے ہٹکر ایک بہت بڑا خیمہ نصب کیا گیا ہے جس کے اوپر ہوا میں سلطان کا پرچم اقبال لہرا رہا ہے قبل اسکے کہ اس فوج میں قیام کا سکوت پیدا ہو موذن نے اس فوجی خیمہ نما مسجد سے ایک اونچے ٹیکرے پر شاہی خیمہ کے قریب قرار دیگئی تھی باہر نکل کے باواز بلند اذان دی اور وہ آواز سراپا جلال جو ہندوستان کے بتکدوں کو درہم برہم کر آئی تھی ان سرحدی پہاڑیوں کے سین میں گونجی خدائے واحد لایزال کا نام سنتے ہی تمام پیرو توحید [illegible] سے بے ساختہ کلمۂ اللہ واکبر نکلا اور وہ بہادر جو دنیا کے تخت و تاج الٹ کے مرد میدان بنگئے تھے کچھ خوف زدہ سے ہو کے کانپ اوٹھے اور تمام عساکر اسلامیہ کے جوش و خروش کو اس آواز نے چاہے کسی اور موقع کے لئے بڑھا دیا گیا مگر اس وقت فرد کر کے سکوساکت کر دیا - سپاہی جوق جوق جھیل اور نہروں کے کنارے بیٹھ بیٹھ کے وضو کرنے لگے اور مسجد کا تمام صحن جو بہت بڑا رکھا گیا تھا نمازیوں سے بھر گیا اور کچھ دیر انتظام رہا تھوڑی دیر کے بعد جب خود سلطان اپنے خیمہ سے برآمد ہو کے مسجد میں داخل ہو لیا تو موذن نے اوٹھ کر تکبیر کہنا شروع کی سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور افسران فوج بڑھ بڑھ کے صفیں درست کرنے لگے - امام نے پھر وہی جلال آمیز کلمہ اللہ واکبر کہا اور نیت باندھ کر نماز ادا کی جس مقام پر یہ مسجد تھی اوس سے ذرا شمال کی طرف ہٹ کے ایک سرسبز پہاڑی ہے اور اسکے ہرے ہرے [illegible] کے نیچے لہراتی ہوئی کئی نہریں جو آکے جھیل میں گرتی ہیں اور اسوقت

بوجہ اس کے کہ پانی برس کے کھل گیا ہے سفر مین سے زیادہ پانی آتا ہے اور بڑے زور
کے ساتھ جھیل مین گرتا ہے اس پانی کے گرنے کی آواز کی وجہ سے موذن کی آواز
جو رکوع اور سجود کے وقت زور سے اللہ اکبر بلند کرتا ہے دور تک نہین جاتی اور اس
سبزہ زار تک جو پہاڑی اور جھیل کے درمیان مین واقع ہو صرف پانی ہی کی آواز سنی
جارہی ہے اسی سبزہ زار مین عام لشکر گاہ سے علیحدہ بہت سے خیمے نصب ہین جنکے گرد
سخت جنگی پہرا ہے اور افغانی سپاہی اور غزنوی اور ترکی جوان بڑی سرگرمی سے
ننگی تلوارین ہاتھون مین لیئے چارون طرف ٹہل رہے ہین مگر ان لوگون کے خیمے
سے باہر ایک نہر کے بالکل کنارے ایک چھوٹا سا خوشنما خیمہ ہے مگر وہان بھی ترکی موجود
ہین اور اون کی وضع اور حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہرے کی غرض سے نہین بلکہ
اس شخص کی خدمت کے لئے ہین جو خیمے مین ہوگا یہ تمام خیمے کن لوگون کے ہین اور
اون کی حراست کیجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرزمین ہند کے بدنصیب قیدی
ہین جو پہلے مہاراجہ اجمیر کے وفادار و جان نثار تھے اور آج ذلت غزنوی کے قیدی
ہین - اور خدا جانے آگے اونکا کیا حشر ہوگا ؟

مگر اس خیمہ مین کون ہے جو الگ سے علیحدہ ہٹ کر اور زیادہ عزت کے ساتھ رکھا
گیا ہے اس مین مہاراجہ اجمیر کی جگر گوشہ راجکماری موہنا ہے جسکی جدائی نے راجہ
کے دل کو خدا جانے کیا کچھ صدمہ پہنچایا ہوگا - موہنا نے جیسا احسان نوجوان منصور
کے ساتھ کیا تھا، اس سے زیادہ منصور اس کے ساتھ تخلق و مروت پیش آیا اگرچہ
سلطانی حکم کے بموجب اوس کا خیمہ قیدیون کے خیمے کے نزدیک رکھا گیا مگر اور ہر حیثیت سے
اوس کی خاطر و مدارات اور دلدہی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا جاتا تھا
خود منصور کا خیمہ گو کہ سلطانی خیمہ کے پاس تھا مگر وہ اکثر اوقات اسی خیمہ کے قریب
رہا کرتا تھا - دلربا عذرا اور اس کی بہن لیلا کو بھی اوس نے شاہزادی موہنا کے
خیمہ مین رکھا تھا کہ موہنا کے دل مین کسی قسم کا خیال نگذرے سفر کے اوقات مین جبکہ
قتلغ خان کرتی ہوتی تھیں وہ اسی محل کے پاس رہا کرتا تھا جس مین شاہزادی

موہنا ہوتی تھی اور اسکے بعد ہی عذرا اور لیلا کے محل ہوتے تھے -

اس وقت اداے نماز کیلئے منصور موہنا سے رخصت ہو کے گیا ہے اور بعد فراغت فوراً واپس آنے کا وعدہ کر گیا ہے اس خیمہ کے بیٹھنے والیان دل ہی دل مین اس کا انتظار کر رہی ہین اور بار بار خیمے کے پردے کی حرکت پر آنکھ اٹھا کر دیکھ لیتی ہین انتظار کی بیتابی جب زیادہ بڑھی تو موہنا لیلی کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی "

موہنا۔ منصور ابھی تک نہین آئے - ابھی آنیکو کہہ گئے ہین نا -

لیلا۔ ہان وعدہ تو ابھی آنے ہی کا کر گئے ہین شاید سلطان نے کسی کام کیلئے روک لیا ورنہ اتنی دیر نہوتی "

موہنا۔ نماز کتنی دیر مین ہو جاتی ہے "

لیلا۔ نماز دم بھر مین ہو جاتی ہے ہان آگیان کے انتظار مین جس قدر دیر ہو

موہنا۔ سلطان نے روک لیا ہوگا تو مین جانتی ہون کہ دیر مین آئین گے "

لیلا۔ ایک کیا عجب ہے کہ ذرا [illegible] کے سلطانی دربار سے اوٹھ کے چلا جائے

یکایک پردہ اوٹھا اور دلبر و خوشرو نوجوان منصور خیمہ مین داخل ہوا اس کی صورت دیکھتے ہی یہ سب عورتین دل مین خوش ہو گئین "

موہنا۔ آپ کو گئے بہت دیر ہوئی کیا سلطان سے کچھ باتین کرنے لگے تھے -

منصور۔ نہین صرف نماز ہی مین مشغول رہا جسقدر دیر ہوئی لوگون کے انتظار مین ہوئی - سپاہی نہین آئے تھے وہ صحرا مین ٹھہر گئے تھے اور اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو گئے تھے اُنھین آتے آتے بہت دیر ہوئی "

موہنا۔ میرا دل آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے گھبرا اوٹھا تھا "

منصور۔ خاص آپکی دلچسپی کیلئے مین نے عذرا اور لیلا کو بھی یہین رکھا "

موہنا۔ مین تو بے تمھارے گھبرایا کرتی ہون "

یہ جواب سن کے منصور چپ ہو گیا اور دل مین سوچنے لگا کہ موہنا کیسے [illegible] کی جائے اگرچہ اس کے مذہب کے موافق اسکے کھانے پینے کا انتظام کر دیا گیا اور تدابیر

کسی قسم کی تکلیف نہین ہے۔ مگر وہ زیادہ اس امر کی آرزومند ہے کہ مین اوس کے پاس بیٹھا رہون۔ میرے نزدیک اس کے پاس رہنا زیادہ مناسب نہین ہے اوسی کے حق مین مضر ہوگا۔ مین جانتا ہون کہ وہ مجھسے محبت کرتی ہے۔ مگر اول تو میرے دل مین عذرا کی الفت کا نقش قدم ہو چکا اور جو دل مین عذرا کو دے چکا تو ممکن نہین کہ اور کسی کو دے سکون دوسرے موہنا اپنے ملک اپنے خاندان مین سخت بدنام ہو گی اپنے باپ اور عزیزون کی نظر مین ذلیل ہو گی اگر وہ ان باتون کا بالکل خیال نہ کرے تو میری بدنامی ہو گی اگر مین اس کو محبوبانہ جوش سے [illegible] منصور دیر تک ان خیالات کے دریا مین غرق رہا موہنا عذرا اور لیلا سب منتظر تھین کہ منصور سر اوٹھا کر شگفتگی اور دلچسپی کے ساتھ باتین کرے مگر وہ فکر کے بیابان مین اس شدت سے گرم سیر تھا کہ جو جو دیر ہوتی تھی اس کے بشرے سے تھکن کے آثار نمایان ہوتے جاتے تھے۔ ناگاہان ایک خادم نے آکر عرض کیا حضور سلطان [illegible] یاد فرماتے ہین [illegible] آپکے منتظر بیٹھے ہین۔

منصور۔ چونکہ مجھسے کچھ کام ہے۔ اتنا کہہ اور اٹھ کھڑا ہوا سب سے رخصت ہو کر دربار سلطانی کا راستہ لیا

جس وقت منصور سلطان کے خیمہ مین پہنچا ہے اسوقت تمام اہل دربار جمع تھے اور شعرا تہنیت اور فتحمندی کے اشعار پڑھ پڑھ کر سلطان کے حوصلے اور ولولے مین ایک تازہ جوش پیدا کر رہے تھے۔ گذشتہ کامیابی اور فتحمندی نے سلطان محمود اور اوس کے فوجی افسر کیا معنی ہر اسلامی سپاہی کے دل مین ایک ولولہ پیدا کر دیا تھا پہلا دربار جو اطمینان کے ساتھ اس تعصب کے دور مین بت پرستون اور مشرکون کی سرزمین سے نکل کر افغانستان کی حدود مین قائم ہوا تھا شعرا کو سب سے عمدہ موقع فتح کی تہنیت ادا کرنے کا اسی دربار مین ملا تھا۔ شعرا بھی کون جنکے بعد نظم فارسی ان ہی کے رنگ اور ان ہی کی تقلید پر چلتی رہی اور چلتی رہیگی فردوسی کے پر زور مصرعے جن کا ہر ہر لفظ ایک رجز [illegible] تمام دربار کے تمام حاضرین کو خاموش بنانے سے جب شعرا کو اپنی طبع آزمائیان دکھانے سے فرصت ملی تو [illegible]

ادھر اودھر کر سلطان کو مبارکباد دی اُن باتون کے بعد سلطان اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ بہادران اسلام الحمد اللہ کہ آج ہم سب اپنے وطن کو سرخرو اور کامیاب جاتے ہین تمھاری جرات اور شجاعت نے ہدیہ تمھارے نذر کیا ہے یعنی بت پرست قیدی انکی نسبت تمھاری کیا رائے ہے۔

منصور۔ حضور کا اقبال ہمیشہ یون ہی بلند رہے اور دشمن کو سلطانی عَلم کے سامنے یون ہی ذلت نصیب ہو میری رائے مین تمام قیدیون کو بالفعل یون ہی ہمارے ساتھ غزنی جانا چاہیئے۔ دہان پہونچکر حضور کی مرضی کے موافق ان کا فیصلہ کیا جائے تو نہایت مناسب ہے"

سلطان۔ منصور اچھا مین تیری رائے کو تسلیم کرتا ہون راجہ کی لڑکی جو تیرے سپرد کیگئی تھی وہ کہان ہے اور کیا وہ غزنی چلیگی"

منصور۔ جو حضور کی رائے ہو مگر میرے نزدیک تو وہ رحم اور شفقت سلطانی کی مستحق ہے اس [illegible] سلطان کے ساتھ بہت [illegible] کیا۔

ایک [illegible] دربار۔ حدیث مین آیا ہے کہ اکرمو اعزۃ قوم اذلۃ حتی الامکان نیک سلوک کرنا چاہیئے۔

سلطان۔ اوس کے ایسے شریفانہ برتاؤ کا معاوضہ کیونکر کیا جائے"

عالم۔ حضور میرے نزدیک تو سب سے زیادہ یہ مناسب ہو کہ وہ نہایت قدر ومنزلت اور عزت واحترام کے ساتھ اپنے باپ اجمیر شاہ کے پاس بھیجدی جائے اس کارروائی سے تمام راجاؤن پر حضور کا بہت اچھا اثر پڑے گا"

راجہ اجمیر شاہ حضور کا در حم ناخریدہ غلام ہو جائیگا اور اس کی بیٹی کی دلی آرزو پوری ہوگی اور قطع نظر ان تمام باتون کے انسانی حمیت کا مقتضی بھی ہے"

سلطان۔ مین نے اس بارہ مین منصور کو مختار کردیا منصور تم بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہو"

منصور۔ حضور نہایت مناسب ہے (دلمین) اگرچہ موہنا یہ سنکر دل مین بہت

رنجیدہ ہوگی مگر کیا کیا جائے اب اس کے سوا اور کسی طرح ممکن نہیں کہ مجھے اس جھگڑے سے نجات ملے"

سلطان "اچھا تو اب یہ تجویز کرنا چاہئے کہ یہ لڑکی کیونکر اور کسکے ہمراہ مہاراجہ اجمیر شس کے پاس بھیجی جائے اس لئے کہ ہم راجپوتانہ کی سرحد سے بہت دور نکل آئے ہیں راستے ڈاکوؤں اور لٹیروں سے بھرے ہیں"

منصور۔ حضور خود راجہ کی فوج کے بہت سے لوگ گرفتار ہیں انہیں میں سے چند اور لوگ منتخب کرلئے جائیں جو راجہ کی بیٹی کو اپنے ساتھ لیجائیں اور بعض راجپوت سلطان کے جان نثاروں میں شامل ہیں اُن میں سے کوئی معزز اور لائق حضور کی طرف سے ہمراہ چلا جائے کیا خوب ہو اگر بلدیو سنگھ جو ایک عرصہ سے حضور کے دامان عافیت میں پرورش پا رہا ہے اور مختلف موقعوں پر آستان سلطانی کا جان نثار ثابت ہو چکا ہے وہ موہنا کے ہمراہ روانہ ہو"

سلطان۔ منصور مجھے تیری راہ سے اتفاق ہے۔ بلدیو سنگھ اس شاہی خیمہ میں ایک طرف مؤدب بیٹھا ہوا تھا۔ سلطان نے اوس کی طرف دیکھا تو وہ فوراً اُٹھا"

سلطان۔ بلدیو سنگھ تم میری طرف سے اُس لڑکی کے ہمراہ جاؤ اور اُس کو میری طرف سے اس کے باپ کے پاس بطور ہدیہ کے پیش کش کردو اور اس سے کہدینا کہ تیری سرتابی نے اگرچہ مجھے اس انعام اور اس دوستانہ تعلق کے قابل نہ رکھا تھا مگر تیرے ساتھ شریفانہ برتاؤ سے پیش آتا ہوں۔ تیری لڑکی جس کے یہاں ہر دم کی نگہداشت کی گئی اور جس کی عصمت و آبرو کو بہت ہوشیاری کے ساتھ بچایا ہے وہ تیرے پاس اسی طرح پاکدامن بھیجی جاتی ہے اسے اپنے محل میں بٹھا اور خدا کا شکر ادا کر جس کی خدائی کو تو نے اپنے اعتقاد و شرک سے آج تک نہیں مانا بلدیو سنگھ موہنا نہایت شریف خیال کی لڑکی ہے خبردار تو اسکو نہایت عزت اور تعظیم کے ساتھ لے جانا اور ہمیشہ اس سے بادب پیش آنا"

بلدیو ۔ (سر نیاز جھکا کر) خداوند میں نہایت ادب کے ساتھ اسکے ہمراہ
جاؤں گا اور احکام سلطانی کے بجا لانے میں پوری سرگرمی دکھاؤنگا۔

سلطان۔ منصور تو جا کے موہنا کو یہ خوشخبری سُنا اور راجہ اجمیر کے قیدیوں
میں سے جن جن کو تو وہاں پہنچانا چاہتا ہے انکو منتخب کرلے کیونکہ اس بارہ میں
میں نے تجھے پورا اختیار دیا ہے؛

منصور۔ اسی وقت یہ شفقت آمیز خطاب شاہی سُن کے اوٹھ کھڑا ہوا آداب
شاہی بجالایا اور شاہی خیمہ سے نکل کے روانہ ہوا۔ راستہ میں وہ اپنے دل سے باتیں کرتا
جاتا تھا اور پریشان تھا کہ موہنا سے اس مضمون کو کیونکر بیان کرے وہ اپنے دل میں
بخوبی سمجھا ہوا تھا کہ موہنا اس احسان کو احسان نہ سمجھیگی وہ کسی طرح نہیں چاہتی کہ اپنے
باپ کے پاس جائے۔ مگر جب اپنی حالت کا خیال کرتا تھا تو اور زیادہ پریشان ہوتا
تھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ اپنے دل میں دو معشوقوں کو
جگہ دے سکے آخر اور اس نے اسی امر پر فیصلہ کرلیا کہ موہنا کو بیشک اوس کے
باپ کے پاس بھیجدینا چاہئے اس قسم کے خیالوں میں محو تھا اور موہنا کے خیمے کی طرف
چلا جاتا تھا جب خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہ اپنی حرکت اور موہنا کی محبت بھری
آنکھیں دیکھ دیکھ کے اور دل میں پشیمان [illegible] منصور کی صورت پہ آثار فکر
دیکھ کر موہنا نہایت ہی پُر محبت کے لہجہ میں پوچھنے لگی؛

کیوں اس وقت تم فکرمند کیوں ہو

منصور۔ کچھ نہیں!

موہنا۔ آخر کچھ معلوم تو ہو

منصور۔ سلطان نے اس وقت ایک ایسا حکم دیا ہے جو شاید آپکی مرضی کے خلاف ہے

موہنا۔ کیا میرے لئے کوئی سزا تجویز کی ہے

منصور۔ نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کو معہ آپکی فوج کے چند منتخب افسروں کے نہایت
عزت و آبرو کے ساتھ آپکے والد مہاراجہ اجمیر کی خدمت میں روانہ کروں۔

اور بلدیو سنگھ ایک معزز راجپوت جو سلطان کے جان نثارون مین ہے آپ کے ہمراہ اجمیرش تک جانے کا حکم ہوا ہے۔"

یہ سن کے موہنا کی صورت سے آثار حزن و ملال ظاہر ہونے لگے اور ایک آہ سرد بھر کے کہنے لگی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ سلطان کی طرف سے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہین کیا گیا۔ اول تو یہ ضرور ہے کہ میرے ساتھ جے رام کو بھی رہائی دی جائے گی اور وہان پہونچ کے کوئی دقیقہ دشمنی کا نہ اٹھا رکھے گا۔ اب وہ میرے خون کا پیاسا ہے۔"

منصور۔ کیا آپ چاہتی ہین کہ جے رام کو ابھی رہائی نہ دی جائے اور نہ بآسانی میرے امکان مین ہے کہ اس کو ہمیشہ کیلئے قید رکھون یا اس کو قتل کر ڈالون اگرچہ یہ دونون امر میری مرضی کے خلاف ہین مگر آپ کے کہنے سے مین ان گناہون کا مرتکب ہو جاؤن گا۔"

موہنا۔ مین اپنے لئے کسی پر ظلم کرنا نہین چاہتی یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ اوسکی بابت کوئی رائے دون۔ آپ اس کو سب سے پہلے آزادی دیجے۔ اجمیرش کا سچا دوست اور مہاراجہ کا جان نثار ہے اس نے ہمارے راجہ کی بڑی بڑی خدمتین کی ہین مین کیونکر کہون کہ آپ اس کو نہ چھوڑیئے۔ بیشک چھوڑ دیجئے۔ مگر کیا یہ نہین ہو سکتا کہ سب چھوڑ دئیے جائین اور مین نہین رہون۔"

منصور۔ سلطان کے حکم سے کیونکر سرتابی ہو سکتی ہے۔ (کچھ سوچکر) ہان بیشک سلطان کے خلاف ہوگا۔ بعض ملکی ضرورتون سے سلطان چاہتے ہین کہ مہاراجہ اجمیرش کو اپنا احسان مند بنالین اور اس کیلئے اس سے زیادہ مناسب کوئی تدبیر اون کے خیال مین نہین ہے۔"

موہنا۔ کیا یہ بھی نہین ہو سکتا کہ مین خود سلطان کے سامنے پیش کی جاؤن اور اون کے سامنے جا کر مین دست بستہ عرض کرون کہ مجھے گوارا ہے کہ سلطان کی ہمیشہ لونڈی بنی رہون مگر ہان راجہ صاحب کے پاس نہ بھیجی جاؤن۔ آپ کو نہین معلوم اب

مین وہان کسی کام کی نہین آپ ہزار اطمینان دلائین اور مین لاکھ قسمین کھاؤن مگر وہان کسی کو یقین نہ آئیگا کہ اتنے دنون مسلمانون کے قبضہ مین رہ کر بید ھرم نہین ہوئی۔ ہندوؤن کا اعتقاد بھی ایسا واقع ہوا ہے وہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر بدگمان ہو جاتے ہین اور ان کے خیال مین اپنی قوم سے جدا کرنے کے بعد انسان اپنے دھرم مین رہ ہی نہین سکتا"

یہ سنکر نوجوان منصور خاموش ہوگیا اور دل مین سوچنے لگا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین کہ سلطان کے سامنے یہ بمنت والتجا اپنی آرزو ظاہر کرے اور وہ راضی نہو جائین اون کا تو یہی مقصود ہے کہ موہنا کو اوس کے احسانات کا بدلہ دین جب یہ اپنے باپ کے یہان جانے پر راضی ہی نہین تو وہ ہرگز اس پر جبر نہ کرینگے اب کیا کیا جائے کچھ نہین بنتا۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون اوس کا یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ منصور یہ سوچکر متفکر سا ہوگیا۔ موہنا سمجھ گئی کہ اوس کی درخواست نے منصور کو خاموش کر دیا ہے اور اس کے علاوہ منصور میرے اصرار کی وجہ سے ایک فکر اور پریشانی کے عالم مین ہے"

ان جذبات نے اوس کے دل مین جوش مارا جو پاک اور سچی محبت نے پیدا کر دئے تھے ایک بیتابی کی فوری جوش کو دل مین دبا کر بولی۔ منصور اگر میری درخواستون کی وجہ سے آپ تردد مین پڑ گئے ہین تو میری اوس گستاخی کو معاف کیجیے مین سلطان سے بھی کچھ نہ کہون گی اور میرے حق مین [illegible] کچھ تجویز کیا گیا ہے۔ مین اوسے خوشی سے گوارا کر [illegible] چاہے مجھ پر کتنا ہی بڑا ظلم ہو جائے مین آپکی مرضی کے خلاف نہ کرونگی"

ان باتون نے نوجوان منصور کے دل پر بہت بڑا اثر کیا۔ اسکے دل مین پھر ان خیالات نے ہجوم کیا "افسوس مین اپنی محسن شاہزادی موہنا پر ظلم کرتا ہون ابھی تک تو غنیمت ہے کہ اس کے خیال مین سار[illegible] سر ہوا اگر کہین خدانخواستہ یہ معلوم ہو جائے کہ مین خود اس رائے اور تجویز کا محرک اور بانی ہون تو اس کے دل پر کتنا بڑا صدمہ گذریگا آہ کیا کرون۔ ابتو اسکی [illegible] بہتر مین

اور خرابی ہے اس لئے اگر یہ یہان رہیگی تو اسے ضرور معلوم ہو جائیگا کہ میری ہی رائے بھی کہ شاہزادی موہنا اجمیر بھیجدی جائے اور اس وقت اس کی نظر مین میری بڑی سب کی بیعزتی ہو گی - پھر بھی یہی مناسب ہے کہ یہ اجمیر چلی جائے وہان جاکے میرا خیال اس کے دل مین کھٹکا رہیگا اور یہ تمام اون قومی ذلتون سے بھی محفوظ رہے گی جو اس کو اپنی قوم مین نصیب ہوتین - افسوس اس کی محبت نے میرے دل مین بھی جگہ کر لی ہے اور مین عرصہ تک موہنا کے خیال مین محو اور موہنا کی صورت کا دیوانہ رہونگا - یہین تک کہنے پایا تھا کہ خادمہ نے عرض کیا - حضور پہرے کا سپاہی عرض کرتاہے کہ بلدیو سنگھ سلطان کے حکم کی تعمیل کیلئے معہ اپنے دیگر سوارونکے دروازے پر حاضر ہوئے ہین "

اس آواز کے سنتے ہی موہنا نے سر جھکا لیا اور لاکھ روکا مگر اُسکے چہرے کا رنگ اوڑگیا اور گھبرا کے کہنے لگی "کیا اب یہی فیصلہ ہو گیا کہ مین آپ سے جُدا ہونگی؟ اور کیا آپ نے بھی گوارا کر لیا کہ مین سیاہ رو بنکے وطن جاؤن "

منصور - میرے نزدیک تو آپ کے وہان جانے سے راجہ صاحب کا کلیجہ ٹھنڈا ہوگا اور تمام اجمیر شہر کے لوگون کو بے انتہا مسرت ہو گی - ہان اگرچہ آپکے ساتھ یہان کسی قسم کی زیادتی کی جاتی اور آپ پر جبر و تشدد ہوتا یا آپ کے اصول مذہب کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی تو شاید وہان کے لوگ آپ کو افسوس اور حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور یون تو گھر گھر خوشی کے شادیانے بجین گے "

موہنا - آپ ہندو دھرم سے ابھی واقف نہین ہین مین نے کہدیا کہ وہان خواہ مخواہ بدگمانی ہوتی ہے - یہی کیا کم ہے کہ مین آریہ ورت اور ہندو دیس سے نکل کے اون کے اعتقاد کے موافق ملیچھون کے دیس مین گئی - اونکے نزدیک اتنے ہی مین آدمی بے دھرم ہوجاتا ہے

منصور - افسوس سلطانی حکم سے کوئی چارہ نہین میرے نزدیک تو آپ جائیے اور خوشی خوشی اپنے والد کے یہان جائیے - سلطانی حکم کی تبدیلی اب کسیکے امکان مین نہین ہے "

اتنا کہہ کر منصور تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر خود چونک کے کہنے لگا

واہ واہ! بلدیو سنگھ خیمہ کے باہر کھڑے ہین اور مین ان کا آنا بھول ہی گیا آپ
اب سفر کا سامان کیجئے مین ابھی واپس آ ونگا۔ یہ جملہ سن کے شاہزادی موہنا
نے حسرت واندوہ کی وضع سے نہایت مایوسی کے ساتھ سر جھکالیا اور نوجوان
منصور اپنی کارروائی پر پچھتاتا اور غم کھاتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا اسلطان محمود
کی فوج کا وفادار اور جان نثار بہادر بلدیو سنگھ انتظار مین کھڑا ہوا تھا منصور
کی صورت دیکھتے ہی اوس نے فوجی قاعدے سے سلامی دی اور دست بستہ کھڑا ہوگیا"

منصور۔ "بلدیو سنگھ تم نے سفر کا سامان کرلیا"

بلدیو سنگھ۔ "سب سامان درست ہو گیا"

منصور۔ "کسی بات کا تو انتظار نہین ہے۔

بلدیو سنگھ۔ "کسی بات کا منتظر نہین آپکا حکم ہو اور مین اجمیر شریف کی طرف روانہ ہون"

منصور۔ "اچھا تو ایک عمدہ سکھپال منگواؤ اور خبردار اسکا خیال رہے کہ موہنا
کو راستہ مین کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے اگر ذرا بھی تکلیف ہوئی تو تمھارے
حق مین نہایت مضر ہوگا اور وہان ہر طرح سے راجہ اجمیر شریف اور اوس کے تمام
درباریون پر ظاہر کردینا کہ موہنا کی عصمت و پاکدامنی مین کسی قسم کا فرق نہین
آنے پایا۔ یہ بھی کہدینا کہ اس کے کھانے پینے کیلئے بھی ہندو دھرم کے موافق
پوری احتیاط سے انتظام کیا گیا تھا"

بلدیو سنگھ۔ مین یہ تمام باتین بخوبی راجہ کے ذہن نشین کردونگا۔ آپ مطمئن
رہئے خیر سلامتی سے پہنچا دونگا مجھے اس امر مین ہدایت کی ضرورت نہین اور اب عجلت فرمائے کیونکہ تھوڑا
دن باقی ہے۔ مین آج ہی ان گھاٹیون سے نکلجاؤنگا اور صبح سے ہندوستان
کے کھلے میدانون کا سفر کرکے بہت جلد اجمیر شریف پہنچ جاؤن گا"

منصور۔ "آپ کے ساتھ کتنے سوار جائین گے"

بلدیو سنگھ۔ میرے ساتھ میرے کل ہمراہی جن کا شمار دس ہزار ہے اگر آپ
ضرورت سمجھین تو اور تھوڑے سے شاہی سپاہی بھی لیلون"

منصور - نہین دس ہزار جوان کافی ہین کوئی جنگی مہم نہین ہے صرف بطور سفارت کے جانا ہے اس کئے لئے یہ بہت ہین مگر ہان دو چار ترک اور عربی کے افسر بھی ہون تو اچھا ہے کیونکہ وہ سلطانی وقعت اور عزت کو راجہ پر اچھی طرح ظاہر کر دین گے۔

بلدیو سنگھ - آپ جن افسرون کو فرمائین مین ہمراہ لے آؤن۔

منصور - تم کو اختیار ہے جن افسرون کو چاہو اپنے ہمراہ لو اب مجھے زیادہ باتون کی فرصت نہین سواریان منگواؤ۔ یہ کہکے منصور اندر آیا اور شاہزادی موہنا کی طرف دیکھ کے کہنے لگا اب سب باتون کا انتظام ہو گیا جلدی تیاری کیجیے کیونکہ سواری اور وہ سب لوگ جو آپ کے ہمراہ جائینگے حاضر ہو چکے۔

اس جملہ نے موہنا کو بالکل شست اور شکستہ دل کر دیا اور ہجوم یاس نے زیادہ تر سر جھکا دیا! آہ اس کا سر ایسا جھکا کہ کسی طرح اوٹھتا ہی نہ تھا دیر تک انتظار کرنے سے منصور نے جھک کر دیکھا تو اوس کے رخسارون پر آنسو جاری ہین اگرچہ آواز نہین نکلتی۔ لیکن گویا آنسوؤن کے دریا مین ایک ڈوبتی ہوئی کشتی کی طرح ڈگمگا رہی ہے۔ یہ عالم دیکھ کے منصور کے دل پر گویا تیر لگا اوس کا بھی دل بھر آیا اور کہنے لگا کوئی رونے کی بات نہین ہے یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تم کو اپنے باپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ وطن کی صورت نظر آئے گی۔ وہ مان جسکو تمھاری مفارقت مین خدا جانے کیا صدمہ ہوگا۔ تم کو سینہ سے لگا کے اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کرے گی۔

اِن باتون نے موہنا کا دامن صبر چاک کر دیا اوس مین بالکل سکوت کی طاقت نہ رہی بے اختیار ایک آہ سرد کھینچ کے کہا۔ منصور اب تو جاتی ہون اب کیا ضرورت ہے کہ اپنے دلی خیالات کو مخفی رکھون سفر مین اپنے دل سے مجبور ہون ہزار مجھے یہ دل تمھارے خیالات کو کبھی نہ بھولیگا تم نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے بے تعلقی ظاہر کی مگر سچ کہتی ہون جب تک [illegible] مین ہون تمھارا پیچھا نہ چھوڑون گی اس وقت جاتی ہون مگر وہ دن آنے والا ہے کہ مین تمھارے پاس موجود

ہو گی جو کچھ کہنا تھا مین کہہ چکی اب میرے سوار ہونیکا انتظام کرو۔"

اِن باتون نے کچھ ایسا اثر کیا کہ خیمہ مین ہر چہار طرف سکوت ہو گیا منصور نے تو ندامت سے سر جھکا لیا اور عذرا اور لیلا نہایت وحشت اور حیرت کی نگاہون سے موہنا کی اون چتونون کو دیکھنے لگین جو کسیکو گویا سیدھی ہونے کی امید نہ تھی لیلا آگے بڑہی اور موہنا کے رخسارون سے آنسو پوچھنے لگی۔ ہمدردی کی اِن حرکات کے ساتھ اوس کی تسلی اور تشفی کیلئے زبان سے بھی یہ کلمات کہتی جاتی تھی پیاری بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ خدا کیلئے ضبط کیجئے مین دعا کرتی ہون اور آرزومند ہون کہ خدا پھر آپ سے ملائے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین سلطان پھر تھوڑے دنون مین ہندوستان آئینگے اوس وقت منصور اور ہم سب بھی آکے آپ سے ملین گے۔"

موہنا۔ اب ان باتون کا ذکر نہ کرو۔ میری قسمت ہی اچھی نہ تھی اب مین تم سے رخصت ہوتی ہون۔ اتنا کہہ کے لیلا کے گلے سے لپٹ گئی لیلی سے بھی صبر نہو سکا اور اس کے رخسارون پر آنسو جاری ہو گئے وہ بھولی بھالی شوخ عذرا جس کی پیاری صورت کا یہ کرشمہ تھا۔ اوس کے دل پر بھی اِن کارروائیون کا عجب اثر پڑ رہا تھا۔ وہ خاموش بیٹھی تھی۔ کبھی موہنا کی صورت دیکھتی تھی کبھی منصور کے چہرے پر غور کرتی تھی۔"

اوس غریب کو اسکا مطلق علم نہ تھا کہ موہنا کیون مجبوراً اپنے باپ کے گھر بھیجی جاتی ہے بار بار اوسکے دل مین موہنا پر ترس آتا تھا اور وہ اس کو ضبط کرتی تھی دل بھر آتا تھا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے تھے اور وہ نہایت ہی خموشی کے ساتھ سبکی آنکھین بچا کے ان امور کو دل ہی دل مین دبا دیتی تھی۔ لیلا سے رخصت ہو کر موہنا نے عذرا کی طرف دیکھا اور ذرا بلند آواز سے کہنے لگی۔ عذرا آؤ تم سے بھی رخصت ہو لون شاید میری صورت پھر تم نہ دیکھ سکو۔ یا مجھی کو اب پھر تمھاری زیارت کا موقع نہ ملے یہ کہہ کے خود بڑھی اور عذرا سے لپٹ گئی دیر کے بعد عذرا کو چھوڑا تو اوس کے

گلابی رخسار بھی آنسوؤن سے بھیگے ہوئے تھے اوس کو روتے دیکھ کر موہنا بولی عذرا
تم اپنے سادے دلکو کیون غمگین کرتی ہو اتنا کہا اور رخسارون پر ایک گرمجوشی
کا بوسہ لے کر کہنے لگی۔ آہ اِن رخسارون ہی نے مجھ پر ظلم کیا اس جملہ نے اُن
تمام لوگون پر جو خیمہ مین تھے خدا جانے کیا جادو کر دیا کہ سب ایک حیرت اور سناٹے
کے عالم مین آ گئے۔ منصور جو دیر سے سر جھکائے ہوئے تھا یکبیک چونک پڑا
اور نیز لیلا اور عذرا مین سے ہر ایک ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگین اسوقت ایسا
سناٹا پیدا ہوا تھا کہ کسی کو کسی طرح کوئی لفظ زبان سے نکالنے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی
آخر موہنا نے ہی طلسم سکوت توڑا اور کہنے لگی اب اس صحبت کا خاتمہ ہے مجھے جو
کچھ کرنا چاہیے تھا کر چکی اب اجازت دیجیے کہ مین سوار ہون اصل مین موہنا سمجھ
گئی تھی کہ اس کی رخصت کا بانی خود منصور ہے۔ وہ عذرا کی طرح بھولی نہ تھی۔ اگرچہ
کمسن تھی مگر علمی لیاقت اور جوہر شجاعت نے اوسے پورا تجربہ کار بنا دیا تھا۔
یہ عجب بات تھی کہ موہنا جو زیادہ بیتابی ظاہر کرتی تھی وہ عذرا کی صورت سے بہت زیادہ
ستم کشی اور حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات اس کی
چین جبین سے ظاہر ہوتے لگتا تھا کہ وہ سخت آزردہ ہے اوسوقت اوسکے اون
طبعی جوشون کی طرف بھی بالکل توجہ نہین کیگئی۔ آخر موہنا کو ان سب سے جدا ہونا پڑا
منصور نے اوس وقت اپنے دلکو انتہا درجہ کا سخت بنا لیا تھا۔ موہنا نے جیسے ہی
سوار ہونے کی اجازت طلب کی وہ خیمہ سے باہر نکلا اور حکم دیا کہ موہنا سکھپال مین
سوار کر دی جائے۔ باہر آنے کے بعد جو دوسرا حکم اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ بلدیو سنگھ جا
راجپوت قیدیون کو دیکھ کے اُن مین سے جے رام کو اور دس بارہ افسرون کو اپنے
ہمراہ لے آئے جن کو رہائی دیجائیگی اور شاہزادی موہنا کے ساتھ وہی اجمیر تک
جائینگے۔ بلدیو سنگھ نے اس کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور جب سامان درست ہوگیا اور
قیدیون مین سے آزاد کرنے کیلئے لوگ منتخب کیے گئے تو منصور نے روانگی کا حکم دیا
اور بلدیو سنگھ کے دس ہزار ہمراہیون کا گروہ شاہزادی موہنا اور دیگر قیدیونکو لیکر

روانہ ہوا۔ منصور نے اگرچہ دل پر جبر کر کے اُن سب باتوں کی تعمیل کرا دی مگر اوسکے دل پر جو جو چوٹین موہنا کے غم واندوہ کی وجہ سے پڑین تھین روانہ ہوتے ہی اوس کے دل سے بیصبری کے آثار نمایان ہونے لگے جب تک شاہزادی کی سواری کا جلوس نظر کے سامنے رہا اوس کی نظر اودھر سے ہٹتی ہی نہ تھی اپنے خیمہ کے دروازہ پر حیرت زدہ اون کو دیکھ رہا تھا جو شاہزادی موہنا کو لئے جاتے تھے۔ آخر وہ لوگ پہاڑی کی آڑ مین آ گئے اور ادھر آنسوؤن نے منصور کی آنکھون پر پردے ڈالدیئے تھے وہ اپنے دل مین آپ لعنت ملامت کرتا ہوا اپنے خیمہ مین آیا اور پلنگ پر منھ چھپا کے پڑ رہا۔ دوسرے روز سلطان محمود کے لشکر نے مغرب کی طرف آگے کو کوچ کیا اور یہ سب لوگ غزنی کی طرف راہی ہوئے ؎

دسوان باب
ہندوستان کا دوسرا سفر

اب ہم تاریخ کے اتنے ورق اُلٹ دیتے ہین کہ اوس وقت سے جبکہ ہم نے نوجوان منصور اور حور سیما عذرا کو چھوڑا ہے دو برس گذر جاتے ہین ہم کو نہین معلوم کہ غزنی مین سلطان محمود غزنوی اتنے زمانے تک کس کام مین مشغول رہا بظاہر یہ مدت سامان اور اطمینان سے بسر کرنے مین گذری۔ کیونکہ اپنے عمدہ شکارگاہ یعنی سرزمین ہند کی طرف اس نے اس زمانہ مین توجہ نہین کی دو برس کے بعد اوسکے دل مین پھر فتحمندی کا جوش پیدا ہوا اور اس نے قصد کیا کہ دوبارہ ہندوستان پہونچکے نصرت و اقبال کے پھریرے اڑائے ہندوستان بھی ایک زمانہ تک سکوت کے عالم مین رہا۔ بعض غیرتمند اور پرجوش راجاؤن نے البتہ کوشش کی کہ باہم سلسلہ اتفاق کا جوش پھیلا کے مسلمانون لشکریوں کو آریہ ورت کے پاک سبزہ زار سے ایسی سخت شکست دے کے نکالین کہ پھر دوبارہ پیشقدمی کی جرات نہو مگر ہندوستان [illegible] دوست [illegible] ایسی غفلت کی نیند مین سوئے تھے کہ محمود کے ایک ہی حملہ مین

چونکہ دو بخشتے اگرچہ اس کے بعد بعض مرتبہ پورا جوش ہوگیا۔ مگر محمود کے دوسرے
سفر تک پورے ہندوستان میں اوس کے دفع کرنے کا خیال نہیں پیدا ہوا تھا
راجہ اجمیر شش۔ محمود غزنوی کے اس دوستانہ برتاؤ نے پورا اطمینان دلا دیا تھا
اوس کے خیال میں بھی نہ تھا کہ محمود اوس کی طرف کا رخ کریگا وہ اپنی بیٹی کی صورت دیکھ کے
محمود کا انتہا سے زیادہ ممنون و مشکور رہا اُس کو اِن باتوں پر جتنی خوشی ہوئی زیبا تھا ایک
تو یہ کہ موہنا کی ایسی پاک نفس اور بہادر لڑکی نے پھر اپنے باپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا
دوسرے یہ کہ اوس کے وزیر کا ہونہار اور شجاع بیٹا جے رام پھر آکے راجہ کے تخت کے
سامنے دست بستہ کھڑا ہونے لگا۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے کہ خود موہنا کے دل پر کیا گذرتی تھی
اور اس کے دل کے ساتھ وہ نوجوان منصور کا خیال کیا کارروائی کر رہا تھا بہرحال اوس
نے بظاہر اسباب یہ زمانہ نہایت تحمل وسکوت و خاموشی کے ساتھ بسر کر دیا دوسرے برس
سلطان محمود عیش و راحت وسکوت و خاموشی سے اکتا گیا۔ خیال عالم میں اوس نے
اپنی نظر کو ہر چہار طرف دوڑایا مگر مثل ہندوستان اچھا خوش سواد جولانگاہ اور کوئی نظر
نہ آیا مصمم ارادہ کر لیا کہ پھر اس زمین پر جا کے علم فتح اوڑایا جائے دنیاوی حیثیت سے
غازی بنیکا ثواب ملنے کے علاوہ بت پرستی کے مٹانے اور توحید کے پھیلانیکا ثواب
حاصل ہوگا۔ یہ ارادہ کر کے اوس نے کوچ کا حکم دیا حکم پاتے ہی تمام غزنین میں
ایک جوش پھیل گیا۔ دنیا طلبوں نے ہندوستان کی لونڈیوں کو دیکھا کہ پھر ان
سے اچھی اچھی پھر لونڈیاں ہاتھ آئیں گی۔ بہادروں نے جنگی حوصلوں بیکار رہنے سے
ماند ہوگئی تھی غور سے دیکھے کہ اب پھر ان پر نئے سر سے جلا آئیگی غرض ایک بڑا جوش
غزنین اور خاصۃً محمود کی فوج کے سپاہیوں میں پیدا ہوگیا یہ ایسا جوش تھا جسکا نتیجہ سوا
فتح و ظفر کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اور اسی جوش نے اسلام کو ہندوستان میں
کامیاب کرایا مگر اس سے ایک برس پیشتر ایک اور واقعہ ہوا تھا جس نے ہندوستان
پر پوشیدہ پوشیدہ بہت بڑا اثر ڈالدیا۔ بخارا کا رہنے والا ایک مسلمان عالم جس نے علوم
فلسفہ اور خصوصاً اسلامی علم کلام میں بہت بڑی بصیرت حاصل کی تھی اوس کو شوق پیدا ہوا

کہ ہندوستان کی مقدس سنسکرت حاصل ہو اور اونکے علوم اور اونکے فلسفہ سے سرور روحانی
حاصل کرے وہ کوئی سپاہی نہ تھا کہ غزنوی جھنڈے کے نیچے آکے ہندوستان کے
سبزہ زارون پر اپنی وقعت کا سکہ بٹھاتا وہ ایک دیندار اور زاہد مشرب عالم تھا اوس نے
کئی برس ہندوستان کی سرحد پر قیام کرکے ہندو معاشرت و ہندو مروجہ زبان مین
ملکہ حاصل کیا پھر آگے بڑھا اور ہندؤن کے تمام مقدس مقامونکی زیارت ہندؤن ہی
کی طرح حاصل کرکے وہ وسط ہند کے صحراؤن مین گھس گیا ان مقامات کا مرکز اجمیر شریف تھا لہذا
اس نے اجمیر شریف پہونچ کے خاص ہندو برہمنون کی طرح ایک مندر مین سکونت
اختیار کی ہندو لوگ اوسے اپنا بہت بڑا پیشوا خیال کرتے تھے اور وہ اکثر پوجا کرنیکی
رسوم کو بھی شائستگی سے انجام دیتا تھا - اس عالم کا نام یحیی ابن زکریا تھا لیکن اس
ہوشیار عالم نے اپنا یہ نام ہندوستان کے باہر چھوڑ دیا اور اجمیر شریف بلکہ تمام ہندوستان
مین اوس نے اپنے لئے مہاراج کرشن ایک ہندو نام تجویز کر لیا تھا اس نام کے بہت
شہرت حاصل کی - واقعی یحیی نے اپنی ظاہری ریاضتون اور نفس کشیون سے اس نام کو
ہندو پبلک مین بہت شہرت دیدی تھی ایک روز یحیی یا موجودہ مہاراج کرشن مندر کے
متعلق ٹھاکر دوارے کی ایک کوٹھری مین تنہا بیٹھا تھا - اس زمانہ مین اس کی یہ
کوشش چلی جاتی تھی کہ اکثر تنہائی کے عالم مین اُن اصول پر جو ہندو کتابون سے
اخذ کیا کرتا تھا عربی مین کسی نہ کسی قسم کا ریمارک کر لیا کرتا تھا - لہذا یہ تنہائی کا موقع اوس
نے غنیمت جانا اور قلم دوات لیکر عربی عبارت مین کچھ لکھنے لگا - تھوڑی سی
عبارت لکھکے اوس نے اوراق سامنے ڈالدئے تھے اور دل مین بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ
یکایک ایک برہمن جس نے اوس کے چیلے ہونے کی عزت حاصل کی تھی آگیا اور گرو کو
اسی طرح کتاب پر غور کرتے اور لکھتے دیکھتے حیرت مین آکر پوچھنے لگا - گروجی آپ
کیا لکھ رہے ہین اور کون سی بھاشا مین لکھتے ہین؟

مہاراج کرشن - بچا تم نہین جانتے یہ ایک بھاشا ہے جو دکھن دیش مین بولی جاتی
ہے اور وہ بہت دنون تک رہا [illegible] مین نے یہ بھاشا [illegible] اس برہمن نے

اُستاد کی زبان سے یہ بات سُنکے یہ ظاہر تو سکوت کیا مگر دل مین کچھ شک ہوا اور اوسی دن اوس نے مندر کے دوسرے پجاریون مین یہ خبر مشہور کردی سب لوگ بگڑ گئے اور قریب تھا کہ مصنوعی مہاراج کرشن صاحب پر کوئی آفت نازل ہو جائے غنیمت یہ ہوا کہ بعض لوگون کی تجویز سے اس امر کی اطلاع راجہ کو کیگئی اور راجہ بھی غور کر نیلگا کہ کیونکر معلوم ہوا یہ پنڈت کس بھاشا مین لکھتا ہے اور اصل مین کون ہے اس راز کو افشا ہوئے تقریباً ایک ہفتہ گذرا ہوگا اور شہر کے بہت کم لوگ ہونگے جنکو [illegible] خبر نہ ہو گئی ہو۔ شاہزادی موہنا جو اجمیر سے آنیکے بعد اب شکست اور مضمحل رہا کرتی علاوہ برین یہ خوف اوسے اور پژمردہ بنائے رکھتا تھا کہ اوس کی گذشتہ کارروائیون کو جے رام مشہور نہ کردے جو اس کے لئے موجب بہت بڑی بدنامی اور بیغیرتی کا ہوگا سوا اس کے منصور کا ایک خیال بھی موہنا کے دل مین ہر لحظہ رہتا تھا اور نیز اوسکی وجہ سے موہنا پے اور ایک بیتابی اور بیقراری کا اثر نمایان پاتی تھی۔ ہم بیان کرچکے ہین کہ موہنا نے جتنے کمالات بحیثیت ایک سپاہی کے پیدا کئے تھے اوس سے زیادہ لیاقت ایک عالم فاضل پنڈت کی حیثیت سے حاصل کی تھی۔ مسلمانون کی قید سے واپس آنے کے بعد اسکے دلکو دنیاوی معاملات سے کچھ ایسی بے تعلقی ہوگئی کہ اس نے فوج کی کارروائیان بالکل چھوڑ دین اور اپنی زندگی علوم وفنون کی [illegible] منظرون مین گذارا کرتی تھی دربار کے سپہ سالارون اور وزراء کے علاوہ اب اسے پنڈتون اور نفس کش اہل علم کی محبت پسند تھی "

یہ خبر اوس کے کانون مین پہونچی تو اوسے مہاراج کرشن سے ملنے کا شوق ہوا ایک روز رات کو اُس نے سادی وضع مین بعض خاص لوگونکو اطلاع کرکے اور عموماً سب سے چھپ کے اوس مندر کی راہ لی جس مین وہ مسلمان پنڈت رہا کرتا تھا "

رات زیادہ آچکی تھی اور تارے بخوبی کھلے ہوئے تھے۔ کہکشان نے آسمان کی پیشانی پر ایک خوشنما افشان چن دی تھی اور رہا تھا۔ [illegible] سڑکون کے چراغ گل ہوتے جاتے تھے دوکانداروں نے اکثر دوکانین بند کرلی تھین

ہان مندر کے دروازون پر پوجاری اور برہمن بھی اور سپاہی وغیرہ لئے اب تک
اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ دیوتاؤن کے عاشق انکی پوجا کے لئے آئین تو ان کو
باسانی پوجا کرادین -

ستارون کی جھلک کی روشنی مین ہر چہار طرف پہاڑون کی چوٹیان نظر آرہی ہین جو
چھوٹے سے شہر اجمیر کا محاصرہ کئے ہوئے ہین اور جنہون نے یہانکے حکمرانون کو شہر
کی مضبوطی کا زیادہ اطمینان دلا یا ہے جنوب کی طرف پہاڑی پر سرستی جی کا مندر
سفید سفید چمکتا نظر آرہا ہے جس پر ایک چھوٹی سی جھنڈی اوڑ رہی ہے شور رفتہ رفتہ
کم ہو گیا مگر سنکھ اور گھنٹون کی آوازین ہر طرف سے آرہی ہین جس مین مہاراج
کرشن رہا کرتے تھے اور اس کے متعلق جو بڑا عالیشان ٹھاکر دوارہ تھا وہ بازار
شہر سے باہر ایک پہاڑی پر واقع تھے - یہ پہاڑی اگرچہ باہر تھی مگر اس سے ملی ہوئی تھی
اور اس کے لمبے لمبے گنبد کا کلس بھی شہر کے اس وسیع اور کشادہ سڑک سے نظر آرہا
تھا جس پر ہماری ہیروئن شاہزادی جارہی ہے - ایک سادہ سرخ ساری اس کے
زیب بدن ہے سر سے پاؤن تک صرف زیور مین لدی ہوئی تھی ماہتاب نہین تھا
تو نہ ہو کچھ پروا نہین چھوٹے چھوٹے تارون ہی کے مانند شعاعون مین اسکا
چہرہ اپنی پوری آب و تاب دکھا سکتا ہے مگر خدا جانے کس غم اور شرم سے وہ اپنا سر
اس انداز سے جھکائے ہوئے تھی کہ اوس کے سراپا با عصمت چہرہ تک کسی بازاری کی نگاہ
پہونچ ہی نہ سکتی موہنا کے دلکو اگرچہ خدا نے بہادری و جرات کے مردانہ زیور سے آراستہ
کر دیا ہے مگر وہ زمانہ کے طبیعت کے جوش کی وجہ سے عورتون کی طرح باہر آنے جانے والے
سے بچ کے جارہی ہے - اس کی مستانہ چال بہت نگاہون کو اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہے
لیکن وہ اس طرح سے ہر نظر کو اپنے اوپر سے بچائے شہر کے باہر نکلی اور پہاڑی پر
چلنے لگی کہ جس پر مندر اور ٹھاکر دوارہ تھا - ٹھاکر دوارے کے دروازہ پر پہونچی
اور دروازہ دھکیلا - اندر سے کسی شخص نے آکر دروازہ کھولا اور پوچھا کون ہے؟
موہنا - مہاراج کرشن جی ہین؟

شخص - مین ہین کیا کام ہے "

موہنا - مین اون سے ملکر بیان کرون گی مجھے اون سے بڑا ضروری کام ہے

یہ سنکر اوس شخص نے کہا تو آؤ اندر آؤ یہ کہکر اوس نے راستہ چھوڑ دیا اور موہنا اندر داخل ہوئی - پہلے مندر مین جاکر اوس نے مورت کے آگے ادب سے ہاتھ جوڑ کر سر جھکایا پھر وہان سے نکل کر اوس شخص سے جس نے دروازہ کھولا تھا اور جو مندر کے دروازے کے باہر کھڑا تھا - کہنے لگی اب مجھے بتاؤ مہاراج کہان ہین "

وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کی طرف لے گیا - کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا - چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا - بہت سی کتابین ایک مقام پر ترکیب کے ساتھ رکھی تھین اور کچھ ایک چٹائی پر بے ترتیب پڑی ہوئی تھین - وہ شخص جو ماہ سیما موہنا کو اندر لایا تھا اوس نے کتابون کو ہٹا کے ایک طرف کیا اور موہنا کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا بیٹھئے -

موہنا - (بیگانگی کی وضع سے ٹھٹھک کر) مین مہاراج کرشن جی کے پاس آئی ہوئی ہون وہ کہان ہین "

شخص - مین ہی مہاراج کرشن ہون آپکو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیے -

اتنا سنتے ہی موہنا ایک سناٹے مین آگئی اور گھبرا گھبرا کے مصنوعی برہمن کی صورت دیکھنے لگی اور دیر کے بعد کہنے لگی - اہا کیا آپ ہی ہین مین نے پہچانا نہ تھا مہاراج مین نے آپ کے علم کا بہت شہرہ سنا ہے اور اس لئے آپکی زیارت کو حاضر ہوئی ہون -

مہاراج کرشن - بٹی تو دیوجی کی پوجا کر اور تجھے ان باتون سے کیا کام تو محلون کی بیٹھنے والی ہے - علم کی مصیبتین تجھ سے نہ برداشت ہو سکین گی "

موہنا - (ہاتھ جوڑ کر) مہاراج مین نے تھوڑا بہت جو علم حاصل کیا ہے اسکی وجہ سے آپ کے درشن کی مشتاق ہون اور اب چاہتی ہون کہ آپ مجھے اپنے فیض سے محروم نہ رکھین "

برہمن یہ سُن کے کچھ دیر تک غور مین رہا اپنا راز افشا ہو جانیکا اسے بھی کسی قدر کھٹکا

ہو گیا تھا - اور اس وقت خلاف معمول اس شکل و شمائل اور اس قسم کی ایک پری جمال لڑکی کا زیادہ بدگمانی کا باعث ہو گیا - وہ موہنا کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا اچھا بیٹی تو کہاں رہتی ہے - مجھے یہاں تکلیف کرنے کی ضرورت نہین تو جو کہے گی مین خود جا کے پڑھا آیا کرون گا -

موہنا - نہین مین آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتی ہون خود ہی حاضر ہو جایا کرونگی مین ایک مسلمان عالم سے ملی تھی اوس کے خیالات سن سن کے مین ایسی برگزیدہ ہوئی کہ مجھے اپنے علمون سے زیادہ اچھی معلوم ہوئین آپ کے پاس صرف اس لئے آئی ہون کہ آپ کی باتین سن کے اور آپ سے فیض اوٹھا کے اپنے دل سے ملکشونکی محبت نکال ڈالون - یہ سن کے مصنوعی برہمن ایک سناٹے مین آگیا اوسے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی بیشک میرے راز سے واقف ہے مگر تھوڑا بہت جو شک باقی تھا اوسکے رفع کرنیکے لئے پوچھنے لگا - تو نے ملکشون کو کہان دیکھا ؟ کون ملکش عالم تجھ تک پہونچا اور تو نے کیونکر اوس کی صحبت اوٹھائی کیا کوئی ملکش یہان اجمیر شہر مین آیا تھا -

موہنا - میری بپتی آپ مہاراج سنیئے تو بہت اچنبھا ہو مین مہاراجہ اجمیر شہر کی فوج کے ساتھ لڑائی پر گئی تھی وہان ملکشون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئی مین کچھ انکی زبان بھی سیکھ گئی وہین ان کا ایک عالم مجھے ملا تھا جو مجھ سے اکثر باتین کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ مین بھی ترکن ہو جاؤن -

مہاراج کرشن جو جو ان واقعات کو سنتا تھا حیرت مین آجاتا تھا - آخر زیادہ متحیر ہو کر پوچھنے لگا - بیٹی تو کس کس مسلمان کا نام جانتی ہے -

موہنا - ہان مہاراج التوتناس سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک بڑا سوار یا سپاہی ہے میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا اور اوسی نے میری آبرو بچائی - التوتناس کا نام سنکر برہمن حیرت مین آگیا اور کہنے لگا - اچھا یہ تو بتا کہ تو کون ہے جو اتنی بڑی لڑائی پر گئی تھی -

موہنا - مین یہان ایک سردار کی لڑکی ہون - مہاراج ابھی مین آپکو اپنا نام

نہ بتاؤن گی مین سب سے چھپ کر آئی ہون "

مہاراج کرشن۔ تو اب مین تجھکو کیا سکھاؤن "

موہنا۔ یہ بتائیے کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے "

اس جملہ نے برہمن کے چہرہ پر پھر خوف طاری کر دیا اور گھبرا کے بولا مین کیا جانون کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے "

موہنا۔ نہین مہاراج مین نے سنا ہے آپ جانتے ہین (برہمن کا چہرہ زرد ہو گیا) مہاراج آپ گھبرائیے نہین۔ یہان مین اکیلی ہون اور کوئی دوسرا نہین ہے مجھے آپ ایسا نہ سمجھئے آپ کا راز کسی پر ظاہر نہ کرونگی آپ صاف بتا دیجئے کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے ؟ "

مہاراج کرشن صاحب پر اس قدر اضطراب غالب آگیا تھا کہ موہنا کی یہ تسلی آمیز کلمات کچھ اثر نہ کر سکے انھون نے جو گھبرا کے موہنا کی صورت دیکھنا شروع کی تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ دیر کے بعد موہنا پھر بولی۔ آپ اس قدر گھبرائے کیون ہین مین ان لوگون مین نہین ہون جو کسی کا بھید چھپا نہ سکین "

مہاراج کرشن۔ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ مین مسلمانون کے دہرم سے واقف ہون "

موہنا۔ آپ کسی روز مسلمانون کی کتاب دیکھ رہے تھے اور آپ کا ایک چیلا آگیا تھا۔ (مہاراج کرشن پریشان ہو گیا) بس اس چیلہ نے تمام مین مشہور کر دیا یہ خبر اب دنیا مین مشہور ہے مہاراجہ صاحب بھی جانتے ہین اور سارے نگر مین مشہور ہے "

مہاراج کرشن۔ بیٹی تو اب اس کا کیا بندوبست کیا جائے مین تو سنکر حیران ہو گیا "

موہنا " آپ کا کوئی کچھ نہین کر سکتا مین آپ سے وعدہ کرتی ہون کہ کوئی کچھ بھی نہ کر سکے گا مگر آپ بتا دیجئے بلکہ مسلمانون کے علم کی کتابین پڑھا دیجئے "

مہاراج کرشن۔ بیٹی اب تجھے معلوم ہو گیا تو مین اپنا حال تجھے بتائے دیتا ہون دیکھ ایسا نہ ہو کہ مین جان سے مارا جاؤن "

موہنا - مہاراج مین وعدہ کرتی ہون کہ کسی کو کانون کان خبر نہوگی ؟

مہاراج کرشن - تو سنو مین ایک مسلمان شخص ہون صرف تمھارے ہندؤن کے علمون کا شوق مجھے ہندوستان مین کھینچ لایا ہے پہلے پنجاب اور سندھ مین رہا پھر وہان سے آگے بڑھا اور ہندوستان کے تمام ملک مین پھرتا پھرتا یہان آیا ہون اور عرصہ سے یہان قیام پذیر ہون آج تک میری نسبت کسی کو کسی قسم کی بدگمانی نہین ہوئی - اب کمبخت میرے ہی ایک شاگرد کو میرا حال یہان معلوم ہو گیا - افسوس بیٹی مین تمھارا احسان مند ہون کہ تم نے مجھے تسلی دلائی ؟

موہنا - تو آپ پریشان نہون کوئی آپ کا کچھ کر نہین سکتا - اب مین چاہتی ہون کہ آپ مجھے فارسی پڑھا دیا کرین مجھے مسلمانونکی زیارت اور علم کے پڑھنے کا بڑا شوق ہے اگر آپ یہان رہین گے تو مجھے اِن آرزؤن مین کامیابی حاصل ہو جائیگی

مہاراج کرشن - مسلمانون کا علم فارسی نہین عربی ہے اگر مسلمانون کے علم کا شوق ہے تو عربی پڑھو

موہنا - آپ عربی جانتے ہین - تو اوسی زبان مین سیکھونگی - آپ پڑھا دیجئے گا -

مہاراج کرشن - ہان مین پڑھا دونگا - اتنے مین کسی نے دروازہ دھڑ دھڑایا موہنا گھبرا کے پوچھنے لگی کون ہے برہمن - بیٹی گھبراؤ نہین میرے ۔۔۔ دو جوگی ہوتے ہین شاید وہی ہون گے - رات زیادہ آچکی ہے غالباً وہی آئے ہونگے اسوقت روز آیا کرتے ہین - آپ بیٹھی رہین مین جاکر دروازہ کھول آؤن - اتنا کہکر برہمن اٹھ کر گیا اور اوس کے ساتھ دو نوعمر شخص آئے جنکے حسن و جمال اور عنفوان شباب کو دیکھ کر افسوس معلوم ہوتا تھا کہ نفس کشی اور جوگ کے مصائب ان پر ڑالے گئے ہین دونون کے لمبے لمبے بالون کی لٹین ہندو جوگیون کی طرح سر پر لپٹی ہوئی تھین - چہرے پر بھبوت ملا ہوا تھا جو بظاہر تو ان کے حسن کو خاک مین ملا رہا تھا مگر اصل مین ۔۔۔ نور کو اور بڑھا رہا تھا گیروی کفنیان اونکے جسم پر تھین دونون آکے اپنے گرو کے سامنے سر جھکا کے ادب سے بیٹھ گئے - موہنا اونکی صورت

دیکھتے ہی ایک سناٹے مین آگئی اور اوسکے دلمین طرح طرح کے خیالات گذرنے لگے - مہاراج کرشن نے اوس کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان لوگون کے سامنے وہ کوئی لفظ زبان سے نہ نکالے لہذا اس پر جو سکوت کا عالم طاری ہوگیا تھا اوس کو اس اشارے نے اور بھی ترقی دلادی - مہاراج کرشن نے جب دیکھا کہ موہنا پر زیادہ حیرت اور اضطراب طاری ہے تو ان نے اپنے چیلون سے کہا کہ تم دونون ابھی جا کے اپنی کوٹھری مین بیٹھو تھوڑی دیر کے بعد مین تمھین خود بلوا لون گا"

چیلون نے گرو کے حکم کی تعمیل کی اور اٹھتے وقت پیاری موہنا کو حیرت اور دلچسپی کی نگاہون سے دیکھتے ہوئے چلے گئے ان کے جانے کے بعد پھر برہمن موہنا کی طرف متوجہ ہوا اور بولا - لڑکی تو مسلمانون کا علم پڑھ کر کیا کرے گی تجھے مسلمانون سے کیا غرض؟ تیرا جو مطلب ہو اوس کو صاف صاف بیان کر شاید میرے امکان مین ہو تو مین - تیری حاجت روائی کر سکون

موہنا - آہ کسی طرح مجھے اتنا معلوم ہوتا کہ سلطان محمود کی فوج ہندوستان مین پھر آئے گی یا نہین -

مہاراج - سلطان سے تجھے کیا علاقہ؟ اگر اس مین تیری کوئی غرض ہے تو مین بتائے دیتا ہون کہ خود سلطان ہندوستان مین آگئے اس دفعہ اون کا ارادہ ہے کہ خود قنوج کو فتح کرکے راجپوتانہ مین آئین -

موہنا - خوشی سے چونک کر! سلطان آگئے! آپ کو کیونکر معلوم ہوا -

مہاراج - اب مین یہ بھی بتائے دیتا ہون کہ میرے دو ایک شاگرد بھی مسلمان ہین جو ہندؤن کی وضع مین اپنے آپ کو چھپائے رہتے ہین اون کے ذریعہ سے ایسی خبرین مجھکو ہمیشہ پہونچ جایا کرتی ہین "

یہ جواب سن کے موہنا برہمن کی صورت پر غور سے دیکھکر کہنے لگی - تو آپکو شاید یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس سفر مین سلطان کے ساتھ کون کون افسر آئے!

مہاراج - سبھی افسر ہین جنکو پوچھو بتا دون

موہنا - سلطانی فوج مین ایک نوعمر افسر ہین منصور وہ بھی ہمراہ ہین یا نہین ؟

برہمن - ہان ہان آئے ہین! کیون تم کو منصور سے کیا غرض ! اتنا کہہ کے برہمن نے موہنا کی صورت غور سے دیکھی اور آپ سوچکر کہنے لگا - بیٹی تو راج کنواری موہنا تو نہین ہے یہ جملہ سُن کے موہنا کی صورت اوتر گئی اور چہرے پر ہوائیان چھوٹنے لگین مگر اپنے دل کے فوری جوش کو روک کر کہنے لگی - میری ایسی قسمت کہان کہ موہنا مین ہون - موہنا راجہ کی بیٹی ہے اور مین تو ایک راجپوت سردار کی لڑکی ہون اپنے باپ کے ساتھ مین بھی لڑائی پر گئی تھی اور اسی وجہ سے مین منصور کو جانتی ہون اس لئے کہ میرے قید کے زمانہ مین اونھون نے ہم پر بڑی مہربانی کی تھی -

مہاراج کرشن - نہین مین سمجھ گیا مگر مجھے تعجب ہے کہ شاہزادی ہوکر آپ اس طرح یکہ و تنہا میرے پاس چلی آئین -

موہنا یہ سُن کے شرما گئی اور برہمن کے سوال کا جواب نہ دے سکی -

مہاراج کرشن - اب اچھا تو مجھے آپ کا حال معلوم ہوگیا - منصور کے متعلق مین آپ کو سرا بتاتا ہون - منصور سے مجھ سے ملاقات ہی اور میرے شاگرد برابر آتے جاتے ہین اون کے ذریعے سے میرا پیغام اون کے پاس جاتا ہے اور اون کا پیغام میرے پاس آتا ہے اگر مین نے اتنا عہد کرلیا ہے کہ یہان کی فوج اور راجہ اجمیر کے حالات سے مجھے کچھ تعلق نہین - انکی فوجکشی اور لڑائی کے متعلق یہان کے راجہ کے متعلق مین کسی قسم کی خط و کتابت نہ کرونگا -

موہنا - مین پوچھتی ہون کہ منصور کا نام آتے ہی آپکو تمام میرے حالات کیونکر معلوم ہوئے

مہاراج کرشن - مجھے اپنے شاگردون کے ذریعہ سے آپ کے تمام حالات معلوم ہو چکے ہین مین یہ بھی جانتا ہون کہ منصور نے زبردستی بلکہ ظلم کرکے آپکو یہان بھیجدیا یہ جملہ سن کے موہنا شرما گئی دیر کے بعد اوس نے ندامت سے سر اوٹھایا اور کہنے لگی

جناب! اب تو آپ کو میرے تمام راز معلوم ہو گئے مین چاہتی ہون جسطرح مین آپکی رازدار تھی آپ میرے حالات کی کسی کو اطلاع نہ دین۔ آپ کے ذریعہ سے مین منصور کے سفر اور حالات دریافت کرتی رہون گی اور بہت سے کام لون گی۔ ظاہر مین آپ میرے رازدار نہین اور میرے حالات سے کسی کو اطلاع نہ کرین مگر پوشیدہ طور پر اسکے واسطے یہ انتظام ہونا چاہیئے کہ کوئی خلوت کا وقت معین کیجئے کہ اسوقت ہر روز حاضر ہوا کرونگی۔

مہاراج کرشن۔ مین ہر طرح سے آپ کی خدمت کو حاضر ہون مگر میرے دونون شاگرد جنکو ابھی آپ نے دیکھا وہ میرے رازدار ہین۔ وہ بھی مسلمان ہین بلکہ جن دنون آپ محمود کی فوج مین تھین اُن دنون وہ بھی وہین تھے ان کو مین آپ کے راز سے بھی مطلع کرون گا اس لئے کہ ان ہی کے ذریعہ سے تمام کام نکلے گا دیکھئے مین انکو یہان بلاتا ہون شاید آپ انھین پہچان لین۔

یہ کہکر مہاراج کرشن اوٹھ کر گیا اور ان دونون لڑکون کو بلایا اور وہ آکر پھر ادب سے بیٹھ گئے موہنا دیر تک ان کی صورت غور سے دیکھتی رہی اور انھون نے بھی کبھی کبھی نگاہ اوٹھا کر اوس کی صورت دیکھ لی۔

مہاراج کرشن۔ شاہزادی صاحب آپ نے انکو کبھی دیکھا تو نہین ہے؟

یہ جملہ سن کے دونون لڑکے مسکرائے اور [illegible] استاد کی طرف دیکھا [illegible] شاہزادی صاحب نے [illegible] دیکھا نہ ہوگا مگر ہم نے انکو میدان جنگ مین مقابلہ کرتے اور پھر اوس وقت جب ان کی سکھیاں وہان سے روانہ ہوئی ہے دیکھا تھا۔

موہنا یہ باتین سنکر بہت پریشان ہوئی اور دل مین کہنے لگی۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہان کے آدمی کہان پہنچ جاتے ہین۔ ہمین گمان بھی نہ تھا کہ ہمارے دیس مین کوئی بھی ترک ہوگا مگر اب جو دیکھا تو بہت سے نکل آئے۔

مہاراج کرشن۔ اچھا تو آپ روز جس وقت چاہے آیا کیجئے رات کا وقت اچھا ہوگا کل بھی آپ اسی وقت آئیے گا۔

موہنا۔ بہت اچھا مین رات ہی کو حاضر ہونگی۔ یہ کہکر [illegible] رخصت

ہو کر چلی گئی۔

گیارہوان باب

متھرا جی

دریائے جمن کے کنارے ایک قدیم شہر آباد ہے جس کو متھرا کہتے ہین۔ اس
شہر کو اس امر سے مذہبی وقعت حاصل ہوگئی ہے کہ اوس کے پڑوس مین وہ
دلفریب مقام واقع ہے جس کو بندرابن کہتے ہین اور جس کو سری کرشن جی کی
پیدائش سے عزت حاصل ہوئی ہے۔ متھرا یون تو ہمیشہ ہندوستان کے دیندار
ہندوون کا مرجع رہا ہے مگر مسلمانون کے پیشتر اس شہر کو جو رونق حاصل تھی وہ
پھر نصیب نہوئی اس کے عمدہ سواد مین مستطیل وضع کے مندر مقدس دریائے
جمن کے کنارے کنارے دور تک چلے گئے ہین جن مندرون کے درشن کا شوق
سیاحون کو دور دور سے کھینچ لاتا تھا ان کی عمارتین لوگون کو حیرت مین ڈال
دیتی تھین۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنے بعد کے حملہ مین اس پاک دریائے جمنا
کے کنارے ایک اور قدیم شہر کو تاخت و تاراج کیا تھا جس کے آثار اب
نظر نہین آتے۔ اس شہر مین پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ متھرا یہان سے قریب ہے اور
عقیدتمند ہندوون کا ایسا مرجع ہے کہ اوس کے مندرون مین بہت کچھ دولت
ملنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ محمود کے دل مین اسلامی جوش نے دو شوق
پیدا کر دئے تھے ایک تو یہ کہ بتون کو توڑ توڑ کے ثواب آخرت کا مستحق
قرار پائے دوسرے یہ کہ ہندوستان کے خزانون سے جس قدر مال و دولت
ملے اسے لوٹ لے اور اپنے شہر کے عموماً دیندار مسلمانون کے نذر کرے اس
طبیعت کے اولوالعزم بادشاہ کیلئے یہ اشارہ کافی تھا۔ فوراً کوچ کا حکم دیا گیا
اور وہ مبارک اور برگزیدہ شہر جو آجتک ظالمون اور خونریز فرمانرواؤن کی
تیغ ستم سے محفوظ رہا تھا گھیر لیا گیا۔ متھرا اس سے واقف ہی نہ تھا

کہ لڑائی کیا چیز ہے اور اس کے نتائج مین کیا ہوا کرتا ہے وہ سری کرشن کا ایک عشرت
کدہ تھا جہان ملتے ایشیائی قدیم حسن و عشق اور برجکی عاشقانہ دل فریبون کی ابتدا
پڑی اس مین کہان اتنی طاقت تھی کہ مسلمان حملہ آورون کی تلوار کو ذرا بھی
روک سکتا راجہ دہلی جس کی حمایت مین یہ پاک شہر تھا اس نے غزنی سے لی اور
محمود کے جوان مردون نے اپنی جوان مردیون کا جوش و خروش تھا گویا نازک اندام
اور شیرین گفتار دلربا عورتون کو دکھایا - اس تاخت و تاراج سے فراغت ہونیکے بعد
سلطان نے اپنی فوج ظفر موج کو واپسی کا حکم دیا - سلطان کی فوج کا بہادر جوان تیماز
منصور بھی اون لوگون مین تھا جنہون نے اس جنگ مین اپنی بہادریان دکھائی
تھین جس روز واپسی کا دن تھا اور قصد تھا کہ ابتدائے شب سے کوچ کیا جائیگا اس روز
منصور اپنے خیمہ مین بہت سست اور مضمحل بیٹھا ہوا تھا - اور خدا جانے کس قسم کے خیالات
دل مین گذر رہے تھے کہ چہرہ کا ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا وہ ان
ہی افکار مین تھا کہ فوجی موذن نے مغرب کی اذان دی منصور کے دل مین
جو ایمانی جوش تھا اور جو اسے ان جنگ کے میدانون مین سے آیا تھا اوس
نے یک بیک وہ تمام خیالات اڑا دیے اور دفعۃً اپنے خیالات خواب
سے چونکا دیا کہ وضو ہے اوٹھ کے مسجد کی طرف روانہ ہوا جو اسلامی
لشکر گاہ مین بطور خیمون کے قائم کر لی تھی پہونچا تو وہان تکبیر ہو رہی تھی منصور
بھی شریک نماز ہوا خوش الحان قاری نے امامت کی اور خدا کے رعب و جلال کے
ساتھ حمایت دین کا جوش ہر غائب کے دل مین پیدا کر دیا الفرض نماز سے فارغ ہو
اور دعائین مانگ کے سنتین پڑھنے لگے کچھ دیر یہ سمان رہا کہ لوگ سنتون سے
فراغت پاتے تھے اور متفرق طور پر اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوتے جاتے تھے منصور
جب نماز سے فراغت کر کے چلا تو دو چار قدم چلا ہوگا کہ مسجد سے کوئی شخص نکلا
جس نے دوڑ کر ملتے سلام کیا اور ادب کے ساتھ کہنے لگا مجھے آپ سے پوشیدہ
طور پر کچھ عرض کرنا ہے -

منصور نے فرمایئے۔

شخص ۔ مین یہان عرض نہین کرسکتا۔ آپ میرے ساتھ اس لشکر گاہ سلطانی سے باہر تشریف لے چلئے تو عرض کرون۔

منصور نے یہ سنکر اوس شخص کی صورت دیکھی اور حیرت مین آ کر پوچھنے لگا آپ کون ہین۔

شخص ۔ اس کو آپ نہ پوچھتے تو اچھا ہوتا مگر آپ کا شک رفع کرنیکے لئے مین بتائے دیتا ہون۔ مین ایک مسلمان فقیر ہون میری تمام زندگی زہد و ریاضت مین گذری ہے سلطانی فوج کے ساتھ مین ہندوستان مین آیا ہون مگر یہان ایک ہندو جوگی سے ملاقات ہوئی جس کے روحانی کمالات نے مجھے حیرت مین ڈال دیا ہے مجھے حیرت ہے کہ ایک کافر مین ایسے کمالات کیون پیدا ہو گئے اس سے جو خرق عادات ظاہر ہوئے ہین اونکو کرامت کہون یا استدراج کہون بہر حال مین نے اب اوس کی صورت اختیار کر لی اور واپسی کا ارادہ نہین ہے آپ کو اسی جوگی نے بلایا ہے۔ خدا جانے وہ کیا کہے گا۔ بظاہر سلطان کے بارہ مین وہ کوئی پیشین گوئی کرے گا۔

منصور ۔ اگرچہ مین ان باتون کا معتقد نہین ہون ایک مشرک ہمارے بارے مین کیا کہہ سکتا ہے غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہین معلوم

شخص ۔ تو آپ کو چلے چلنے مین کیا عذر ہے۔ ابھی ابھی چلے آیئے گا۔

منصور ۔ اچھا تمھارے کہنے سے چلا چلتا ہون

یہ کہکر منصور اوس کے ساتھ روانہ ہوا اپنی فوج کے خیمون اور سپاہیون کی وضع اور اوس جوش کو جو سلطان محمود کے دل سے شروع ہو کر ہر مجاہد کے دل مین پھیل گیا تھا۔ دیکھتا ہوا لشکر گاہ سے باہر نکلا شروع شام کا وقت تھا تارے نکلتے آتے تھے اور طیور درختون پر بسیرا لیتے جاتے تھے۔ بزم عالم پر خاموشی طاری ہو جانے کے قبل ہنگامہ بھی خفیف ہوچلا تھا اور جس قدر نظر آتا تھا اب اس کو تیرگی اپنے دامن مین چھپانے لگی ایک ایسے وقت مین محمود کی فوج کا

بہادر افسر منصور اور مسلمان درویش کے ساتھ چلا جاتا ہی وہ فقیر پہلے تو ایک مسطح اور
سرسبز میدان میں لے گیا جس کے دامن میں ہر چہار طرف سبزہ زار پھیلے
ہوئے تھے اور شام کی آہستہ خرام ہوا آزادی سے ادھر ادھر [illegible] خفیف خنکی
کا اثر پھیلاتی پھرتی ہے اس میدان کی انتہا پر ایک جنگل تھا۔ یہ دونوں رہ نورد صحرا کو
قطع کرکے اس جنگل میں داخل ہوئے جنگل کی تھوڑی مسافت طے کرکے منصور اپنے
رہبر کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا اب کتنی دور باقی ہے؟

درویش۔ جتنی دور آپ آئے ہیں اتنی ہی دور اور ہوگا۔ یہ جنگل دریا تک چلا گیا ہے۔ وہ جوگی دریا کے کنارے ہی ایک مٹھ میں رہتا ہے۔

منصور۔ مجھے اگر معلوم ہوتا کہ اتنی دور ہے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو لیتا پیادہ پائی کی مصیبت نہ اٹھاتا۔

درویش۔ آپ کا کام تو حکشی جنگ آزمائی ہے آپ کو چلنے [illegible] چاہیئے اگر کوئی یہ سنے کہ وہ افسر جس نے غزنی سے کوچ کیا اور متھرا پر تاخت کی دو قدم چلنے سے [illegible] سلطان کے لئے شرم کی بات ہے۔

منصور۔ اچھا اب معاف فرمائیے مگر اب جلدی جلدی قدم بڑھائے چلئے۔

تھوڑی دیر میں منصور نے جنگل کو طے کیا اور دریائے جمن کے کنارے پہونچا وہیں [illegible] طرف فاصلہ پر ایک پختہ گھاٹ بنا ہوا تھا جسکی سیڑھیاں پانی کے اندر چلی گئی تھیں اور ان سیڑھیوں کے برابر ایک مندر بلندی پر قدیم ہندو وضع کا تھا قبل اس کے کہ یہ لوگ مندر کے قریب پہونچیں [illegible] جوگیوں نے آکر گھیر لیا۔ اور کہنے لگے [illegible] گرو جی تمہاری اس وضع کو ناپسند کرتے ہیں اگر [illegible] اپنی [illegible]

منصور۔ (طیش میں آکر) میں تو ضرور ملونگا اور اپنی اسی وضع سے ملونگا۔ اور وہ درویش جو منصور کا [illegible] پر غیظ و غضب کے آثار دیکھکر سمجھانے لگا کوئی مضائقہ نہیں فقیر لوگ تارک الدنیا ہوتے ہیں ان کے پاس جانے میں کسی قسم کا خوف نہیں ہے آپ [illegible] میں یہاں نے بیٹھا رہو [illegible] کم

اور کوئی شخص تلوار لیے ہوئے وہاں جا سکے آپ کا اگرچہ اس کفار کے ملک میں احتیاط ہوگی مگر میں سچ کہتا ہوں وہاں جانے کا راستہ اسی طرف سے ہے بغیر میرے حکم کے کوئی اسلحہ بند شخص وہاں تک پہونچ نہیں سکتا اپنی تلوار آپ مجھے دیدیجئے اور جوگی صاحب سے جا ملیے"

منصور ـ میں اپنے شوق سے یہاں نہیں آیا ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ میں کسی اور کے اصول کی پابندی کروں ـ صرف تمہاری خاطر ہے ـ تو یہ تلوار میں دیتا ہوں ـ خبردار کوئی اسلحہ بند مندر والوں تک جانے کا قصد کرے تو مجھے خبر دینا میں وہاں بیٹھوں گا نہیں صرف ملکر چلا آؤں گا یہ کہکر منصور نے تلوار فقیر کے ہاتھ میں دی اور ان جوگیوں کے ہمراہ مندر کی طرف چلا ـ منصور تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ وہ فقیر جسکو تلوار دے آیا تھا نظر سے غائب ہوگیا ـ مگر منصور نے چنداں خیال نہ کیا مندر کے اندر جیسے ہی داخل ہوا ـ ہندو جوگی لپٹ گئے اور اوس نے ہزار کوشش کی کہ اون لوگوں کے ہاتھ سے نجات پائے مگر ان لوگوں نے کسی طرح پیچھا نہ چھوڑا سبھوں نے اوسے ملکر باندھ لیا اور قیدیوں کی طرح مٹھ کے اندر باندھ کر بٹھادیا ـ منصور کو حیرت تھی کہ یہ لوگ کون ہیں اور انھوں نے مجھے کیوں گرفتار کرلیا آخر ایک طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا ـ

"کیوں آخر میں نے کیا قصور کیا ہے جو یوں فریب دیکر تم نے مجھے گرفتار کرلیا"

ایک جوگی ـ "تمہارا قصور ابھی تمھیں نہیں معلوم ہوسکتا"

منصور ـ کیا صرف مسلمان ہونا میرا جرم ہے؟ یا اس خیال سے گرفتار کیا گیا ہوں کہ میں نے ہندوستان پر بہت بڑے بڑے حملے کئے ہیں اور انھیں تباہ و برباد کردیا ہے"

جوگی ـ نہیں یہ نہیں ہم لوگوں کو ان معاملات سے کیا غرض؟ لیکن تم کو چند روز کے بعد خود ہی معلوم ہوجائے گا"

منصور ـ آہ مجھے ستانا بیکار ہے ـ تم لوگ کیا جانو کہ میں کس مصیبت میں مبتلا ہوں میری زندگی خدا جانے کیونکر گذر رہی ہے ـ ہائے تم نے مجھے دھوکا دیکر گرفتار کیا ہے یہ تمہاری خطا نہیں ہے خود میری قسمت کا قصور ہے میں نے ایسے ایسے اگلے ... ظلم کیا

ہے جن کے ظلم زمانہ اوٹھایا کرتا ہے آہ مین نے معشوقون پر ستم کئے ہین! آہ موہنا! مین نے تجھپر ظلم کیا تھا۔ آہ عذرا خدا جانے تو مجھے کیون چھوڑ کر چلی گئی۔ ہائے مین نے تیرا قصور کیا کیا تھا تیرے ہی لیے موہنا سے بیوفائی کی! تو بھی مجھے دغا دیکے اور مجھے چھوڑ کر چلی گئی آہ لیلی بھی نہین جو شاید تسلی ہی دیتی! اس نے بھی تیرا ساتھ دیا اتنے معشوقون سے چھوٹ کے مین اس سفر مین یون ہی اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اس پر یہ ستم۔ نہین ستم (ان ہی جوگیون کی طرف متوجہ ہو کر) بہتر ہو کہ تم مجھے قتل کر ڈالو کہ مین ان عذابون اور روحانی بلاؤن سے نجات پاؤن منصور یہانتک بیان کرنے رہنیلگا۔

جوگی۔ آپ دل مین رنجیدہ نہ ہوجئے مین اطمینان دلاتا ہون کہ آپکو کسی قسم کی تکلیف نہو گی

منصور۔ یہی تو غم ہے تم مجھے قتل کر ڈالو مین ہون ہی اسی قابل اچھا وہ مسلمان فقیر کہان ہے جو مجھے فریب دیکر یہان لے آیا تھا؟

جوگی۔ ہم نہین جانتے وہ کہان ہے! اور ہم کو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کون ہے۔

منصور۔ اسی ظالم نے مجھے دھوکا دیا وہ فریب دیکے مجھے لے آیا اب تو مین تمھاری قید مین ہون۔ اگر چہ بتادو تو کوئی ہرج ہوگا آہ! وہ کون شخص تھا۔ یہ ممکن نہین کہ تم اسے نجانتے ہو

جوگی۔ ہم نہین جانتے اور نہ کچھ بتا سکتے ہین۔

اتنا کہہ کے سب جوگیون نے نوجوان منصور کو ایک کوٹھری مین بند کر کے کنڈی چڑھا دی۔

بارہوان باب ۱۲

گرفتاران بلا

سلطان محمود کی فوج کا نوجوان اور بہادر افسر ایک گمنام مقام مین قید ہوگیا ہر دست ہم اسے موقع دیتے ہین کہ اس بیکسی اور تنہائی کے مقام مین بیٹھکر اپنے خیالات پر غور کرے سلطانی فوج مین جو تہلکہ پڑ گیا ہوگا اور خود دربار اسلامی مین جو سراپا غم و تشویش پیدا ہوگئی ہوگی بالفعل ہم اس سے قطع نظر کرتے ہین۔ منصور اسی مندر مین ہے اور سلطان محمود غزنوی دریائے جمنا کے کنارے ہندوستان کے مقدس شہر متھرا مین ٹھہرا ہوا ہے

متھرا کی تباہی کا اثر یون تو ہندوستان کے ہر شہر پر پڑا۔ مگر دو راجاؤن کو زیادہ
فکر ہوئی ایک تو راجہ دہلی جو متھرا کا مالک اور جن کو مذہبی توہین کے علاوہ ملکی نقصان
بھی پہونچا تھا اور دوسرے راجہ اجمیر شی جس کے دل کو گذشتہ شکست کا بہت بڑا صدمہ
پہونچا تھا اور جس کو خوف تھا ایسا نہو کہ سلطان متھرا سے فراغت پا کے اجمیر شی
کا قصد کرے وہ ایک شریف راجپوت تھا اور سچی بہادری اوس کے رگ وپے مین خون کے
ساتھ دوڑ رہی تھی وہ اس امر کو گوارا نہین کر سکتا تھا کہ خود سبقت کر کے آگے بڑھے
اور محمود کی فوج سے دل کھولکر ایک پورا مقابلہ کرے اس لئے کہ محمود نے اوسکی پیاری
موہنا کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ اس کے پاس بھیجدیا تھا ہم اوسے بھی اوسی کے
افکار مین چھوڑ دیتے ہین اور اس کے راج سبھا سے نکلکر اوس خوشنما مندر کی طرف
چلتے ہین جس کے متعلق ایک شوالے مین ہمارے دوست مہاراج کرشن صاحب ذرا فکرمند
بیٹھے ہین۔ رات کا وقت ہے اور اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا ہے جس گھڑی سری کرشن
جی نے دنیا مین جنم لیا تھا یعنی آدھی رات گذر گئی ہے اور چاندنی ابھی ابھی کھیت
کیا ہے مندر کے سنہرے کلس پر ماہتاب کی شعاعین جگمگانے لگی ہین اور شہر کے باہر
ہونے کی وجہ سے وہ عمارات صاف نظر آرہے ہین جو کھرے کی صورت مین اس تمام
حصہ پر چھائے ہوئے ہین جو مندر کے باہر سے شروع ہوا ہے اور کوہستانی نشیب
وفراز کھاتا ہوا کوسون تک چلا گیا ہے مغرب کی طرف شہر کی عمارتون کے بلند
کرے اور شوالون کی لمبی لمبی چوٹیان خموشی اور سکوت کے ساتھ اپنا تماشہ دکھا رہی
ہین اور مغرب کی جانب پہاڑون کی چوٹیان نظر کا ساتھ دیتی ہوئی ہین آسمان کے
اوس افق سے جا کے ملگئی ہین جدھر تارے اپنی آنکھون سے دنیا کی خاموشی سین کو
گھور گھور کے دیکھ رہے ہین۔ کسی جاندار مخلوق کا پتہ نہین۔ طیور جو ہر دم تازہ منظر دن
پر ... [illegible] ... خاموشی طاری ہو گئی اور کسی قسم کے آثار
بھی اپنی ہستی کا ثبوت نہین دیتے مہاراج کرشن کے حجرہ کا دروازہ کھلا ہے وہی معمولی
چراغ روشن ہے جو دیر تک جلنے سے ٹمٹمانے لگا ہوا [illegible] جانیکے باعث

جل کے چراغ کے کنارے پر سُست ہو کے رہ گئی ہے جس کی وجہ سے کوٹھری میں ایک
تاریکی پیدا ہو گئی ہے جو دِ مہاراج کرشن اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ایک عربی کتاب پڑھ
پڑھ کے اس کا مطلب بیان کر رہا ہے اور خورشید ماہ سیما موہنا جسے استاد کی دلچسپ
اسپیچ نے اپنے اپنے ہاتھوں میں پھنسا کے [illegible] یاد رات آ [illegible] خیال بالکل ہٹا دیا تھا حسن
عقیدت کے ساتھ استاد کی باتیں سن رہی تھی موہنا کے پیر بھائی اور مہاراج کرشن
کے دونوں رازدار چیلے بیٹھے استاد کی اپدیش نہایت ہی استغراق کے ساتھ سن رہے تھے
یکایک راجہ کی ڈیوڑھی سے نرسنگھے کی آواز آئی جو ہمیشہ آدھی رات کے وقت [illegible] کرنے
کیلئے بجا کرتا تھا۔ اتنا سنتے ہی موہنا چونک پڑی اور گھبرا کر کہنے لگی۔ مہاراج مجھے آج بڑی دیر ہو گئی اب میں جاتی ہوں

موہنا۔ ہاں مہاراج میں آج انہیں لیجاؤنگی انکو تکلیف تو ہوگی مگر رات کو اکیلی
کیجاؤنگی اتنے میں باہر کچھ روشنی معلوم ہوئی۔ دونوں چیلوں نے گرد کی کوٹھری سے
نکل کر دیکھا ہنوز دیکھتے ہی دیکھتے کچھ شور و غل کی آواز بھی کانوں میں آئی تمام آدمی فکر
مند ہوگئے [illegible] اور موہنا گھبرا کر کہنے لگی نہیں معلوم کیا ہے کہ اسوقت یہ لوگ یہاں آ [illegible] ہیں۔

مہاراج کرشن۔ شاید عورتیں پوجا کرنے آئی ہونگی؟

ایک چیلا۔ مہاراج آواز تو مردوں کی ہے؟

مہاراج کرشن۔ ہاں رات زیادہ آئی ہے [illegible] کیا [illegible] کچھ مرد بھی چلے آتے
ہوں گے۔ بیٹی موہنا ذرا سامنے سے ادھر ہٹ۔ اتنا ہی کہا کہ کوئی آدمیوں نے دروازہ زور سے
دھکا دے کے کہا دروازہ کھول دو۔

مہاراج کرشن (ایک چیلے سے) بچہ تم دروازہ کھول دو میں آتا ہوں چیلا اٹھ
کے گیا اور دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے آدمی اسلحہ بند اندر گھس آئے سبھوں
نے آتے ہی تو شوالے کے سامنے جھک کے مورت کو سلام کیا اس کے بعد تمام لوگ
پوچھنے لگے مہاراج کرشن جی کہاں ہیں؟

چیلا۔ میں بلا [illegible] یہ کہکر وہ چلنے کیلئے مڑا ہی تھا کہ کسی نے ڈانٹ کے کہا
جلدی بتاؤ وہ کہاں ہیں ان سے آپکی ضرورت ہے۔ یہ بتاؤ کہ [illegible] جانا نہ چاہیے

سوچتا ہی رہ گیا کہ ان ہی لوگون مین سے کسی نے بڑھ کے کہا ہم جانتے ہین کسی کے بتانے کی ضرورت نہین - اتنا کہ اور وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کی طرف چلا اور تمام لوگ اوس کے پیچھے ہو لئے - کئی مشعلین اون کے ساتھ تھین اور سب لوگ اسلحہ بند تھے جن مین ایک نوعمر شخص اپنی وجاہت سے صاف بتا رہا تھا کہ کوئی نامور افسر ہے یہ تمام ہجوم کرکے مہاراج کرشن کے کمرے مین گھس گئے دوسرا چیلا جو گرو جی کے پاس بیٹھا ہوا تھا فوراً بدحواس ہو کے اوٹھ کھڑا ہوا اور استاد کی طرف خوف ومایوسی کی نظرون سے دیکھنے لگا - پیاری زاہد فریب موہنا! آہ یہ نہ پوچھو اس کا کیا حال ہوا - اس نے ساڑھی سے اپنا منہ چھپا لیا - اور ایک کونے مین دبک کے بیٹھ رہی "

اتنے مین ان سب لوگون نے مہاراج کرشن کو پکڑ کے زبردستی باہر نکالا اون ہی مین سے کسی نے ڈانٹ کر کہا - یہان اور کون ہے؟ جو کوئی ہو اوس کو بھی باہر لاؤ پہلے لوگ اس مین چیلے کو لے گئے جو بدحواس کھڑا ہوا تھا اس کے بعد ادھر ادھر دیکھا تو کوئی عورت کونے مین دبکی نظر آئی - کئی آدمیون نے شور کرکے کہا - آہا یہان کوئی عورت بھی ہے اس آواز کے کان مین پڑتی ہی کئی شخص جھپٹ پڑے اور اس عورت کو بیعزتی سے گھسیٹتے ہوئے باہر لائے اور اس کو دھمکانے لگے عورت جب باہر آئی تو جھک گئی کہ اوس کی کوئی صورت نہ دیکھے - مگر سب کا افسر بڑھا مشعلین قریب لائی گئین اور ایک سپاہی نے زبردستی عورت کا سر اٹھایا وہ آنچل سے اپنا منھ چھپائے تھی دوسرے نے زبردستی ہاتھ سے اسکا منھ کھولا منھ کھولنا تھا کہ حسن کا نور چمکا جسکے ساتھ شاہی رعب داب کی کرنین بھی تھین تمام لوگ کانپ کے ہٹ گئے اور کسی نے سہمی ہوئی سے کہا اون! یہ تو ہماری راج کنواری موہنا ہے اس جملہ نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ہر طرف سناٹا ہو گیا تمام لوگون نے ندامت اور خوف سے سر جھکا لے - لیکن افسر بڑھ کے کہنے لگا شاہزادی صاحب یہ آپکو یہان کہان دیکھ رہا ہون -

موہنا - ظالم جے رام! تو نے میرا پیچھا نہ چھوڑا تجھ سے بیشک ایسا ہی خوف تھا -

جے رام - شاہزادی صاحب مجھے معاف کیجئے مین بالکل نہین جانتا تھا کہ آپ یہان تشریف

رکھتی ہین - کیا آپنے نہین سنا کہ یہ برہمن نہین ہے ترک ہے ہمارا مندر ناپاک کرنے
کے لئے یہ روپ بدل کر یہان اجمیرش آیا ہے"

موہنا - نہین مجھے اعتبار نہین! تو مجھے ذلیل کرنے آیا ہے-

جے رام - مین قسم کھاتا ہون کہ آپکی مجھے بالکل خبر نہ تھی مین اسوقت مہاراجہ صاحب
کے حکم سے یہان آیا ہون - انکا حکم ہے کہ اس دغاباز کو گرفتار کرکے انکی خدمت مین
لیجاؤن اتنا کہکر جے رام آگے بڑھا اور جھک کے موہنا کے کانمین کہنے لگا شاہزادی
صاحب کسی کو بھی خبر نہوگی آپ چپکے سے اپنے محل مین تشریف لیجائیے مین یہان آپکا ذکر نہ کرونگا-

موہنا - جے رام یہ نہین ہوسکتا - مہاراج کرشن میرے استاد ہین انکو مین اس
ذلت کے ساتھ نہ جانے دونگی"

موہنا کی زبان سے یہ کلام سن کے جے رام سناٹے مین آگیا اور غور کرنے لگا کہ شاہزادی
موہنا کو مہاراج کرشن کے ساتھ کیا ہمدردی ہے - ایک خیال خودبخود اس کے دل مین
آیا جس نے اسے پریشان کردیا - وہ یک بیک چونک اٹھا اور غور سے موہنا کی صورت
دیکھی یا اسکو موہنا اسکے ساتھ [illegible] تھی یا اب وہ ایک دشمن کی نگاہ سے دیکھنے لگا دلمین
بیشک! ہان کوئی شک نہین! موہنا دہرم اور اپنے دیش کی دشمن ہوگئی یہ برہمن
ضرور مسلمان ہے اسکے ذریعہ سے وہ مسلمانو تک سلام و پیام پہونچاتی ہوگی - یہ خیال
جے رام کے دل مین گذرتے جاتے تھے وہ وہ اس کے تیور کڑے ہوتے جاتے
تھے آخر اوس سے ضبط نہ ہوسکا اس نے موہنا کی دلفریب صورت اور بکھری ہوئی
زلفین دیکھ کے ایک آہ کھینچی پھر سنجیدگی کے لہجے مین کہنے لگا سنئے شاہزادی صاحب
آپکو یاد ہے کہ میرے دل مین آپکے بہت سے راز پوشیدہ ہین اور جس مشتبہ موقع کی تحقیقات
کے لئے مین آیا ہون - اس کا بھی اب پورا ثبوت ہوگیا موہنا نے یہ جملہ سنتے ہی نہایت
دشمنی اور غصہ کی نظر سے جے رام کیطرف دیکھا اور کہنے لگی تو میرے دہرم پر تہمت لگائیگا
مین صرف اس خیال سے کہ تو کبھی میرا دوست تھا درگذرتی ہون ورنہ بہت آسانی
سے تجھکو سزا مل سکتی ہے - وہ راز تیرے دل سے اوپر چڑھکے گلے تک نہ پہونچنے پائینگے

کہ موت کا پھندا تیرا کام تمام کر دیگا۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب اب ضرور ہی کہ ملکی ضرورت سے تمام راز راجہ صاحب پر ظاہر کر دون۔

موہنا۔ ہان یہ تیرا ارادہ ہی؟ کچھ پرواہ نہین جا مہاراجہ صاحب سے بیان کر دے موہنا نے اس کے بعد سر جھکا لیا اور حسرتمندی کے ساتھ کچھ سوچنے لگی اتنے مین لوگ مہاراج کرشن جی اور اوس کے دونون چیلون کو باندھکے لیچلے۔ موہنا نے اپنے استاد کو اوس ذلت سے جاتے دیکھکر جے رام سے کہا۔ اچھا لیجا بہمن کی ہتیا تجھپر جلد پڑیگی جے رام نے چند لوگون سے کہدیا کہ تم یہان ٹھرو شاہزادی موہنا جسوقت یہان سے جائے اوس کے ہمراہ جانا اور گھر تک ادب کے ساتھ پہنچانا۔ یہ کہکر جے رام [illegible] ہٹا کر دوار سے نکلکر چلا گیا۔ موہنا کچھ دیر تو سوچتی رہی آخر اپنے خیالات سے چونک کے اپنی ساڑھی سنبھالی اور اپنے محل کی طرف روانہ ہوئی وہ لوگ بھی اوس کے ساتھ چلے کہ گھر تک پہونچا آئین موہنا تو حسرتمندی کے خیالات سے باتین کرتی ہوئی ادھر گئی ادھر دوسری طرف جے رام مہاراج کرشن اور اوس کے دونون شاگردونکو لے کر اپنے گھر پر گیا وہان جاکر اوس نے لوگون سے کہا اب اسوقت تو موقع نہین ہے اور نامناسب ہے کل یہ لوگ حضور مہاراجہ صاحب کے روبرو پیش کئے جائینگے رات کو انھین احتیاط سے رکھو صبح کو جب مین حکم دون فوراً میرے ساتھ لیکر چلنا۔

بہادر راجپوت جے رام تو یہ کارروائی کرکے اپنی خوابگاہ کو [illegible] مین موہنا کی طرف سے طرح طرح کے خیالات تھے کبھی تو کہتا تھا کہ موہنا کی عداوت مجھے بہت کچھ صدمہ پہنچائے گی اور کبھی کہتا تھا کہ نہین موہنا میرا کچھ نہین کرسکتی ان ہی خیالات کے سلسلہ مین [illegible] نشہ عشق یاد آیا ایک آہ سرد [illegible] کر کہنے لگا آہ موہنا کتنی حسین کتنی خوشرو کیسی پیاری ہے افسوس میرے لئے وہ ظالم [illegible] گئی ورنہ مین اسکو اپنی بی بی نہین بناتا بلکہ دیوی تصور کرکے اسکی پرستش کرتا۔ آہ اس [illegible] میری محبت کی ذرا قدر نہ کی! انہی خیالات مین [illegible] صبح کو اوٹھکے جے رام نے اپنے ہندو رسم کے بموجب اشنان

گیا اور اوس کے بعد فوراً درباری لباس پہنکر اپنے ایک ماتحت افسر کو حکم دیا کہ مہاراج کرشن اور اوس کے ساتھ والے قیدیون کو لا کے حاضر کرو۔ وہ افسر باہر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد معہ چند راجپوتون کے واپس آیا مگر اس وضع سے کہ سب کے چہرون پہ ہوائیان اوڑ رہی تھین اور سب ندامت سے سر جھکائے ہوئے تھے۔

جے رام۔ کیون ہاون قیدیون کو نہین لائے۔

افسر۔ حضور بڑا غضب ہوگیا۔

جے رام۔ غضب کیا ہوا۔

افسر۔ وہ برہمن اور اوس کے دونون چیلے راتکو ہماری حراست سے یکایک غائب ہوگئے

جے رام۔ (غضب آلود ہوکر) غائب ہوگئے! تم لوگون نے کیسی حراست کی جو غائب ہوگئے

افسر۔ حضور رات کو آتے ہی ہم نے اون سب کو زنجیر و [illegible] کے قید کیا مگر اتفاق سے پہرہ والون کی آنکھ پچھلی رات کو لگ گئی اور صبح کو جب [illegible] تو تینون قیدی غائب تھے۔ کچھ سمجھ مین نہین آیا کیون کر وہ چلے گئے اور کہان غائب ہوگئے۔

جے رام۔ (نہایت ہی برہمی کے لہجے مین) تمھاری ان غفلتون کی وجہ سے ترک لوگ تم پر غالب ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین۔ بیشک اس شخص مین کوئی فریب کی بات ہے۔ جہان ملے اوسے ڈھونڈھ کے لاؤ۔

اتنا سنکر جے رام خاموش ہوکر سوچنے لگا۔ اوس کے دل مین خیال آیا کہ اس مین موہنا کی تو کوئی کارروائی نہین ہے مگر موہنا تو ایسے [illegible] اپنے گھر پر گئی ہے اتنی جلدی وہ کیا کارروائی کرسکی ہوگی لیکن پھر بھی اس کا [illegible] اس سر کو اوس نے ظاہر نہین کیا غور کرنے لگا کہ موہنا [illegible] کس طرح پر مہاراجہ صاحب پر ظاہر کرنا چاہیے ورنہ خوف ہے کہ موہنا راجہ صاحب کو زک دے اسی قسم کی ادنی اشارون سے ممکن ہے کہ سلطنت ہاتھ سے جاتی [illegible] جائے میرا خیال ہے کہ موہنا [illegible] اگلی ہزار [illegible] بھولی لڑکی [illegible] اس پر چلیگا۔ تو نہ راجہ صاحب کو خبر ہوگی اور نہ

کسی کو خبر ہوگی بلکہ خود موہنا کو بھی نہ معلوم ہوگیا۔ اور اجمیر شریف پر مسلمانون کا قبضہ ہوجائے گا
وہ ان ہی خیالات مین ڈوبا ہوا اوٹھا اور اس کے دل پر ان خیالات نے کچھ ایسا اثر
کیا کہ محبت وطن اور دھرم کا جوش موہنا کے اوس قدیمی عشق پر غالب آگیا جس کے
آفتاب کی کرنین اب تک اوس کے دل مین ایک گرمی پیدا کرتی رہتی تھین۔ آخر وہ اوٹھا
اور مہاراجہ کے دربار مین گیا اور سر جھکا کر خاموش کھڑا ہوگیا۔

مہاراجہ۔ جے رام تو اوس برہمن کو لے آیا؟

جے رام۔ حضور مین اوسکو شب ہی کو گرفتار کر کے لایا اور اپنے مکان مین رکھا مگر
خدا جانے کیونکر صبح ہونے سے پہلے ہی وہ میرے مکان سے غائب ہوگیا۔

مہاراجہ۔ (حیرت سے) غائب ہوگیا! کیونکر غائب ہوگیا! کیا تجھ [illegible] نکل گیا؟

جے رام۔ حفاظت پر تو دس بارہ جوان مقرر کئے تھے مگر اون سب کی آنکھ لگ
گئی اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہین۔

مہاراجہ۔ جے رام تجھے تیری جانب کوئی بدگمانی نہین ہو سکتی۔ مگر مین تجھے آئندہ
کیلئے نصیحت کرتا ہون کہ [illegible] آفت ہین اگر تیرے سپاہیون سے ایسی ہی غفلتین
ہون گی تو ان لوگون کو ہم پر غالب آنے کا بخوبی موقع ملجائے گا اچھا اوس کی جستجو
کا کوئی انتظام کیا۔

جے رام۔ سری مہاراج اپنے امکان بھر تو مین نے کوشش کی اور کرتا ہون۔

مہاراجہ۔ جے رام تجھے کچھ معلوم ہے کہ اب محمود کہان ہے سنتا ہون اوس نے
متھرا جی کو لوٹ لیا اور مندرون کو ویران کر دیا۔

جے رام۔ حضور مین نے بھی ایسا ہی سنا ہے بلکہ مجھے تو آج ایک ذریعہ سے معلوم
ہوا کہ سلطان کا ادھر آنے کا ارادہ ہے۔

مہاراجہ۔ (پریشان ہوکر) کیا معتبر ذریعہ سے تو نے سنا [illegible] پیشانی
مبدل بہ غضب ہوجاتی ہے۔ آنکھون سے چنگاریان اوڑنے لگتی ہین۔ اور تمام اہل دربار
کی طرف مخاطب ہوکر کہتا ہے۔ میرے بہادرو کیا محمود نے تم کو بودا سمجھ لیا ہے

اور تمام مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے یہ سچ ہے۔

تمام اہل دربار۔ سری مہاراج محمود کیا کر سکتا ہے اور سے آپنے نہ سمجھے ہم سب ترکون کو کاٹ کر ڈال دینگے۔ وہ اور بات تھی کہ سندھ مین چڑھکے گئے تھے اور ہمارے سپاہی اتنی دور کے سفر مین تھک گئے تھے اگر وہ یہان آئے گا تو ممکن نہین کہ وہ ہمارے ہاتھون سے صحیح وسلامت نکل جائے۔

جے رام۔ اگرچہ مین اوس موقع پر گرفتار ہوگیا تھا لیکن اگر اجمیر شریف کی پہاڑیون کے نیچے لڑائی ہوئی تو مین اپنے چھتری خون کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ جب تک ایک راجپوت بھی زندہ باقی ہے اوسکو ہمارے شہر کے کسی مکان کی صورت دیکھنا نصیب نہوگی۔

راجہ۔ مگر مجھے امید نہین کہ محمود میرے مقابلہ کا ارادہ کرے اس سے کہ سلطان میرا دوست ہے اوس نے میری پیاری بیٹی موہنا کو بڑی عزت سے اوسی طرح جا کر وہان میرے پاس بھیجدیا لیکن ہان جے رام مین تجھے حکم دیتا ہون کہ اب زیادہ ہوشیاری سے کام لے اس برہمن کے غائب ہو جانے سے مجھے اندیشہ ہوگیا ہے مسلمانون کا کوئی جاسوس نہو تعجب کی جگہ ہے کہ اتنے سخت پہرے سے کیونکر نکل گیا اجمیر شریف کے قریب کون ایسا ہے کہ جو اوس کے نکال لیجانے کا ارادہ کرتا۔ اچھا تم جاؤ اور ہوشیاری سے شہر کی حفاظت کرو جے رام کو موہنا کی شکایت کرنیکی جرأت نہوئی دل ہی دل مین سوچتا رہ گیا اور دربار برخاست ہوگیا اور لوگ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے۔

تیرہوان باب ۱۳

شادی کی چھیڑ چھاڑ

اجمیر شریف کے باہر ایک پہاڑی ہے جہان دور دور تک کوسون تک سبزہ زار چلا گیا ہے باغبان قدرت نے طرح طرح کے درخت لگا دیئے ہین جن کی تروتازگی آنکھون کو سرور بخشتی پھولون کے خوب رنگ اور ہزارون پرندے متانت کے ساتھ آزادی کی چال چلنا یہ ایسی چیزین ہین جو شاید اوس مقام کے سوا اور کسی مقام پر کم نظر آئینگی۔

اس مقام پر ایک خوشنما محل بنا ہوا ہے جس کے گرد یہ تمام قدرتی سبزہ زار ایک اعلے
درجہ کے پائین باغ کا کام دے رہے ہیں - یہ مہاراجہ اجمیر شش کا محل ہے اور
خاص محل جس میں سبھا ہوتی ہے جہاں داد خواہوں کی فریاد رسی سنی جاتی ہے خاص شہر
میں ہے علاوہ اس کے اور بھی محل ہیں جن میں رانیاں اور اکثر راجہ کے متعلقین رہا کرتے
تھے مگر یہ محل اس صحرا میں راجہ کی خاص رانی کنولا کے لئے بنایا گیا ہے جو مہاراجہ اجمیر شش
کی خاص ملکہ ہے اور جس کا اثر سلطنت پر اگر خود راجہ سے زیادہ نہیں تو برابر ہی ہے لیکن
اس رانی کے مزاج میں قدرت نے کچھ ایسا استغنا اور ایسی سادگی پیدا کردی ہے کہ اس
کو دربار داری اور دربار پر حکومت کرنے کا شوق ہے اور نہ شہر کے اندر ہی رہنا پسند کرتی
ہے اس رانی کے لئے یہ محل بنایا گیا تھا اور یہ ایک مدت سے یہیں رہتی ہیں - یوں تو راجہ اکثر
آیا کرتا تھا مگر منگل کا روز معین ہے جس روز مہاراجہ اجمیر شش شہر سے نکلکر یہاں آتا ہے
اور اس مکان میں دن بھر قیام کرتا ہے رانی شاہزادی موہنا کی ماں ہے اور اسی کے بطن
سے ایسی حسین ایسی نازنین ایسی عالی حوصلہ اور ایسی شجاع لڑکی پیدا ہوئی یہ رانی
اپنے مذاق کے موافق شہر سے ذرا فاصلہ پر رہتی ہے اور اس عالیشان محل کو رونق
دیا کرتی ہے موہنا اپنی ماں کے پاس نہیں رہتی تھی جس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اس کو ہر قسم
تعلیم پانے کی ضرورت سے اپنی زیادہ زندگی شہر میں گذارنا پڑتی تھی جہاں ہر طرح کے
پنڈت اور ہر فن کے اوستاد موجود تھے - موہنا آج اپنی ماں کنولا سے ملنے کیلئے اس
فرحت بخش مکان میں آئی ہے - رانی تو ابھی کسی ضرورت سے محل کے نیچے ہے مگر موہنا سب
اونچے برج میں بیٹھی ہوئی ہے اور قدرت کا تماشہ دیکھ رہی ہے - مرغزار کی فضا صحرا کی وسعت
دور دور پہاڑیوں کی خوشنما چوٹیوں پر چرند کا آزادی سے پھرنا اور طیور کا اڑ اڑ کر
مختلف سبز شاخوں پر بیٹھ کے چہچہانا یہ سب ایسی کیفیتیں تھیں جنہوں نے موہنا کو از خود رفتہ
کردیا موہنا دیر تک ان کیفیتوں کو بیٹھی ہوئی دیکھتی رہتی تھی - قاعدہ کی بات ہے کہ ایسا
سمان دل میں ایک بے چینی کا اثر پیدا کردیتا ہے اور دل کے تمام جذبات یک بیک ابھر
پڑتے ہیں چنانچہ موہنا کو اپنے دل کے وہ تمام واقعات جنہوں نے کسی زمانہ میں اسکو بیتاب کر رکھا تھا

اور جواب کسی قدر بہل چکے تھے خود اُبھرے ہو گئے تیر عشق کے جو زخم کبھی اوس کے سینہ پر پڑے تھے از سر نو تازہ ہو گئے یا تو بیٹھی تماشا دیکھ رہی تھی یا آہیں کھینچنے لگی اوس نے اپنے شاعرانہ اُمنگ سے کام لیا اور اس آزاد مخلوق کی طرف خطاب کر کے جو وسیع منظر میں پھیلی ہوئی تھی کہنے لگی اے چڑیو اور اے پیارے جانور تم کس اچھی حالت میں ہو آہ تمھاری اس آزادی پر مجھے حسد آتا ہے کوئل! ظاہر تو خود بھی بے چین ہوتی ہے اور مجھ کو بھی بے چین کئے دیتی ہے۔ یہ پھول! آہ کھلے جاتے ہیں مگر افسوس میرا دل مُرجھایا جاتا ہے آہ! کہاں تم یہ ہمارے دل میں کیا کیا خیالات آتے ہیں۔ نہیں ہرگز زبان سے نہ نکالو نگی۔ افسوس میں کیسی ہوتی جاتی ہوں مجھے کیا ہو گیا! موہنا ان ہی باتوں میں تھی کہ ماں آگئی۔ ماں نے بیٹی کی پیاری صورت کو محبت کی نگاہوں سے دیکھا اور کہنے لگی پیاری موہنا تو اس وقت پریشان کیوں ہے۔

موہنا: نہیں ماں میں پریشان نہیں ہوں یہی سامنے کی فضا اور اس میں چرند پرند کو اڑتے اور کلیلیں کرتے دیکھ کے انکی آزادی پر مجھے حسد معلوم ہوا۔

کنولا۔ موہنا تو بھی آزاد ہے تجھے کون کس کام سے روکتا ہے؟ بال شہر میں خود مختاری کے ساتھ رہتی ہے تیرے معاملات میں کوئی دخل نہیں دیتا۔

موہنا۔ نہیں تو میں کچھ شکایت تھوڑی ہی کرتی ہوں میں تو یہ جانتی ہوں کہ یہ جانور کس آزادی اور بے فکری سے سیر کرتے پھرتے ہیں انسان ہزار کچھ ہو ان کی آزادی کے مقابل نہیں ہو سکتا۔

کنولا۔ ہاں ہاں موہنا بیشک تیرا دل گھبراتا ہوگا۔ ہماری ہی غلطی ہے آج منگل کا دن ہے مہاراجہ آتے ہوں گے میں آج مہاراجہ سے کہونگی کہ اب جس طرح ہو میری موہنا کی شادی جلدی کر دو۔ صرف تیرے پڑھنے لکھنے اور تیرے شوق کے باقی رکھنے کیلئے ہم نے اپنی رسم کے خلاف کیا کہ تیری شادی نہیں کی۔

یہ سنکر موہنا نے شرم سے سر جھکا لیا۔

کنولا۔ ہاں ہاں میں سمجھ گئی تو یہی چاہتی ہے۔

اتنی دیر مین نقارے کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب آتے ہین رانی کنولا اٹھی کہ جا کر خندہ پیشانی سے راجہ کا خیر مقدم ادا کرے چلتے وقت اپنی بیٹی سے کہنے لگی موہنا چل تو بھی باپ کے پاس چل کے بیٹھ۔ دنیا مین تجھ سے زیادہ انھین کسی کے ساتھ محبت نہین ہے تیری صورت دیکھ کے وہ خوش ہو جاتے ہین۔

موہنا۔ اچھا اماں جی چلتی ہون۔ یہ کہکر وہ بھی اوٹھ کھڑی ہوئی اور ماں اور بیٹی دونون کوٹھون کے نیچے اوترنے لگین وہ کمرہ جس مین آ کر راجہ صاحب ٹھہرے تھے۔ قدیم مذاق پر نہایت عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تھا۔ دیوارون پر جابجا دیوتاؤن اور دیویون کی مبارک اور دلفریب تصویرین لگی ہوئی تھین جن کی صناعی مین وسط ہند کے اعلےٰ کاریگرون نے اپنی دستکاری کے جوہر کے ساتھ اپنا مذہبی جوش دکھایا تھا رامچندر جی اور سیتا جی کی تصویرین رانی کو وفاشعاری کا سبق دیتی تھین اور راجہ کو راست بازی کا اور دوسری طرف کرشن اور رادہے کا جیکا جلوہ دونون کے دلون مین عشق و محبت کو ترقی دیتا تھا خصوصاً اس صورت مین جبکہ ان تصویرون پر ادب کی نگاہین پڑتی تھین اور روز صبح اوٹھ کے مذہبی طور پر ان کے آگے سر نیاز جھکایا جاتا تھا اور ان کی پرستش کے ذریعہ سے کسی قادر و توانا کی ہستی کا رعب دلون پر پیدا کر لیا جاتا تھا اس کے علاوہ کمرہ مین وہی تمام مشرقی پرانا فرنیچر تھا جو آجکل چاہے کتنا ہی برا معلوم ہو مگر اوس سادگی کے عہد کے نہایت ہی مناسب تھا۔ مہارانی کنولا اور راجکنواری موہنا دونون منتظر کھڑی تھین کہ مہاراجہ صاحب آئے رانی نے شوہر پرستی کے آئین دکھا کر اور شاہزادی نے سعادتمندی کی ادائین ظاہر کر کے راجہ کو بٹھایا اور آپ سامنے ادب سے بیٹھ گئین جب معمولی مزاج پرسی کے بعد راجہ اپنی لڑکی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ موہنا یہان کب آئین"

موہنا۔ مہاراج مجھے آئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی۔

رانی۔ آپ کچھ خبر نہین لیتے اور میری موہنا گھبراتی ہے۔

راجہ۔ گھبرانے کی کون بات ہے۔ موہنا کیا تجھے کسی بات کی فکر ہے۔

موہنا۔ [illegible] مجھے کسی بات کی فکر نہین ہے آپ کے اقبال سے میری آرزو پوری ہو جاتی ہے

راجہ - پھر گھبرا کس بات کا۔

رانی - میں بیان کرونگی۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ لڑکی بے شرمی اختیار کرکے صاف صاف کہدے۔ رانی کے اس جملہ نے موہنا کو شرمندگی کی وجہ سے پسینے پسینے کردیا اوس نے سر جھکالیا اور گویا کمرے میں کوئی اس کو دیکھتا ہی نہ تھا۔ پھر بھی شرم نہیں مانتی اسلئے کہ راجہ صاحب سامنے بیٹھے تھے اور باپ کے سامنے ان سے ایسی شرم دلانے والی بات چھیڑدی آخر جب کسی طرح قرار نہ آیا اوس نے ماں کی اوٹ سے سر جھکائے ہوئے اوٹھی اور اوس کمرہ سے نکل کے چلی گئی

موہنا کے جانے کے بعد رانی نے راجہ سے کہا۔ موہنا اچھی خاصی جوان ہے کمسنی میں جو بیاہ نہ کیا تو اب بھی نہ کیجئے گا۔

راجہ - ہاں اس کا مجھے اکثر خیال رہتا ہے مگر کیا کروں تم جانتی ہو میرے اور کوئی بیٹا نہیں ہے جو کچھ ہے یہی ہے کسی ایسے شخص کو میں اپنے بعد تخت پر بٹھانا چاہتا ہوں جس کے ساتھ اس کا بیاہ ہوجائے میں نے جے رام کو تجویز کیا تھا وہ بہادر بھی ہے اور لائق بھی ہے علم و فضل میں بھی اجمیر شریف کے لوگ اوس کی تعریف کرتے ہیں مگر موہنا کو شاید دل سے پسند نہیں ہے کہا نہیں کیا بات ہے۔

رانی - یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ موہنا جے رام کو ناپسند کرتی ہے ہندوستان کے بہت سے راج کنواروں کو میری موہنا کی تمنا ہے۔ مگر میں بھی آپ ہی کی طرح سے جے رام کو پسند کرتی ہوں۔

راجہ - میرے اور تمھارے پسند کرنے سے کیا واسطہ خود موہنا کی بھی تو پسند ہو۔

رانی - موہنا آپکی تجویز کے خلاف کریگی اور آپکو اختیار ہے۔

راجہ - نہیں موہنا پڑھی لکھی اور ہوشیار ہے ایسی لڑکیوں میں نہیں جو ماں باپ کی تابعداری خواہ اپنی خوشی ہو یا نہو کرلیا کرتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ میں بھی چاہتا کہ کسی بات میں اوس کی طبیعت کے خلاف ہو تم اپنے طور پر اوس سے دریافت کرنا اگر وہ راضی ہو تو میں بھی شادی کردونگا۔

رانی - کوئی بات نہیں آپ انتظام کیجئے میں وعدہ کرتی ہون کہ ضرور راضی کرونگی

راجہ - لیکن یہ نہیں کہ اوس کی طبیعت کے خلاف ہو۔

رانی - نہین یہ نہوگا۔

راجہ - اچھا تو اب ادھر جاؤ میں منتریون کو بلواؤن گا۔ آجکل مسلمانوں کی لڑائیون نے مجھے فکر مین ڈال رکھا ہے مشہور ہے کہ محمود کا ادھر آنے کا ارادہ ہے اگر وہ آگیا تو بڑی خرابی ہوگی اور یہ ممکن نہین کہ جب تک مین زندہ ہون وہ اجمیر شہر کے اندر قدم رکھہ سکے مگر اس بات کا افسوس ہے کہ میرے بہت سے سپاہی جان سے مارے جاوین گے۔ رانی یہ سن کے گھبرا گئی اور پوچھنے لگی پھر تو اب کیا کیا جائیگا۔

راجہ - گھبرانے کی کوئی بات نہین ہم لوگون کا یہی کام ہے۔ اچھا تو اب جاؤ مین اپنے وزیر کو بلواتا ہون۔ رانی اوٹھکر بیدلی سے اور سست سست قدم اوٹھاتی ہوئی چلی گئی اور راجہ نے وزیرون کو بلوا بھیجا وزیرون نے حاضر ہوکر نہایت ادب سے راجہ کو ڈنڈوت کی اور اپنے قرینے مرتبہ کے موافق بیٹھ گئے۔

راجہ - کہو اجمیر تو بالکل اچھا ہے۔

ایک وزیر - مہاراج کی دیا سے سب طرح امن ہے۔ وہان محمود کے آنیکی خبر جب سے شہر مین مشہور ہوئی ہے اوس وقت سے لوگ بہت پریشان ہین۔

راجہ - تو کیا یہ خبر صحیح ہے کہ محمود ادھر آئے گا۔

وزیر - سری مہاراج یہ تو بالکل سچ معلوم ہوتی ہے کہ آج (ایک طرف اشارہ کرکے - جو دور ادب سے کھڑا ہوا تھا) یہ متھرا جی سے درشن کرکے آئے ہین اون کی زبانی ایک نئی خبر معلوم ہوتی ہے۔

راجہ - وہ کیا؟

وزیر - مہاراج خود ان ہی کی زبانی سنئے۔

راجہ (اوس افسر سے) ہان بیان کرو۔

افسر (ڈنڈوت کرکے) سری مہاراج دلّی کے راجہ نے [illegible] آپ کے بچانیکو

بھیجی تھی وہ فوج جب پہنچی جب محمود تمام ہندوستان کو برباد کر چکا تھا مگر فوج جب پہنچی تو محمود کی فوج سے اور اس سے متھرا جی کے ادھر دس کوس پر لڑائی ہوئی۔

افسر۔ بہت دیر تک تلوار چلا کی۔ دلی راج کے بڑے بڑے سورما رن چھوڑ مارے گئے اور آخر محمود کی فتح ہوئی۔ مگر مشہور ہے کہ سلطان کو ایک سردار کے مارے جانے کا ایسا صدمہ ہوا کہ فتح کی خوشی بالکل نہیں ہوئی بلکہ اوس کا ارادہ ہے کہ اوس مسرت کے عوض تمام ہندو راجاؤں کو تباہ کرے۔

راجہ۔ (طیش میں آکر) وہ کیا کر سکتا ہے دلی کے لوگ بھاگ گئے ہوں گے میرے سورما ایسے نہیں ہیں جو رن کے میدان میں بغیر فتح کئے زندہ چلے آئیں ہاں یہ بھی سنا کہ سلطان کا کون افسر مارا گیا۔

راجہ۔ عبداللہ۔

افسر۔ نہیں حضور۔

راجہ۔ التونتاش۔

افسر۔ (غور کر کے) یہ بھی نہیں مہاراج۔

راجہ۔ منصور۔

افسر۔ ہاں حضور منصور۔ منصور!!۔

راجہ۔ (چونک کر) منصور مارا گیا! اگر ایسا ہے تو محمود کا بڑا نقصان ہوا مجھے یقین نہیں

افسر۔ مہاراج منصور ہی مارا گیا۔ مجھے خوب یاد ہے تقریر یہیں تک ہوئی تھی کہ اندر سے یکایک چیخ کی آواز آئی جس سے تمام اہل دربار چونک پڑے۔

راجہ۔ (پریشان ہو کر) یہ کیسی آواز تھی۔ راجہ کو یہ جملہ کہتے ہی خیال آگیا کہ یہ آواز موہنا کی۔ مگر موہنا کو کیا ہوا جو یوں چلا اوٹھی۔ اس خیال نے یہاں تک بیتاب کیا کہ دربار سے اوٹھ کر اندر گیا وہاں جا کر دیکھتا ہے کہ موہنا متاسف ہو کر ناتوان بیٹھی ہوئی ہے رانی کی خواصیں چاروں طرف گھیرے ہوئے ہیں خود رانی کھڑی ہے اور بار بار پوچھ رہی ہے کہ موہنا تجھے کیا ہوا جو چیخ اوٹھی مگر موہنا کسی طرح

جواب نہین دیتی تھی راجہ اجمیر شن موہنا کے پاس گیا جس کے استقبال کے لئے وہ نہایت کم قوتی کی اداسے اوٹھ کھڑی ہوئی -

راجہ - موہنا تیرے دل پر کیا صدمہ گذرا جو اس قدر بیتاب ہو گئی - موہنا پہلے تو ساکت رہی مگر راجہ کے اصرار سے کہنے لگی - مہاراج مین منصور کو جانتی ہون اوس نے میری گرفتاری کے زمانہ مین میرے ساتھ بڑی ہمدردی کی تھی وہ اپنے بادشاہ کا وفادار اور شریف کا قدردان تھا اوس نے جتنے شریف راجپوت قید ہوئے تھے سب کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اوس کے مرنیکی خبر سنکر مجھے اوس کی تمام ہمدردیان یاد آگئین -

راجہ - ہان مجھے بھی اوس کے مارے جانیکا افسوس ہوا مگر موہنا جس نے تیرے ساتھ اچھا سلوک کیا مین اسکا ہمیشہ ممنون رہونگا مگر اب تو اپنے دلکو تسلی اور دلاسا دے -

موہنا - ہان خواہ مخواہ صبر کرونگی مگر مجھے یہ امر قدرتون نہ بھولے گا !!

راجہ - موہنا اگر تیرا کوئی عزیز مرجاتا تو کیا صبر نہ کرتی -

موہنا - مہاراج میرا دل ایسے معاملات مین بہت ہی نرم ہو رہین ہی اگر کسی پر ظلم ہونیکی خبر سن پاتی ہون تو بے اختیار دل بھر آتا ہے مگر آپ کے فرمانے سے مجھے انکار نہین - صبر کرونگی تو کیا کرونگی -

اس کے بعد راجہ نے تسلی اور تشفی کے لئے اور بہت سے کلمات کہے اور باہر دربار مین چلا آیا تمام افسران فوج نے شاہی آداب سے سلام کیا - مہاراجہ صاحب نے بیٹھتے ہی پھر محمود غزنوی کے خیالات اور اسکے ارادون پر بحث شروع کی -

راجہ - اب تو یہ خبر ٹھیک ٹھیک معلوم ہو گئی کہ محمود کا ارادہ ادھر آنیکا ہے ہم کو فوج مرتب کرکے تمام شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دینا چاہیئے -

وزیر - مہاراج کے اقبال سے سب انتظام ہو جائیگا مگر حضور کو اب یہ انتظام کر دینا چاہئے کہ فوج جابجا قائم کر دیجائے اور جن جن افسرون کو حضور جن جن کامون کے لئے تجویز فرمائین وہ کام اون کو بتائے جائین - یہ مشہور ہے کہ محمود ... مہاراج کرنیکا عادی ہے خوف ہے کہ اپنی عادت کے موافق وہ ہمارے شہر پر یکا یک نہ آ جائے

راجہ - ہان یہ انتظام تو آج ہی شہر مین چلکر کیے دیتا ہون مگر بہتر ہو کہ ہماری فوج کے آگے بڑھکر مقابلہ کرے یہ نامردی ہے کہ اوس کے مقابلہ کو ہم نہ نکلین شہر مین چھپ کے بیٹھ رہین میرے سورما اور بہادر محمود کے ساتھیون سے زیادہ رن کے مشتاق ہین

وزیر - حضور اگر ایسا ہی انتظام کرنا ہے تو آپ اسیوقت شہر مین تشریف لیچلئے اور سب باتون کا اہتمام کر دیجئے -

راجہ - مین ابھی چلتا ہون - اس کے بعد روانگی کا سامان ہوتا ہے اور راجہ اپنی رانی کنولا اور اپنی راج دلاری موہنا کو تسلی دیکر رخصت کرتا ہے اور اجمیر شریف کی طرف روانہ ہوتا ہے -

چودھوان باب [۱۴]

نیا سید پہاڑ پر نیا رنگ

اجمیر شریف کے شمال جانب جو پہاڑون کا سلسلہ جاتا ہے اوس مین آبادی کا بالکل نام و نشان نہیں صحرائی اور بادیہ نشین قومین جو اگلے عہد مین اکثر کہی جاتی تھین اور جو اپنے پیشہ کے بطور تاخت و تاراج کرتی رہتی تھین اون مین سے اکثر لوگ جا بجا گھاٹیون اور درّون مین نظر آجایا کرتے تھے ان دنون وہ پہاڑ نہایت خوفناک تھے اور ان ہی کی وجہ سے زمانہ سابق مین سفر ایک نہایت ہی دشوار چیز تصور کیا جاتا تھا لیکن ایسا شخص کہ جس کے پاس سوا اپنے کم قیمت جان کے اور کوئی دنیاوی دولت نہ ہو جس کو آوارہ گرد اور کوہستانی وحشی طمع کی نگاہ سے نہ دیکھین اون مقامات مین جائے تو اپنے دل سے ان مقامات سے بہت کچھ فایدہ حاصل کر سکتا ہے اس لئے کہ قدرت نے ایسے مقامات مین پہاڑ بنا کے اور جابر اور قزاق پیدا کئے ہین وہان ہر شخص کو پوری آزادی بھی دیدی تھی ان کے لہلہاتے سبزہ زارون اور بہتے ہوئے آبشارون کے ہر نکلنے والے بلکہ افکار دنیاوی کے ستائے ہوئے کے لئے بہت کچھ سامان تفریح فراہم کر رکھا ہے اگر ایسے مقام مین وہ لوگ جن کو دنیا نے تنگ کر کے آبادی سے نکال دیا ہو آکر سکونت پذیر

ہو جاتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ یہان ایک پہاڑی کے دامن مین ایک چھوٹا سا جھونپڑا
پڑا ہے اوس جھونپڑے مین چند آدمی [illegible] جنگلی زندگی [illegible] اسباب صحرائی
قومون کی سی نہین ہے یہ سب جوگی نظر آتے ہین۔ پانچ چھ آدمی ہین جن مین ایک آدمی تو
سن رسیدہ اور تجربہ کار معلوم ہوتا ہے باقی سب نوعمر لڑکے ہین زرد کفنیان لڑکون کے
گلون مین ہین۔ بال سب کے خاک آلودہ ہین بھورے ہین سرخی مائل جیسے [illegible] مگر
ان لوگون نے سر پر جوڑے باندھ لیے ہین اور بھبوت جو استعمال سے زیادہ تمام بدن
پر ملگیا ہے اوس نے کسی کے گورے کالے کا فرق باقی نہین رکھا سب گورے اور ایک ہی رنگ
کے ہین صحرانشین جوگیون کے جھونپڑے کے ارد گرد ایک چھوٹا سا باغ ضرور [illegible] کچھ
کچھ تو مذہبی مقدس [illegible] باقی [illegible] درختون کے جھنڈ پیدا کرکے
کوشش کی جاتی ہے کہ آزاد طبع و نغمہ سرا طیور یہان آکر بیٹھین اور نغمہ سرائی کرین مگر
اس جھونپڑے کے گرد اس قسم کا کوئی سامان نہین ہے وہی معمولی درہ ہے جس پر وحشت
برس رہی ہے اور وہی جنگل ہے جس مین بالکل کسی قسم کی کاٹ چھانٹ نہین ہوتی ہم کو تو
اس جھونپڑے کے رہنے والے بھی نظر آئے [illegible] جھونپڑے کے
اندر ہی گذرتا ہے مگر اس وقت [illegible] لوگون کے دل پر اس پر فضا مقام کی دلچسپیون کا خدا
جانے کیسا جادو چل گیا کہ اپنی ٹوٹی ہوئی منڈیا سے باہر نکلکر بیٹھے [illegible] قدرت خدا
کا تماشہ دیکھ رہے ہین۔ ناگہان ان مین سے ایک نوعمر جوگی اپنے سن رسیدہ ساتھی
کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا گرو جی اگر اجازت ہو تو ذرا ایک تان اوڑاؤن"

گرو۔ بچہ اس بن مین کوئی اور ہوگا تو تیری آواز سنکر دوڑا آئے گا اور ابتو ہمین دنیا
دارون کی صحبت اچھی معلوم نہین ہوتی"

چیلا۔ کوئی آئیگا تو کیا کرے گا مین تو گرو جی کوئی چیز الاپتا ہون

گرو۔ اگر تیرا ایسا ہی جی چاہتا ہے تو گا مین بھی سنون گا۔

نوجوان نے بہت عمدہ آواز [illegible] اسکی لمبی لمبی تانین [illegible] ہوا مین گونجنے
لگین سوا نغمہ طیور کے اور کسی قسم کے نغمات تحمل کرنے کی عادت [illegible] اسی وجہ سے شاید

کو سنتا نہیں ہوا پانی کا ایسا اثر ظاہر کرتا ہو کہ [illegible] سے چوٹیاں جھکاتی ہیں - غرض

تمام مقامات میں ایک سناٹا پیدا ہو گیا ان لوگوں کی وضع بتا رہی تھی کہ صوفی مشرب لوگ
ہیں اون کے دل میں مجازی اور دنیاوی عشق کا شبہہ کم ہے بلکہ سچا عشق الٰہی اونکے دلوں
میں جلوہ افگن ہے جس کی وجہ سے [illegible] اور اپنے خیالات ظاہر
کرتے ہیں مگر مقصود اصلی ان الفاظ سے وہی قادر مطلق ہوتا ہے جسکی کرشمہ نمائیاں ساری
دنیا میں حد کے ساتھ ایک نئی دلچسپی پیدا کر رہی ہے - یہ نوعمر جوگی جس نئی چیز کو گا رہا
ہے وہ اس عہد کے ہندوستانی زبان میں تھی - جسکا اعادہ اب اس لئے بیکار ہے کہ
سمجھنے والے نہیں ہاں ہم اتنا بتائے دیتے ہیں کہ اوس کے ہر لفظ سے پُرجوش عشق
کے وہ جذبات ظاہر ہوتے ہیں جو صحرائی اور کوہستانی مقامات کے مناسب ہیں
سن رسیدہ جوگی نے پہلے کچھ دیر تو اس خوش گلوئی کی تعریف کی لیکن چند ہی منٹ
کے بعد پھر اس پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ اپنے اختیار سے باہر ہو گیا -

ناگاہ سامنے کے درے سے ایک شخص نمودار ہوا لطف یہ کہ یہ شخص بھی ان ہی
لوگوں کی وضع میں ہے - زرد کفنی اوس کے بھی گلے میں ہے اور بھبھوت کا پوڈر اوس کے
چہرے پر ایسا کھل رہا ہے کہ نگاہیں اوس کے چہرے پر اطمینان سے ٹھہر نہیں سکتی ہیں
یہ شخص جو شاید ایک بنا ہوا جوگی ہے اس نوعمر جوگی کی آواز سنتے ہی نہایت ذوق
وشوق سے جلد جلد قدم اوٹھاتا ہوا بے اختیاری کی رفتار میں غیر مسطح اور اونچی
اونچی چٹانوں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا اور ان لوگوں کے قریب ایک حیرتناک سکوت
کے خاموش کھڑا ہو گیا - نوعمر جوگی نے کچھ دیر میں اپنی باتیں موقوف کیں اور اس آنیوالے
کی صورت دیکھنے لگا ضعیف العمر بھی اب اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا - بچہ تو
مجھے ابھی بہت کم سیانا معلوم ہوتا ہے جنگل میں اکیلا کیوں مارا مارا پھرتا ہے اگر کچھ عذر نہو تو آؤ اور ہمارے پاس بیٹھو

نووارد - صاحب میں آپکے چیلہ کی آواز سنکر یہاں چلا آیا - میں ایک گاؤں کا
رہنے والا [illegible] ہوں اور متھرا جی کے درشن کو جاتا ہوں -

گرو - آجکل تو متھرا جی کے درشن کو جائے گا! تو نے سنا بھی ہے کہ [illegible]

اور سارے مندروں پر [illegible] قبضہ کر لیا اور جو ہندو ادھر نکلتا ہے اوسکو قید کر کے مار ڈالتے ہیں۔

نووارد- جوگیوں سے کوئی نہیں بولتا مجھے مار ڈالیں گے تو [illegible]"

گرو- بتا تو نے یہ جوگ کیوں سادہا ہے اور اب یہاں کیوں آیا ہے تو کچھ دیر ہمارے پاس بیٹھ- نیا آنیوالا جوگی یہ سنکر اون کے پاس بیٹھ گیا مگر سب سے الگ بیٹھا یہاں جتنے جوگی بیٹھے ہوئے تھے سب کی نگاہیں تیز پڑ رہی تھیں مگر وہ اپنی آنکھیں نیچے کئے ہوئے تھا سن رسیدہ فقیر دیر تک اوسکی صورت دیکھنے کے بعد بولا تو کیا بچہ یہاں کہیں ٹھیرا ہوا تھا یا راستہ چلا آتا تھا۔

نووارد- میں نے تو ارادہ کیا ہے کہ جبتک متھرا جی نہ پہونچونگا۔ کہیں نہ ٹھہروں گا۔

جوگی- تو ابھی دو چار روز نہیں ٹھیر جا میں نے سنا ہے کہ ترکوں کی فوج اجمیر شریف پر چڑھائی کرنے کے لئے آرہی ہے آج ہی کل میں وہ یہاں آجائیگی اور ادھر ہی سے ہو کر نکلے گی اگر راستہ میں اون لوگوں نے تجھے دیکھ لیا تو قید کر کے تیرے ساتھ بہت برا سلوک کریں گے۔

نووارد- نہیں میں ان لوگوں سے نہیں ڈرتا کل میں اجمیر شریف میں تھا وہاں بڑی بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں [illegible] انکے پہرے ہر طرف پھرے ہیں اور لوگوں کی آمد و رفت بالکل بند ہے [illegible] وہاں جوگیوں [illegible] فقیروں کی بہت روک ٹوک ہے اس دیس میں ہمیشہ لڑائی ہوئی اور بڑے بڑے فساد ہوئے مگر فقیروں پر ایسی بیداد کبھی نہوئی جیسے اب کیجاتی ہے

جوگی- ہاں بچہ [illegible] لڑائی کیلئے وہ اچھی طرح تیار ہیں۔

نووارد- ہاں وہ لڑائی کے واسطے بخوبی آمادہ ہیں فوجیں تیار ہیں دیکھئے لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے

جوگی- مجھے یہ سنکر تعجب ہوتا ہے کہ اجمیر شریف میں اب جوگی اور فقیر روکے جاتے ہیں

نووارد- میں نے سنا ہے کہ کوئی مسلمان جوگیوں کے بھیس میں وہاں آیا تھا جو کسی مندر میں بہت دنوں تک [illegible] اور ان کو سب دیکھ بھالکی خبریں ترکوں کو لکھتا رہا۔

جوگی- [illegible] کے خلاف ہے۔

نووارد- اچھا تو گرو جی اب اپنے چیلہ کو حکم دیجئے کہ پھر کوئی [illegible]

[illegible] نکلا آیا [illegible] مجھے [illegible] کیا کام تھا [illegible] اکی تمام باتیں چھوڑ چکا

اور چاہتا ہون کہ متھرا جی ہو کر جتنک پراگ اور کاشی جی کے درشن نکرلون گا کوئی کام نکرونگا۔

جوگی - بچہ اگر تجھے گانا سننے کا ایسا ہی شوق ہی تو دو چار روز اس جھونپڑے مین ٹھہر ہم لوگونکی صحبت مین تجھے زیادہ تکلیف نہوگی۔ میرے یہ چیلے تیری خدمت کرین گے جب تیرے گا گانا سناوین گے "

نووارد - نہین مین یہان نہین ٹھہرونگا سبب مجھے ڈر ہی کہ ترک لوگ اجمیر شریف کو گھیر لینگے تو اُس کے سپاہیونکی وجہ سے یہان اطمینان سے بیٹھنا دشوار ہوجائیگا۔ یون وہ پکڑ کر مار ڈالین اوس کا مجھے بالکل ڈر نہین۔ ہان ڈر ہی تو اسبات کا کہ سبب آنا دن اور اطمینان مین فرق آجائیگا

جوگی - اگر یہی ہے تو جب ترک آئین تو چلا جانا "

نووارد - نہین مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا اب سیدھا متھرا جی جاؤنگا۔ مگر بہتر ہو کہ میری آرزو کے موافق آپ اپنے چیلے کو گانے کا حکم دیجئے "

یہ سنکر جوگی نے اشارہ کیا اور نوعمر جوگی جو بیشتر اپنی نہایت نازک اور مہین اور سُریلی آواز مین گا رہا تھا پھر گانے لگا اس مرتبہ چونکہ ذرا دیر ٹھہرنے کے بعد اوس نے گانا شروع کیا تھا لہذا اوسکی آواز مین کچھ تیزی اور تھا۔ آواز کھلے میدان مین دور تک جاتی تھی اور اُدھر پہاڑیون سے ٹکرا ٹکرا کے گونج اوٹھتی تھی سن رسیدہ جوگی اور اوس کے تمام چیلون اور خصوص اوس نئے آنیوالے نوعمر اور تارک الدنیا مہمان پر ایک عجیب از خود رفتگی طاری تھی نیا آنے والا کچھ دیر تو صبر کئے بیٹھا رہا مگر آخر اس سے صبر نہو سکا زار و قطار رونے لگا اور اوس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے آخر وہ چیخ مار کر اوٹھ کھڑا ہوا۔ اس آواز کو سنکر سب چونک پڑے اور اوس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے لیکن اوس نے اوسکا خیال بھی نکیا سیدھا روانہ ہوا اور جنگل کی راہ لی گانے والے نے بھی اپنی آواز بند کی اور گھبرا کر دیکھنے لگا کہ اوس کی آواز نے کیا خوفناک اثر پیدا کیا سن رسیدہ جوگی بھی اب سنبھلا اوٹھ کے دوڑا اور اس نئے وحشت زدہ مہمان کو روکنے لگا۔ مگر اوس نے ایک نہ مانی اور جھٹکے دیکر ہاتھ چھڑا لیا ایک پہاڑی کے درہ مین چلا گیا اور چند ہی منٹ مین نگاہ سے غائب ہو گیا۔ اس جھونپڑے کے رہنے والے سب [illegible]

[illegible] سوچ رہے تھے کہ یہ کون شخص تھا اور کیونکر آیا اور کیون اس قدر اور رفتار سب سے
چلا گیا - کچھ دیر غور کر کے سن رسیدہ جوگی بولا اوس کی چیخ سے ہمارے کلیجے پھٹ گئے اور
ہمارے دلون مین ناسور پڑ گئے معلوم نہین کون دکھی اور قسمت کا ستایا تھا -

ایک نوعمر جوگی - گرو جی اور ابھی بالکل بچہ ہے کسی [illegible] افسوس ہی
ہے کہ اس پر کون ایسی آفت آئی جو یون جوگی کا بھیس کر کے گھر سے نکل کھڑا ہوا یہان
یہ ایک باتین کر رہے تھے کہ فوجی باجے بجنے کی آوازین آئین - فرانگی جیب آواز تھائے
[illegible] رعب دار آوازون کے سنتے ہی اپنے جھونپڑے دلون مین گھس گئے اندر جا کر گرو
[illegible] خیر جو کچھ ہوا - اوس کا حال اب بہت جلد کھلجائیگا کہ یہ کسکی فوج ہے بچہ کھانے کے
لئے کچھ ہو تو لاؤ - جنگل کے ساگ پات جو ایک الپنیا فقرا کی [illegible] مین ایک
چیلے نے آکر سامنے رکھدیں - گرو اپنے چیلون کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا پہلے
لاؤ ہم اپنے مہمان کو کھلائین اوس کے بعد ہم سب کھائین گے -

چیلا - جی ہان گرو جی ہم بھی یہی چاہتے ہین -

ایک نوعمر جوگی - اوٹھ کر جھونپڑے کے کونے مین ایک [illegible] صندوق رکھا
ہوا تھا اوس کے قریب بیٹھ گیا - صندوق مین ایک بڑا سا قفل لگا ہوا تھا اوس نے اپنی
کفنی کی جیب سے کنجی نکالی [illegible] آپکے حکم کی تعمیل کرتا ہون -

گرو - ہان ہان کھولو سب جوگیون نے صندوق گھیر لیا اوس [illegible] نے زنجیر
کھول کے صندوق کے اوپر کا پٹرا اوٹھایا - اور کہنے لگا صاحب اوٹھئے کچھ کھانا کھا لیجئے -
صندوق مین سے ایک شخص نے اول سر نکالا پھر اوٹھکر باہر آیا یہ ایک نوعمر آدمی تھا
اور بہت [illegible] ہو رہا تھا سب کی تاکید سے یہ صندوق کے باہر نکلا کھانا کھانے [illegible]
اوس کے رو برو رکھدی گئین بعض اوس نے اونکو خدا کا شکر کر کے کھایا - لیکن کھاتا
جاتا تھا اور آنسو آنکھون سے جاری تھے - ایک [illegible] جوگی اوس کی طرف متوجہ ہو کر
کہنے لگا - آپ کو اس طرح رونا نہ چاہئے ہان ہان آپ قید [illegible] ہین مگر آپ [illegible] سوا قید کے
[illegible] رنج نہ کیجئے -

شخص - نہین اب تو مین کسی دلی صدمہ کی وجہ سے نہین روتا ہون - ان ذلتون مین رہتے رہتے کچھ رونے کی عادت سی ہو گئی ہے اب میرا رونا اور ہنسنا دونون بیکار ہین -

گرو - تو اب کہانا پینے سے جلدی فراغت کر لیجئے تو جس یہان گرد اور تری ہو تی ہے کہانا کہا کر پھر اپنے صندوق مین چلے جایئے -

شخص - بہتر جو حکم آپ کا ہو مین فوراً بجا لاؤنگا -

گرو - (اپنے چیلون سے) مہمان کے لئے پانی تو لے آؤ -

اس قدر کہا تھا کہ جھونپڑے کے دروازہ کو کسی نے نہایت زور سے کھٹکھٹایا - تینون آدمی خوف سے کانپ اٹھے اور پھر گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کیا دیکھتے ہین کہ وہی نوعمر اور خوبصورت جوگی جو ابھی چیخ مار کر چلا اٹھا تھا اور بیہوش ہو گیا تھا بدحواس ہو کر ڈرا اور سہما ہوا آیا اور گرو جی کے پاؤن پر گر پڑا اور نہایت ہی خوف کی آواز سے بولا گرو جی مجھے بچا لیجئے - نیا آنیوالا جوگی اوٹھ کے بیٹھا تو اوس کی نظر اوس شخص پر گئی جو صندوق کے قریب بیٹھا کہانا کہا رہا تھا دیکھتے ہی بدحواس ہو گیا اور اوس کے چہرے پر خوف برسنے لگا - اگرچہ وہ شخص بھی کہانا بھول گیا تھا اور بڑی توجہ سے جھونپڑے کی نئی مہمان کو غور سے دیکھ رہا تھا لیکن اس پر ایسی حیرت نہین طاری تھی - اور گرو ان دونون کا یہ حال دیکھ کر اور چونکے مگر جب انہون نے اپنے تازہ مہمان کو اس خوف زدگی کے ساتھ پناہ مانگتے دیکھا تو وہ گھبرائے اور متفکر ہوئے کہ کس شخص نے اس پر ظلم کیا اور کس کے خوف سے یہان بھاگ کے آیا ہے - انکے قیدی اور نوجوان پناہ گزین سے آنکھون ہی آنکھون مین جو باتین ہوئیں انکی طرف انکا خیال بھی متوجہ نہ ہوا گرو نے پھر اوس سے سوال کیا کہ بتا بچہ تجھپر کس پاپی نے ظلم کیا - اور اس سوال کے ساتھ ہی اوسے جھونپڑے کے باہر کچھ کھٹکا معلوم ہوا اوس نے اپنے چیلون کو حکم دیا کہ قیدی کو جلد صندوق مین بند کر دو اور جھونپڑے کے باہر نکلکر دیکھا تو معلوم ہوا ہے کہ کئی مسلمان سپاہی مسلح کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ ابھی جو جوگی تمہارے جھونپڑے مین گھسا ہے اس کو ہمارے سپرد کر دو - ورنہ ہم خود گھس کر گرفتار کر لین گے -

جوگی - تمھارے دھرم مین جوگیون کا ستانا منع نہین ہے -

ایک سپاہی - جوگی جی ہم کسی کو ستانا نہین چاہتے - لیکن جب خود کوئی شخص ہماری مخالفت کرتا ہے تو ہم اوس کے دشمن ہوجاتے ہین اب مناسب یہی ہے کہ وہ شخص جو تمھارے جھونپڑے مین چھپا بیٹھا ہے نکالدو -

جوگی - وہ میرا ایک چیلا ہے اور میرے پاس ہمیشہ رہا کرتا ہے تمھارا اوس نے کیا بگاڑا ہے جو اوس کو قید کرتے ہو -

سپاہی - ہمارے سردار نے [illegible] اور حکم دیا کہ اس کو پکڑ لاؤ ہم کو اپنی طرف آتے دیکھکر وہ تمھارے یہان گھس رہا "

جوگی - اچھا تو تم اوس کے بدلے مجھے لیچلو - اگر تمھارے سردار کا کوئی کام ہوگا تو وہ اس کی بہ نسبت مجھسے زیادہ نکلے گا "

یہ سنکر مسلمان سپاہی آپس مین مشورہ کرنے لگے اور آخر یہی قرار پایا کہ اوس بوڑھے جوگی کو اپنے سردار کے پاس لے چلین جوگی بغیر اسکے کہ جھونپڑے کے اندر جاکر کسی سے کچھ کہے ان کے ہمراہ روانہ [illegible] ون نے اسے لیجاکر سلطان محمود غزنوی کی فوجون کے درمیان کھڑا کردیا جو متھرا سے جنوب کی طرف لوٹتی مارتی چلی آتی تھین - عساکر سلطانی کا ایک معمر اور توانا شخص جو غالباً کوئی معزز حیثیت رکھتا ہوگا اور جس نے وفاداری کے ساتھ سلطان کے ساتھ رہا [illegible] ہندوستان کا سفر کیا تھا اور جو یہاں ملک کی زبان سے بھی کسیقدر واقف ہوگیا تھا جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور ٹوٹی پھوٹی ہندی مین کہنے لگا تم یہان پہاڑیون مین کیون [illegible] پڑے رہتے ہو -

جوگی - ہم لوگ فقیر اور جوگی [illegible] آبادی مین گذارا نہین ہوتا اور نہ ہم وہان پوری طرح اپنا جوگ سادہ سکتے ہین اسی وجہ سے ہم نے شہرونکو چھوڑکے جنگل اور پہاڑون مین رہنا شروع کیا ہے -

افسر - حیرت سے) تم یہین رہتے [illegible] جتنی جانورونکا مسکن ہے

جوگی - [illegible] مین خوب بسر ہوتی ہے -

افسر۔ اچھا یہ بھی بتاؤ تم کبھی اجمیر میں جاتے بھی ہو۔؟

جوگی۔ ہم کو بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ اب وہاں جوگی نہیں جانے پاتے جب ترکوں کے آنیکی خبر پہنچی ہے سب کا آنا جانا مہاراجہ صاحب نے موقوف کردیا ہے۔

افسر۔ یہ حال تمکو کیونکر معلوم ہوا ؟ ترک افسر نے جوگی کی صورت غور سے دیکھی اور اپنے سپاہی کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا۔ میں نے جسکو بلوایا تھا وہ یہ شخص نہیں ہے وہ تو لڑکا تھا اور یہ تو بڈہا ہے۔

اس سوار نے تمام حال صاف صاف بیان کردیا اور کہا کہ ہم اسکو اس وجہ سے لائے ہیں کہ اس نے کہا وہ میرا چیلا ہے۔ اوس سے کوئی کام نہیں نکلنے کا اور میں نسبت اوس سے زیادہ حال بتا سکونگا۔

افسر۔ پھر جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تمکو معلوم ہے کہ سلطان کی فوج کا ایک بہادر شخص گرفتار ہوگیا ہے اور اسکا پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔

جوگی۔ میں جنگل کا رہنے والا ہوں ان باتوں سے مجھے کچھ تعلق نہیں کسی راجہ کو بھی میں نہیں جانتا۔

افسر۔ نہیں سنا گیا ہے کہ اکثر جوگیونکو اس قسم کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

جوگی۔ ہاں اُن جوگیونکو جو اودہر اودہر پھرتے ہیں اور میرے چیلے ہمیشہ ہمیں جنگل میں رہا کرتے ہیں ہم کو کیا حال معلوم ہوسکتا ہے اسکے بعد افسر جوگی کو علحدہ لیگیا اور تنہائی میں اوس سے کچھ باتیں کرنے لگا۔ تمام سپاہیونکو حیرت تھی کہ وہ جوگی سے کیا باتیں کر رہا ہے۔ مگر تھوڑی دیر میں یہ معلوم ہوا کہ افسر جوگی سے بہت خوش ہے اسنے آزادی اور امن وامان کا ایک پروانہ لکھ کے جوگی کو دیا۔ اسکے بعد جوگی افسر سے رخصت ہوا اور چلتے وقت اوسنے ایکدفعہ پھر افسر کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ [illegible] کا

افسر۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ تو میرا فرض ہے۔

پندرہواں باب

معرکہ آرائی

مہاراجہ اجمیر شہر نے اپنے شہر کی حفاظت خوب اچھی طرح سے کی تھی۔ اگرچہ اصولاً
یہی مناسب تھا کہ وہ شہر کے اندر ہی سے لڑے مگر لڑائی کے اس طریقہ میں اوسے
کچھ بوداپن معلوم ہوا اپنے تمام افسروں کو بلا کر غیرت دلائی اور آمادہ کیا کہ محمود ہی
وہ شخص ہے جسکے سامنے اپنی جرأت کا امتحان دینا چاہیئے اول تو اسلئے کہ وہ
ہندوستان کے بہت سے راجاؤں سے لڑ چکا ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ اکثر
فوجوں کو شکست ہونیکی وجہ سے محمود کے دل میں اپنی سپہگری پر بہت کچھ ناز پیدا ہو گیا ہے
ہمیں اپنے بہادروں کی طرف سے مجھے یقین ہے کہ وہ محمود کی کچھ ہستی نہیں سمجھتے [illegible] محمود کی تمام
فوج کو [illegible] بہتر یہی ہے کہ شہر کو مناسب انتظام [illegible] ہم اپنی فوج کے ساتھ
باہر چلیں اور دس بارہ میل پر محمود کا مقابلہ کریں۔ باستثنائے دو تین درباری شخصوں
کے جو اس موقع پر چپ ہو گئے تھے اور سبھوں نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ کہا
چلئے ہم مہاراجہ کے قدموں کے ساتھ اور راجہ پر اپنی جان کو بھینٹ چڑھا دینا اپنا فخر
سمجھتے ہیں۔ حضور جب ہمارے ساتھ ہونگے تو ہمکو ترکوں کا کچھ ڈر نہیں۔
الغرض اجمیر شہر کی فوجیں خود راجہ اور اوس کے تمام بہادر اور سورما افسروں کے ساتھ
شہر سے باہر نکلیں اور اس مقام سے قریب ہی جہاں جوگیوں کا جھونپڑا تھا مسلمانوں
سے مقابلہ کیا۔ مسلمان تو وہاں پہلے ہی سے آ چکے تھے۔ مگر اجمیر شہر کی فوجیں کچھ دیر بعد
شام کو پہنچیں۔ اوس روز دن آخر ہو چکا تھا لڑائی صبح پر اوٹھا رکھی گئی مہاراجہ نے
اور نیز اوسکے نامور افسر جے رام نے اپنے لشکر کو قرینہ سے ادھر اودھر پہاڑ [illegible]
[illegible] اوتارا تاکہ غنیم حملہ کرکے تباہ کرنا چاہے تو ان مختلف مقامات تک
پہنچ سکے جہاں ہندو فوجیں اوتری ہوئی تھیں رات نے دونوں طرف کے افسروں کو
نہایت عمدہ اور کافی موقع دیدیا۔ اپنی اپنی طرف [illegible] نے بہت اچھا انتظام یا ارادہ
کیا مورچے مضبوطی کے ساتھ قائم کر لئے گئے۔ اگرچہ اس مذکورہ اصول جنگ کی تکمیل اس عہد
تک نہیں ہوئی تھی مگر ہوشیار اور تجربہ کار افسر اپنی ذہانت اور [illegible] سے ان ہی اصول

سے ملتے ہوئے اکثر نتائج پیدا کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مہاراجہ اجمیر شٹ کے لائق افسروں نے
اس کام کو تھوڑا پورا کر لیا تھا۔ ہاں محمود کی فوج میں اس قسم کی کوئی باضابطگی نہ تھی
اس کے سپاہی قدیم عربی اصول پر میمنہ میسرہ قدام قلب پر تقسیم کر دئے گئے تھے اسلامی
فوجوں کی یہی ایک معمولی شان تھی۔ اسی طرح اونہوں نے رومیوں کا مقابلہ کیا اور
اوسی ترتیب سے وہ اسپین پر حملہ آور ہوئے اور اسی نظام نے مصر کو تباہ کیا اوسی
ہیئت سے وہ افریقہ کے ریگستان پر قابض ہوئے۔ ایران پر جب اسلامی تلواریں آفت
وہیبت لائی تھیں تو وہ اسی ترتیب سے نظر آتے تھے۔ اس اصول میں کچھ تھوڑی سی
ترمیم شاید ہوئی ہو ورنہ تو [illegible] نے ہمیشہ اپنی فوجوں کو اسی انتظام سے مرتب کیا۔
الغرض سلطان محمود کی فوج گھاٹیوں اور پہاڑیوں پر تقسیم نہ تھی [illegible] ایک سطح
میدان میں تھے اور رات کے اندھیرے میں اپنا جو کچھ سامان کیا تھا وہ یہی تھا کہ فوجوں
کو مذکورہ حصوں پر تقسیم کر کے اپنے اپنے مقام پر قائم کر دیا دونوں طرف کے بہادروں
کے دلوں میں جو خیالات تھے وہ اگرچہ بہادری اور جانفشانی کی نسبت زیادہ
مائل تھے مگر باقتضائے طبیعت انسانی انہیں امید کے ساتھ یاس ضرور ملی ہوئی تھی
خصوص مہاراجہ اجمیر شٹ کی فوج کے سپاہی اگرچہ اپنی بہادری پر اونکو [illegible] زیادہ
دعوی تھا بعض اوقات جوش شجاعت میں [illegible] کے سپاہیوں سے زیادہ ہوشیار ہو
ہو جاتے تھے مگر محمود کی حملہ آوریوں نے جو نتائج ہندوستان کے پبلک میں دکھائے تھے
اونکی خبریں سن سن کے بعض اوقات انکے خیالات پر ہیبت کے ساتھ یاس [illegible]
ہو جاتی تھی۔ خود مہاراجہ اجمیر شٹ کے یہ خیالات نہ تھے وہ پورا بہادر اور شجاع تھا اس نے
بھی اسلامی فوجوں کا سپاہیوں کا حال سنا تھا مگر ہاں اوس کو ضرور ان کو کبھی بزدلی
پر محمول کرتا تھا [illegible] ہوتی۔ الغرض رات جوں توں کے آئی تھی ان ہی خیالات
میں صبح ہوئی سلطان محمود نے اپنی زیادہ مقبولیت کے وقت میں نماز فجر ادا کی اور
ہندوؤں نے بہت خشوع وخضوع سے دیوتاؤں کی پوجا کی اور اسکے آگے سر اوٹھا اوٹھا
جھکا جھکا کے آرزومند ہوئے کہ ان کا دشمن ان ملکوں کے ظلم سے پاک ہے بھی

فوج اپنے ساتھ لیکر جاؤ اور مقابلہ کرو۔
پرتاب سنگھ چار ہزار سوار راجپوت اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ دو اجنبی اور غیر قوموں کی لڑائی میں
ہمیشہ یہ خرابی ہوتی ہے کہ دونوں میں چونکہ کوئی دوسرے کی زبان سے آشنا نہیں ہوتا
لہذا ایک کے خیالات دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتے اور لڑائی میں مزہ نہیں آتا سلطانی
کے ساتھیوں نے اپنی صفوں سے جدا ہوتے ہی تیر و کمان ہاتھ میں لیئے اور
تیر باری کرتے آگے بڑھے اور گھوڑے بہت تیز بڑھائے کہ یہ تیروں کی لڑائی دم بھر میں
موقوف ہو جائے اور دشمنوں کو ہم شمشیر و سنان کا مزہ دکھائیں۔ مسلمانوں ترکوں نے اپنے
افسر کے کہنے پر عمل کیا اور اگرچہ اپنی فوج سے دور ہوتے جاتے تھے لیکن سخت حملہ کر دیا
دونوں فوجیں مل گئیں اور اون کے ملتے ہی ایک فوری جوش نظر آیا جس سے خیال کیا
جا سکتا تھا کہ شاید اس لڑائی کا فیصلہ بہت جلد ہو گا۔ لیکن تھوڑی دیر میں وہ جوش
ایک حالت پر ٹھہر گیا۔ کچھ نگاہیں اسکی دیکھنے کی عادی ہو گئیں اور ترکوں کی حملہ آوری
میں ایک قسم کا سکون پیدا ہو گیا تھا۔ التونتاش نے اپنے سپاہیوں کو لڑائی کی تعلیم بہت
عمدہ دی تھی اس لئے کہ وہ حملہ کرتے وقت تیر باری کرتے آ رہے تھے مگر جیسے ہی دشمن
کے قریب پہونچے ہی انہوں نے اس پھرتی سے کمانیں شانوں پر ڈالکر نیزے جھکا دیئے
تھے کہ ان کے دشمنوں کو بھی حیرت ہوئی راجپوت ابھی تیر باری کر رہے تھے اور التونتاش
کے ساتھیوں نے سر پر پہونچکر نیزوں سے چھیدنا شروع کیا۔ یہ دیکھکر راجپوتوں
کو بھی غصہ آ گیا۔ انھوں نے اس غصے سے کمانوں کو شانوں پر ڈالنا چاہا
کہ انہیں سے بعض بعض ٹوٹ گئیں۔ الغرض انہوں نے بھی تیر و کمان پھینکدیئے
اور تلواریں ہاتھ میں لیں۔ جب تک مسلمانوں کے تیر [illegible]
تک تو وہ بیشک نقصان اوٹھاتے تھے مگر وہ آخر کس [illegible]
مسلمانوں کے سروں پر پہونچ ہی گئے۔ دونوں طرف کے [illegible]
دکھانے لگے اور فرشتۂ موت گھبرا اٹھا۔ اگر دور سے [illegible]
ابتدائی جوش میں ہندوؤں نے شجاعت کے اعتبار سے مسلمانوں کو دبا لیا لیکن [illegible]

اس موقع پر بھی دونوں کی یکساں حالت ہو گئی خونریزی نے جب اچھی طرح زور پکڑ لیا
اوس وقت آفتاب نے مشرقی کہسار سے سر نکالا اور اپنی صبح کی زرد زرد شعاعوں
سے اس خون میں چمک پیدا کرنے لگا - جو میدان کے نشیبی کناروں تک بہ بہ کے جم
ہو گیا تھا - تلواریں شعاع آفتاب میں اچھی طرح چمکتیں مگر وہ سب کی سب خون آلودہ
ہو چکی تھیں اور ان پر دھوپ کی کرنیں خود سرخ رنگ میں رنگین ہو کر جگمگا رہی تھیں
جانبازوں سے برابر لڑ رہے تھے اور اونکی [illegible] اور دعا گو فوجیں دونوں طرف ایک
سکوت کے عالم میں کھڑی اپنی اپنی قوم کی دلیروں کی نبرد آزمائی کا تماشا دیکھ رہی تھیں
لڑتے لڑتے پرتاب سنگھ نے ایک تیز حملہ کیا - مسلمان سواروں میں گھسا چلا گیا اور اپنی زبان
میں پکار پکار کر کہنے لگا ترکوں کا سردار کہاں ہے اگر مرد ہے تو میرے مقابلہ کو آئے
التونتاش کو اپنے بعض سپاہیوں کے ذریعہ سے اسکا مطلب معلوم ہو گیا - یہ معلوم کر کے
پھر اوس میں اتنی تاب کہاں تھی کہ چپ کھڑا رہتا - اوسنے فوراً گھوڑا بڑھایا اور
پرتاب سنگھ کا راستہ روک کے کھڑا ہو گیا - اسکی وضع اور بشرے سے پرتاب سنگھ
سمجھ گیا کہ بیشک یہ ترکوں کا سردار ہے التونتاش نے نہایت چالاکی سے تلوار خالی دی
پرتاب سنگھ کی تلوار ہنوز اپنے زور میں چلی جاتی تھی اور ٹھیرنے بھی نہ پائی تھی کہ التونتاش
نے اپنا وار بند کر کے پرتاب سنگھ کے سر پر اس زور سے چلائی کہ اگر جھک نہ جاتا
تو بیشک اسکا سر اڑ گیا ہوتا التونتاش پرتاب سنگھ کی یہ ہوشیاری دیکھکر
حیرت میں آیا اور اسکی صورت دیکھنے لگا اسکے بعد پھر دونوں سنبھل کر لڑائی پہ
آمادہ ہوئے - اب دونوں طرف سے بڑی تیزی اور پھرتی کے ساتھ وار ہو رہے تھے ترکی
افسر بہادر راجپوت کو زیر لانا چاہتا تھا - اور علی ہذا پرتاب سنگھ التونتاش کو -
لیکن کسی کی آرزو پوری نہ ہوئی لڑتے لڑتے دونوں تھک گئے اتنی دیر میں صرف
اتنا ہوا کہ التونتاش کی تلوار کا ایک ہلکا سا زخم پرتاب سنگھ کے بازو پر آ گیا جسکا یہ
نتیجہ ہوا کہ وہ تلوار پرتاب سنگھ کی زرہ میں پیوست ہو کر رہ گئی اور کھینچنے میں التونتاش
کے ہاتھ سے کچھ ایسی بے احتیاطی ہوئی کہ جھٹکے کے ٹوٹ گئی - پرتاب سنگھ کو یہ موقع

بہت اچھا ملا تھا۔ اور وہ ایسا ناتجربہ کار نہ تھا کہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیتا۔
[illegible] کا ہاتھ مارا۔ التونتاش نے پرتاب سنگھ کا وار توڑ ڈال پر لیا اور
[illegible] ہاتھ سے نیزہ بڑھا کے پرتاب کے سینہ پہ مارا ہندو [illegible] کے
خالی دیا اور نیزہ اپنے زور میں اس کے بائیں پہلو سے نکل گیا جسکو اوس نے فوراً
ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے تابڑ توڑ تلوار کا وار کر [illegible]
کے لئے یہ بہت نازک موقع تھا۔ اوس کے ہاتھ میں کوئی حربہ نہ تھا اور وہ صرف اپنے
بچانے کی کارروائی کر رہا تھا۔ یہ صورت دیکھ کے دو چار مسلمان سوار بڑھے کہ اپنے
سردار کو ایک [illegible] فوج کے سپاہی اسکو ناانصافی سمجھے اور انھوں نے
بھی ایک ساتھ مل کے حملہ کر دیا کہ مسلمانوں کی مدد پہونچنے سے پہلے مسلمان سردار
کا کام تمام کر دیا جائے ہندوؤں کو عام طور پر حرکت کرتے دیکھکر مسلمانوں نے بھی
حملہ کر دیا۔ جسوقت سے التونتاش اور پرتاب سنگھ میں لڑائی شروع ہوئی تھی دونوں
طرف کے سوار رک گئے تھے کہ اس دلچسپ نبرد آزمائی [illegible] دیکھیں اور اب اسوقت
حملہ بھی ان ہی لوگوں نے کیا اصلی فوجیں جو کہ مہاراجہ اجمیر کی اور سلطان محمود کے پیچھے [illegible]
کے پیچھے تھیں وہ ابتک اسی طرح ساکت و خاموش کھڑی تھیں۔ لڑائی میں پھر تیزی
ہوگئی۔ یہی سوار جو اب لڑ رہے ہیں پہلے بھی لڑ رہے تھے مگر ستا کر خدا جانے کیسے تازہ
دم ہوگئے ہیں کہ اب بہت سخت لڑائی لڑ رہے ہیں اور [illegible] اور گرمجوشی سے اپنے
دشمنوں کا خون بہا رہے ہیں۔ اخیر وہ کے لڑنے سے پہلے ہی کوئی چار گھنٹے متواتر لڑ
چکے تھے اور اب دوبارہ بھی انہیں لڑتے ہوئے چار پانچ گھنٹے گذر گئے ہیں۔ لیکن ہر سپاہی
میں ایسا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی تھکنے اور اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام بھی [illegible]
سپاہیوں کے حملہ ور بازوؤں میں [illegible] سستی اور کاہلی پیدا ہوگئی اور [illegible]
اپنے تھکے ہوئے بازوؤں سے وار کر رہے ہیں [illegible]
اسیطرح جوش و خروش سے ہو رہی ہے [illegible] نظر آنے لگے [illegible] کوشش کر رہے [illegible]
کہ حریف کو میدان سے ہٹا دیں مگر [illegible]

اس امر سے ناامیدی ہوگئی کہ آج کسی قسم کا فیصلہ ہو۔ کیونکہ اندھیرا زیادہ جھک آیا تھا
اور لڑائی تیز کسی طرف سے سستی اور بیدلی ظاہر نہیں ہوتی تھی سلطان محمود نے
مناسب خیال کرکے واپسی کا طبل بجوا دیا تمام سپاہی علٰحدہ ہوگئے اور لڑائی دوسرے دن پر
اوٹھا رکھی گئی اس لڑائی میں دونوں طرف تقریباً ڈہائی تین ہزار آدمی کام آئے جسکی
وجہ یہ تھی کہ حملہ کے ساتھ اپنی حمایت کی بھی کارگذاری کرتے جاتے تھے۔

رات نہایت ہی جوش خروش اور امید و بیم میں گذری۔ ہندو برہمنوں اور اکثر معزز
سرداروں نے رات بھر بتوں اور مورتوں کے آگے سجدے کئے اور نہایت ہی رقت قلب
سے رو رو کر آریہ ورت کے ملکشوں سے پاک رہنے کی دعائیں مانگیں۔ تمام ہندو کیمپ
سے برابر سنکھ اور گھنٹوں کی آوازیں آتی رہیں عقیدت کیش اور پاکدامن مہ جبیں لڑکیوں
نے دیوتاؤں کی تعریف میں بھجن گائے اور اپنے اپنے بزرگوں کی بہادریوں کے گیت گا گا
کر صبح کی اُدھر اسلامی لشکرگاہ میں کچھ اس سے زیادہ رقت قلب کا اظہار ہوتا رہا
اگرچہ وہاں نہ دیوتاؤں کے بھجن گائے گئے اور نہ انکے بزرگوں نہ اونکی [illegible]
یہ بجز خدائی خودستائی کا وقت تھا۔ لیکن اپنی دعاؤں میں جو انکی طرف پہلو اختیار
کیا گیا تھا وہ اسی قدر کہ خدائے واحد ذوالجلال والاکرام کے آگے ہر شخص کا سر جھکا ہوا تھا
فوجی خیمہ کی مسجدیں آباد تھیں۔ رکعات تہجد خوش الحانی سے ادا کیجاتی تھیں قرآن
خدائی کی آوازیں اوس فضا میں گونج رہی تھیں جہاں سوائے ناقوس و جرس کی آوازوں
کے اور کوئی آواز کبھی نہ سنائی گئی تھی صبح ہوتے ہی ادہر لوگوں میں ادہر اذانکی صدائیں بلند
ہوئیں اودھر فوجوں میں زیادہ شور کے ساتھ سنکھ اور گھنٹے بجے۔ گریبان صبح کے
چاک ہوتے ہی دونوں طرف کے لوگوں نے جلدی جلدی اپنی عبادت سے فراغت
حاصل کی اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے صفوف جنگ آراستہ ہوگئیں [illegible]
باجوں کی آواز موقوف ہوئی اور اب اسی جگہ دونوں طرف جنگی باجے [illegible]
سے [illegible] سنکھ [illegible] گھنٹے [illegible] رہے ہیں اور اسی قسم کی اور باجوں کی
آواز [illegible] کانوں [illegible] محمود کے لشکر میں ادہر [illegible] اپنا [illegible]

ہندوؤں کی جانب سے رجز خوانی شروع کی ۔ اُدھر ترکوں اور عربوں کے گروہ میں سے بڑے
بڑے قاریوں اور قرأت کی سب آواز بلند ہوئی جس نے اللہ اکبر والا ... کے رونگٹے
کھڑے کر دیئے ۔ یہ آواز بڑے رعب و داب سے اس صحرائی فضا کو گونج کرتی ہوئی
بڑھی اور سپاہیوں سے پہلے بہادری دکھانے کے ثبوت میں ان گردی پہاڑوں
سے ٹکریں کھانے لگی ۔

آج ہندوؤں نے زیادہ اولوالعزمی اور استقلال سے کام لیا ۔ پہلا جو شخص میدان میں
آیا وہ راجہ اجمیر کا قوت بازو و اجمیر کے پاٹ کا رکن اعظم اور قوی تاج کا جان
نثار رنجیت سنگھ تھا ۔ یہ شخص راجہ کے بھائی بند و میں تھا اور ہر معرکہ میں اس نے اپنی
بہادری کی کوئی نہ کوئی یادگار ضرور چھوڑی تھی ۔ اسکے ماتحت دس ہزار فوج تھی
جس میں کا ہر شخص ہمیشہ اپنے مالک پر جان فدا کرنے کو تیار تھا ۔ رنجیت سنگھ کے سر
پر ایک بڑا پگڑ تھا ۔ جس میں کچھ ہیرے لگے تھے ۔ اور کلغی ہوا میں نازک لہریں لیکر
اوسکی رفعت اور اوس کے پتہ کا ثبوت دے رہی تھی ۔ قیمتی مرزائی گلے میں تھی اور
عمدہ دھوتی اپنے ملک کے فیشن کے مطابق باندھے ہوئے تھا ایک ہندوستانی
سبزہ گھوڑا زیر ران ۔ اسلحہ بھی اسی عہدہ کے ضرورتوں کے مناسب زیادہ اور
قیمتی تھے تلوار پرتلے میں پڑی ہوئی تھی اور ڈھال پیٹھ پر پڑی ہوئی تھی خنجر اور
تمام اسلحہ تو تھے ہی مگر تیر و کمان لئے ہوئے اس لئے کہ ابھی اسکے مقابلہ کو کوئی
شخص نہیں نکلا تھا ۔ اندازہ تیر و کمان سے ہی کام لینا چاہتا تھا جس کے ذریعہ
دور کے دشمنوں تک پیام مرگ پہونچایا جا سکے رنجیت سنگھ اگرچہ فارسی زبان نہیں
جانتا تھا لیکن اوس نے کچھ ایسی رعب دار آواز سے پکار کر لوگ سمجھ گئے کہ کسی کو
مقابلہ میں بلاتا ہے التونتاش مقابلہ کے لئے صفوف سے نکلا تھا ۔ لیکن سلطان نے واپس
بلا لیا اور محبت و شفقت سے کہا تم مقابلہ میں زیادہ مشقت اوٹھا چکے ہو یہ سراسر
ناانصافی ہے اس کافر کے مقابلہ میں کسی اور شخص کو جانا چاہئے التونتاش نے پھر
اجازت مانگی اور عرض کی سلطان عالم مجھے کوئی مشقت نہیں کرنا ہے اور یہ تو

جہاد ہے جسقدر زیادہ سرگرمی دکھاؤنگا اوسیقدر ثواب کا مستحق زیادہ ہونگا سلطان
محمود کو حیرت تہی کہ باوجود اسکے کہنے سے لگے اسوقت تک اور کسی بہادر نے نکلنے کا
نام نہیں لیا۔ اس خیال کو دل ہی میں رکہا اور التونتاش کی طرف متوجہ ہو کر
کہنے لگا۔ آج پہر لڑائی میں تجہے جانیکی اجازت دینا ظلم ہے قسم ہے اس پروردگار
عالم کی کہ اس ظلم کے مرتکب ہونیکے مقابل میں مجہے یہ گوارا ہے کہ میں خود اس کافر
کے مقابلہ پر جاؤں اور ہاں تمہاری طرح مجہپر بہی تو جہاد فرض ہے اچہا تم
ٹہیرو میں ہی اوس کافر کو اوسکے کفر کی سزا دینے جاتا ہوں۔ بادشاہ کی زبان سے
یہ کلمہ سنتے ہی ہر شخص کے دل میں جوش آیا اور کئی افسر بڑہکر عرض کرنے لگے حضور
جب تک ہم لوگ موجود ہیں اسوقت تک یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے سلطان کو ایسی تکلیف
گوارا کرنا پڑے ہم جان نثار اوس روز زندہ نہونگے جسروز حضور میدان جنگ میں
تنہا قدم نکالیں گے۔ اس کے بعد داؤد طائی نے حاضر ہوکر عرض کیا حضور میں
جانیکی اجازت طلب کرتا ہوں۔ اس بت پرست کو اگر خدا نے چاہا تو میرے ہی ہاتہ سے
سزا ملیگی۔ سلطان نے داؤد کی درخواست منظور کی اور اگرچہ سادی وضع میں تہا مگر
سامان درست کرکے بہت مستعدی کے ساتھ مقابلہ کو نکلا جسوقت تک داؤد میدان میں آئے
ہندو بہادر نجیت سنگھ نے کئی بار اپنے مقابلہ کو مسلمانوں کو پکارا اور مسلمانوں کی طرف سے یہ
سستی دیکہکر اس نے خیال کر لیا تہا کہ مسلمان میرے مقابلہ میں دبکے ہیں مگر جب داؤد
اوسکے مقابلہ پر آگیا تو پہلے اوس نے بہت غور سے اوسکے چہرے کو دیکہا کہ خوف اور
دہشت کے آثار تو نہیں پائے جاتے اس قسم کی کوئی علامت نہ پاکے وہ خود متحیر
ہوگیا اور لڑائی کیواسطے آمادہ ہوگیا۔ اگر داؤد نے اپنی دہشت کو چہپایا ہوگا تو یوں
ظاہر ہو جائیگا۔ مگر داؤد کیطرف سے خود اس سے زیادہ پہرتی اور مستعدی ظاہر
ہوئی دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناآشنا محض تہے لہذا بغیر اسکے کہ کوئی کلمہ زبان
سے نکلے لڑائی شروع ہوگئی تلواریں [illegible] کہینچ [illegible] قدرت [illegible] اس [illegible]
پہر [illegible] نہ آیا کہ تلواریں کہ [illegible] جاتی [illegible] [illegible] دونوں

جنگ آزماؤں کو حیرت کی نظر سے دیکھتی رہیں کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شہر سے فوالی
چمک میں ایک سپاہی نمودار ہوئی حیرت آشنا نگاہوں کو دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سپاہی
اصل میں محمود کی ڈھال تھی اسکی تلوار ایک وار میں کچھ ایسی پڑی کہ جھٹ سے ٹوٹکر دو ٹکڑے
ہوگئی رنجیت کو یہ موقع نہایت عمدہ ہاتھ آیا اس نے برابر تلوار کے وار کرنے شروع کر دیئے
مقابل میں ایسا سپاہی نہ تھا کہ اپنی تلوار ٹوٹ جانے پر بھی چرکا کھا جاتا۔ اس لئے
اس پیترے سے ڈھال ہاتھ میں لی کہ وہ دیر تک دیکھنے والونکو اسکی ڈھال ایک شعبدہ چیز
معلوم ہوتی رہی اس لڑائی نے ایک دلبستگی پیدا کر رکھی تھی جن لوگوں کے دل میں زیادہ
دہشت سمائی تھی اون کا بھی دل بہلگیا تھا اور ان دونوں جانبازوں کی لڑائی کو بہت
بہت لطف سے دیکھ رہے تھے۔ داؤد نے آخر اپنا نیزہ ہاتھ میں لیا۔ نیزہ کی لڑائی میں
عرب لوگوں کو عموماً زیادہ ملکہ ہوتا ہے اور گویا اس فن کو اوس سرزمین والوں نے اپنا
کر لیا ہے نیزے کے وار داؤد نے ایسی پھرتی سے اور کچھ اسطرح جلد جلد کئے کہ رنجیت سنگھ کو
ذرا پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس لئے کہ اس کے پاس نیزہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر اس نے اپنے کو بچایا
لیکن کچھ سوچ کے کمان ہاتھ میں لی اور داؤد پر تیر برسانے لگا۔ داؤد نے اسکا خیال بھی نہ کیا
اسلئے کہ تیر کی لڑائی میں انسان وہ پھرتی نہیں دکھا سکتا جو نیزے اور تلوار میں دکھا
سکتا ہے اور اسی مجبوری سے رنجیت سنگھ کو بہت پیچھے ہٹنا پڑا تاکہ داؤد کی نیزہ بازی
سے محفوظ رہ سکے داؤد نے حملہ کر کے گھوڑا بڑھایا ہندو جانباز کو اور پیچھے ہٹنا پڑا
الغرض دلوں میں چاہے جو کچھ ہو لیکن لڑائی کا ظاہری رنگ یہی بتا رہا تھا کہ
رنجیت سنگھ کو شکست ہوگئی اور داؤد اسکی طرف تعاقب کرتا اور بڑھا چلا جاتا ہے
اس سین نے دونوں طرف کی فوجوں کو بیتاب کر دیا۔ ہندوؤں نے ارادہ کیا کہ بڑھکے
افسر کو بچائیں اور اوسکی مدد کریں مسلمان کو بھی [illegible]
[illegible] ہوکر ہندوؤں کے ہجوم میں گھس [illegible] قیامت کا
مقدمہ تھا دونوں فوجیں بڑھیں اور ایک عام حملہ ہوگیا۔ طبل جنگ [illegible] اور
نقاروں کی ضرب نے [illegible] لگا کہ قیامت آگئی [illegible]

ایکبار ان میں جوش و خروش دوبارہ پیدا ہوگیا۔ دونوں فوجیں گتھ گئیں اور لڑائی کا خونریز تماشا دنیا
کو نقشہ بہت صاف نظر آنے لگا ... میں پہنچکر سپاہیوں اور افسروں کی
طرف خطاب کرکے یہ کلمات کہے اے بہادران اسلام اے جانبازان ترک و عرب
تمہاری قربانی کا وقت آگیا ہے ... جنت کے دروازے کھل گئے۔ جہاد کے شوق میں سب سے
سب بڑھ بڑھ کر ... آواز آرہی ہے کہ حوریں تمہیں تمناؤں سے بلا رہی ہیں خداوند عالم
تمہاری جان بازیوں کی قدر اور اجر خیر دینے کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اسکا کلام تمہارے
دلوں میں ہے اسکو اپنا شعار بنا لو آج خدا کے منکر ... ہو اور جو کوئی اس کار خیر میں
مزاحم ہو اسے کاٹ کر ڈالدو چونکہ تم خدائے تعالیٰ کا کام کرتے ہو لہٰذا وہی خداوند عالم
تمہاری مدد کریگا اور تمہاری تلوار میں وہ اثر پیدا کریگا اس سرزمین میں تم کسی کے
چھپائے چھپ نہیں سکتے۔ تمہیں کوئی مددگار نہیں ملسکتا۔ تمہاری توحید کو برباد کرنے
والے ہر جگہ کثرت سے موجود ہیں یہ شہر بت پرستوں مشرکوں اور اسکے خدا کی خدائی میں بٹہ
لگانیوالوں سے آباد ہے ایسے مقام پر تم صرف اپنی جرات ہی نہیں تو یہ صرف خدا
کے فضل و کرم سے بھروسا کر سکتے ہو بڑھو اے مسلمانوں بڑھو اسلام کو اس سرزمین پر
رواج دو ... کی حکومت دفع کرو اس خلاق عالم کی حکومت قائم کرو اور اسکے ہر کلمہ کو
پھیلاؤ ... جلال تمہاری تلواروں بلکہ تمہاری ضرب سے نمودار ہوا کرتا ہے اتنا
کہکر سلطان نے اپنا گھوڑا لڑائی کے میدان میں آگے بڑھایا۔ یہ تقریر سنتے ہی مسلمان
کے حوصلے بڑھ گئے اور انکا جوش تازہ ہوگیا انہوں نے ایک ساتھ حملہ کر دیا کل کیطرح
آج تھوڑی تھوڑی فوجیں مقابلہ کو نہیں بڑھی ہیں بلکہ آج تمامی اسلامی فوج نے یورش
کر دی ہے۔ مسلمانوں کا جوش و خروش دیکھکر ہندوؤں کے بہادر فرمانروا مہاراجہ اجمیر
نے بھی اپنے سواروں کے حوصلے بڑھائے اور خود مع اپنے بہادر آزما افسروں اور سرداروں
کے میدان جنگ میں نکلا۔ اسکی تقریر بھی نہایت موثر تھی ہر ہندو سپاہی دل میں بخوبی
سمجھ گیا تھا کہ مسلمان کتنے بڑے ظالم ہیں اچھی طرح یہ بات سبکے ذہن نشین کر دی تھی
کہ مسلمان انتہا سے زیادہ ظالم ہیں۔ انکی غرض اس سرزمین کی حکومت ہی نہیں ہے کہ

شاید کبھی اُن سے عدل و داد کی امید کی جا سکے بلکہ وہ صرف ہندو مذہب کو ذلیل کرکے
بتوں کی بے حرمتی کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرنے اور لوٹ مار کرکے ہندو باہوش اور باعصمت
عورتوں کا زیور اور شاہی خزانوں کے جواہرات لوٹکر اپنی مٹھیاں گرمانے چلے آئے ہیں
یہ لوٹیرے ہیں صرف رہزنی اور محض ڈاکہ زنی انکا کام ہے۔ اگرچہ شاہی قوت انکے
ساتھ ہے مگر دراصل یہ لوگ ڈاکو قزاق ہیں الغرض دونوں طرف کی فوجیں پورا
جوش تھا۔ سپاہی میدان جنگ میں کودے اور لڑائی اس سختی سے ہونے لگی اور ایسا
مہیب منظر میدان میں پیدا ہو گیا کہ دیکھنے والوں کے دل کانپ اوٹھے وہی بہادر تھے
جو معرکہ جنگ میں اپنے مقابل کے لوگوں سے لڑنے میں مشغول تھے اور کسی طرف آنکھ
اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے مگر عمر دن کے اختتام کا زمانہ سروں پر آگیا تھا آہ! ایسے ایسے
قوی ہیکل اور تندرست ایسے ایسے خوبرو اور پری جمال دنیا سے رخصت ہو رہے تھے
اور اس بیکسی اور بے بسی سے کہ نہ کوئی انکے اوٹھانیوالے اور نہ کوئی انکے سرہانے بیٹھ
کے رونیوالے نظر آتے تھے اونکی وہ نازنین بیبیاں جو انکے ساتھ زندہ جلکر خاک ہوجانا
بخوشی خاطر گوارا کر لیا کرتی تھیں۔ لاشوں کو دشمنوں میں گھرا ہوا دیکھکر اپنے کلیجے ہوئے
دلکو ہاتھوں سے دبائے بیٹھی تھیں لاشوں کے دشمن مردار خوار جانور بھی لڑائی کے ہجوم
میں اتنا موقع نہیں پاتے تھے کہ اونکے جسموں پر بیٹھکر اپنا پیٹ بھریں کوئی اتنا بھی
نہیں دیکھتا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے گرنے والے بالکل جان دیکے گرے ہیں یا انمیں کچھ
دم باقی ہے چاہے جس حال میں ہوں حملہ آور فوجیں اونکو روندتی ہوئی بڑھتی ہیں
اور تیز رو گھوڑے اونکو کچلتے ہوئے جاتے ہیں غرضکہ زندہ ہوں تو بھی ان صدمات
اور مصائب میں مبتلا ہو کر دم بھر میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

لڑائی نے بہت طول کھینچا اسکے پیشتر داؤد طائی اور رنجیت سنگھ کی لڑائی میں دن کے
گیارہ بجگئے تھے۔ اب دونوں طرف کے حملہ آوروں نے اتنی دیر تک یکساں بہادری
سے کام لیا کہ تین بجگئے ہیں اور لڑائی اسی معمولی حیثیت اور اسی جوش و خروش کے
ساتھ جاری ہے کوئی شخص میدان جنگ سے ہٹنے کا نام نہیں لیتا اور کیونکر ہٹیں ہر شخص نے اپنے دلمیں

یہی منصوبہ ٹھیرالیا گیا کہ اگر یہ تدبیر کارگر ہوئی تو فتح ہوئی ورنہ یہاں سے مر کر جائیں گے۔
ہندو فوج کے بہادر جے رام نے اس موقع پر ایک اور آخری کوشش کی اوسنے
اپنی ہمراہی کے لیے دس ہزار فوج سے منتخب کرکے الگ کرلئے میدان جنگ سے
پیچھے ہٹکر پہاڑیوں کے دامن میں چھپ گیا اور پوشیدہ ہی پوشیدہ چکر کھا کر اور پہاڑیوں کے
دامنوں کو طے کرکے بائیں طرف سے ناگاہ نمودار ہوکر اس طرف یکبارگی حملہ کرکے میدان
جنگ میں کود پڑا گویا تازہ دم فوج ہندوؤں کی مدد کو آگئی۔ ان بہادروں نے حملہ
کرتے وقت زور سے مہاراجہ اجمیر شش کی جے کا نعرہ بلند کیا اور لڑائی کے میدان میں اپنے اپنے
گھوڑوں کی تیز روی دکھانے لگے بعد جے رام کے اس حملہ نے اہل اسلام پر بڑا اثر کیا بیشک
انکے دل تھوڑے ہوگئے تھے اور لشکر میں کچھ تھوڑی گھبراہٹ ہونے لگی مگر ایک طرف التونتاش نے
دوسری طرف سے داؤد طائی اور درمیان سے خود سلطان محمود نے اپنے بہادروں کے ساتھ
اوبہادروں کے یکبارگی حملہ کردیا اور ایسا حملہ کیا کہ تمام مسلمانوں نے بھی یکبارگی چونک کے
اپنے دشمنوں پر ایک زور کا حملہ کیا " اللہ اکبر " کے نعرے بہت زور سے بلند ہوئے اور
لڑائی کی آگ سے دیکھنے والوں کو محسوس طور پر آگ کی چنگاریاں اڑتی نظر آئیں لیکن سلطان
نے ایک تدبیر اور کی جو زیادہ مفید ثابت ہوئی اسلامی لشکر میں سے چار ہزار تیر انداز جو
سب سے بہتر اپنی تیر زنی کا جوہر دکھا چکے تھے انکو حملہ آوروں سے علیحدہ کیا اور ایک پہاڑ
کے دامن میں انکی کئی صفیں کرکے قائم کیا۔ یہ لوگ کسی قدر چکر سا کھا کر تیر باری کرتے
ہوئے بڑھے انہوں نے ایک موقع منتخب کرلیا جہاں سے مسلمانوں کو بچا کر وہ اپنے تیروں کا
نشانہ صرف ہندوؤں کو بنا سکتے تھے۔ ان لوگوں کے تیروں نے واقعی بڑا اثر کیا جو لوگ
مسلمان حملہ آوروں کی لڑائی میں مشغول ہونا چاہتے تھے اونمیں سے اکثر انکے تیر کھا کر گرا
دیتے تھے اور جو زندہ بچے تھے اونکو سوا بھاگنے اور بھاگ کر بچنے کے اور کوئی بات
میں مفر نہ تھا تاہم ہندوؤں نے بڑے صبر اور استقلال سے کام لیا۔ لیکن ایک
عالمگیر مرگ مفاجات کا اونکے پاس کیا علاج تھا۔ وہ سب ہی پریشان ہوکر ادھر اودھر
گھبرائے پھرتے تھے۔ خود مہاراجہ اجمیر شش اور اسکا بہادر فوجی افسر جے رام دونوں فکر میں تھے

کہ کیا کرین مگر باوجود ہر طرح کی پریشانی کے دونون نہایت بہادری سے مقابلہ کررہے
تھے اور برابر لڑنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ اب آفتاب غروب ہونیکے قریب پہونچا طیور جو
لڑائی کا ہنگامہ دیکھکر اوڑ گئے تھے اور ادہر ادہر پہاڑیونکی چوٹیون پر بیٹھے ہوے تھے اب
شام ہوتے دیکھکر اپنے نشیمنون اور آشیانونکے ارادے سے اڑ اڑ کر آتے تھے اور
کہیں ٹھہرنے کی جگہ نہ پاکر سیلانِ ...گی کے فضا میں ادہر اودہر دوڑنے لگتے تھے
اس بار بھی مسلمانان کے ہندؤن پر اس آخر وقت نے دور انتشار طاری کر دیا
مسلمانونکا جہاندیدہ افسر داؤد طائی جو پہلے پہل میدان میں نکلا تھا ہندؤنکی اس
حالت کو بخوبی سمجھ گیا اور انکی بزدلی کا مضمون انکی چہرے سے پڑھ لیا اس نے اپنے
سوارونکو یک بیک اوبھارا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے زور سے ایک آخری حملہ
کر دیا اس حملہ نے ہندؤنکے قدم اکھاڑ دیے اور سب گروہ تو جمے لڑتے رہے مگر دو رسالے
جو بائیں جانب دیر سے بدحواس ہو رہے تھے اور داؤد کے سوارون کا زیادہ دباؤ انہی
پر پڑا تھا اون سے نہ ٹھیرا گیا اور فوراً بھاگ کھڑے ہوے مہاراجہ جے رام انکے نزدیک
آیا اور انکو سنبھالنے لگا لیکن اون کا سنبھالنا تو درکنار جے رام کے ساتھی جنہوں نے
وسط فوجکو زیادہ مضبوط کر رکھا تھا انکے بھی قدم اکھڑ گئے دیگر افسران لوگونکے روکنے اور
قائم رکھنے کی تدبیر و نہیں تھے کہ باقی حصہ فوج کا ... اب تک مقابلہ کر رہا تھا اوسنے بھی بھاگنا شروع
کیا الغرض فوج کچھ اسطرح بے استقلال اور بیدل ہوکر بھاگی کہ مہاراجہ اجمیر اور
اسکے وفادار افسرون نے ہزار تدبیریں کیں مگر کچھ نہ ہوسکا۔ اگرچہ مسلمانونکو موقعہ ملگیا
تھا کہ تعاقب کرکے اپنے حریفونکا کام آج ہی تمام کر دیتے مگر اونہوں نے خدا جانے تھک
جانے سے یا نہیں معلوم کس سبب سے اونکا تعاقب نہیں کیا اور اپنے کیمپ میں جا ٹھہرگئے
جنکے خیمونکی مستطیل قطارین مسلمانونکے لشکرگاہ سے قریب ہی دور تک پھیلی چلی گئی ہیں۔
سلطان محمود جب اپنے خیمہ کو چلا تو اوسکی جلو میں مخلہ اور افسرونکے التونتاش بھی تھا
سلطان نے اوسکی طرف متوجہ ہوکے کہا التونتاش آجکی لڑائی تو نے دیکھی میں
نے ... کے فوج سے اکثر لڑا مگر ایسے جانباز سپاہیوں سے لڑنیکا آجتک اتفاق نہیں ہوا

التونتاش۔ حضور یہ [illegible] بہادر تو ضرور ہیں مگر سلطان بہادر کے عساکر [illegible]
محمود۔ بیشک۔ مگر افسوس منصور کا پتہ نہیں اگر آج وہ ہوتا تو دیکھتے حاسدنکے سامنے
یہ کفار اتنی دیر بھی نہ ٹھیر سکتے۔
التونتاش۔ بجا ہے قطع نظر [illegible] منصور کے علم [illegible] جوانمردونکو درست بنا رکھا ہے
محمود۔ نہیں معلوم منصور کیا ہوا اور کہاں غائب ہو گیا۔
التونتاش۔ عساکر سلطانیہ اس مہم سے فراغت ہوئے تو منصور کی جستجو میں سرسری
سی کوشش کیجائے۔ میرے خیال میں کل اس لڑائی کا اختتام ہو جائیگا۔
محمود۔ انشاء اللہ دونوں یہ باتیں کرکے مع تمام افواج کیمپ کو روانہ ہوئے۔

سولھواں باب

اجمیری کیمپ

اگرچہ ہندوؤں نے معرکہ جنگ میں بڑی بہادریاں دکھائی تھیں خصوص افسروں نے اپنی
قومی حمیت کا انتہائی جوش دکھایا تھا۔ لیکن لڑائی کا نتیجہ ایسا خراب ہوا تھا کہ جب راجہ
دربار عام میں اور معزز اراکین دولت جب اپنی فرودگاہ کو پہونچے تو نہایت سست اور انتہا
سے زیادہ مضمحل تھے راجہ کا یہ عالم تھا کہ غصہ اور صدمے کے مارے وہ لیے آپے سے گزرا
جاتا تھا اس نے شاہی خیمہ میں داخل ہوتے ہی تھوڑی دیر تو انتظار کیا اور اسکے بعد
تمام افسران فوجکو اپنی حضوری میں طلب کیا دربار اپنی قدیمی شان و شوکت سے قائم ہوگیا
اور اراکین دولت اپنے اپنے قرینے سے مناسب مقامات پر آکے بیٹھ گئے۔ جب مقربان دولت
جمع ہوگئے تو انکی طرف مخاطب ہوکر راجہ نے یہ کلمات کہے۔
راجہ۔ اجمیر شہر والو تمہاری غیرت کہاں گئی۔ تمہاری جرأت کیا ہوئی وہ بڑے بڑے
لمبے چوڑے دعوے جو اپنے دیش کے بچانیکے لئے تم کرتے رہتے تھے شکستہ باخاص
اپنے وطن اور گھر کے دروازے پر افسوس ہی ہوا کہ سلطان دن بھر کے تھکے تھے ورنہ اگر
تمہارا تعاقب کرتے تو تم ہی بتاؤ کیا ہوتا۔ تم بھاگ کھڑے ہوتے ذلت اور بیعزتی کے ساتھ اپنی

استریوں اور اپنے بالکوں کو کس پر چھوڑ چلے تھے مسلمانوں کی عادت کیا تمہیں معلوم نہیں ہے
کہ وہ اپنے دشمنوں کی شریف بہو بیٹیوں کو اپنی لونڈیاں بنا تے ہیں اور انکی بے عزتی کرتے ہیں
ایسی لڑکیوں کو پکڑ کر اپنے دیس میں لیجا کر بیچ ڈالتے ہیں جنکی زندگی غلامی اور ترکوں کی [illegible]
سیوا ہی کرتے گذر جاتی ہے اپنے خاندانوں کو تم اس لئے مسلمانوں کے سپرد کئے دیتے تھے مرنا
اچھا ہے اور یہ ذلت اچھی نہیں مگر یہ خیال شریف بہادروں کو نہیں ہوتا ہے [illegible]
[illegible] ایسی بے عزتی تم نے گوارا کرلی۔ میرا راج اگر کسی ہندو راجہ کے ہاتھ میں جاتا تو مجھے
بالکل افسوس نہ ہوتا اس لئے کہ وہ دہرم کی قدر کرتا اور عورتوں اور بچوں کی ایسی بے آبروئی
اوسکے ہاتھ سے نہ ہوتی افسوس تو یہی ہے کہ تم ان ذلیل لوگوں کے آگے بوسے خاک ہو
جنکے دلمیں نہ شرافت کی [illegible] ہے نہ کسی عصمت کا خیال ہے خود ذلیل ہیں ویسا ہی ذلیل اور
سبکو بھی سمجھتے ہیں تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو ایسے ظالموں کے سپرد کئے جاتے تھے راجہ کی
پر جوش اور پر حسرت تقریر سنکے تمام لوگوں نے ندامت سے سر جھکا لیا [illegible] دریا میں سناٹا
رہا آخر ایک [illegible] برہمن جو دربار [illegible] اعلے درجہ کا شیر تھا اوٹھا اور راجہ کی طرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا مہاراج [illegible] سے بہت بڑی غفلت ہوئی اور مہاراج کے لوگوں نے
بالکل اپنے نام [illegible] ظاہر ہوا ہے اب انکے دل میں غیرت پیدا ہوگئی ہے [illegible]
[illegible] اپنا دہرم نہ بچائیں اور ملک [illegible] آگے سے بھاگ کھڑے ہوں کل
کیواسطے انکے [illegible] قسم لے لیجئے اور [illegible] کارنمایاں کر دکھاتے ہیں۔
راجہ۔ [illegible] دکھائیں گے۔ افسوس میری پیاری! وہ نازنین اور بہادر لڑکی موہنا
آج [illegible] تو مجھکو کسی بات کی پرواہ نہ ہوتی۔ جس روز سے اسکا پتہ نہیں اسدن
سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اب اجمیر شہر کی قسمت الٹ گئی اور وہ زمانہ بہت نزدیک آنیوالا
ہے جب ظالم بے رحم بے حمیت [illegible] کی قدر نہ جاننے والے ترک آکر سارے دیس
سارے مندروں کو بھرشٹ کر دینگے۔ [illegible] اور مجھے ان مصیبتوں میں ڈالگئی میں سچ
کہتا ہوں تمہارے کئے کچھ نہ ہوگا۔ لیکن اے اجمیر شہر کے [illegible] چاہیے جان کھو
کر جس ذلت کو تم نے گوارا کر لیا ہے اور جس تباہی میں تم اجمیر شہر کو [illegible] ذلت

اور تباہی تم دیکھو اور شوق سے دیکھو مگر مجھ سے نہ دیکھی جائیگی بدنصیبی اور نا امیدی کی گھڑی
سے پہلے ہی دنیا کو چھوڑ دونگا اگر دنیا مجھے نہ چھوڑیگی تو میں خود دامن جھٹک کے اسکو
اپنے سے علحدہ کر دونگا میں خود لڑائی اور خونریزی کے دریا میں کود دونگا اور دشمنوں کو
[illegible] کرتے کرتے اپنی جان دے دونگا۔ افسوس اجمیر شریف کی تباہی کا وقت آگیا اور کسی وجہ سے
نہیں صرف اس وجہ سے کہ اسکے دوستوں کے دل سے اسکی محبت [illegible] اتنا کہکے راجہ زار و
قطار رونے لگا [illegible] پرتھمند راجہ کی یہ ایسی تقریریں اور آخر میں اسکی گریہ [illegible] دیکھکر
لوگوں سے نہ رہا گیا سب راجہ کے قدموں پر گر پڑے اور سب [illegible] عرض کرنے لگے سری مہاراج
آپ [illegible] نہیں ہوں۔ ہم لوگوں میں سے جبتک ایک شخص کی جان باقی رہیگی اسوقت
تک ممکن نہیں کہ ایک ملکش بھی اجمیر شریف کے پھاٹک پر قدم رکھ سکے۔ اگر ہمارے اس عہد
پر [illegible] تو ہم اسکا ثبوت دوسرے موقع پر دے سکتے ہیں آخر [illegible]
کارروائی ایک ہندو مہاراجہ کو کرنا چاہئے وہ کرنیکو بھی ہم موجود ہیں ممکن ہے کہ ہم سب
اپنی استریوں کو چتا میں بٹھا دیں اور جلا کر خاک کر دیں [illegible] جرات سے رخصت
کردیں اور تلواریں ہاتھ میں لیکر نکل کھڑے ہوں اگر ایشر نے مدد کی تو اجمیر کا راج
آپ ہی کے لئے ہوگا۔ ورنہ ہم سب حضور کے قدموں [illegible] کٹ کر مر جائینگے اجمیر شریف
پر جس روز ظالموں کی حکومت ہوگی۔ اس روز ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ ہوگا۔
راجہ۔ ابھی [illegible] کی ضرورت نہیں ابھی تو ہم اپنے شہر سے باہر
مسلمانوں کا مقابلہ کر رہے ہیں ان باتوں کو اس دن کیلئے اٹھا رکھنا چاہئے جس روز
ہم اجمیر شریف میں محصور ہو کر فتح سے نا امید ہوں۔ ابھی ہمارے ساتھ کافی فوج موجود ہے
اور اگر ہم دل کریں تو پوری جرات کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے
کہ اسوقت تم بھاگ کھڑے ہوئے اور تم نے دشمنوں کو اپنے اوپر [illegible] بالکل کی لڑائی
پر دارومدار ہے۔ اگر تم لوگوں نے پوری جرات اور [illegible] سے کام لیا تو امید
ہے کہ تم مسلمانوں کو قبل اسکے کہ وہ ہمیں اجمیر شریف کے برج اور اوس کے مندر دیکھیں
لڑائیں مار کر بھگا دو گے۔

افسر۔ مہاراج کل ہم بتادینگے کہ حضور کے ان جملوں نے ہم پر کیا اثر کیا اور ہمارے
دل اب کیسے بڑھ گئے ہیں آپکی خطا معاف فرمائیں اور کل ہماری بہادری اور ہماری تقدیر کا
امتحان کریں راجہ۔ مجھے اپنی موہنا یاد آتی ہے وہ شریف تھی اور بہادر تھی اگر وہ ہوتی تو
مجھے لڑائی کیطرف سے ناامیدی نہ ہوتی اسکی بہادری اور سپہگری کی دور دور شہرت تھی
اور شاید اسکے ذریعہ سے مسلمان مجھ سے صلح بھی کر سکتے ہیں نہیں معلوم کہ اسے کیا صدمہ پہنچا
کہ چلی گئی اور خدا جانے کہاں گئی اسکو میرے ساتھ بڑی محبت تھی مجھے سمجھ میں نہیں آتا اسنے
مجھے کیوں چھوڑ دیا اسکے بعد راجہ اپنے وزیر کے بیٹے جے رام کیطرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا
جے رام اگرچہ کل کی لڑائی میں تجکو میں نے دیکھا کہ بڑی بہادری سے لڑتا رہا اور تو نے
بہت خوبصورتی سے مقابلہ کیا جسوقت فوجیں بھاگنے لگی تھیں اسوقت تو نے بھی
بہادری سے انکو روک رہا تھا اور مقابلہ پر آمادہ کرتا تھا مگر تو کیا کر سکتا تھا جبکہ سپہ سالار
نے میدان جنگ چھوڑ دیا رنجیت سنگھ نے بھی پوری بہادری دکھائی اور مجھکو یہ ذہن
نشین کردیا کہ ہمارے دیس میں بڑے بڑے سورما اور بہادر سپاہی موجود ہیں کل کی
لڑائی کا انتظام تمہی دونوں افسروں کے سپرد ہے۔

یہ کہکر راجہ نے تمام افسروں کو رخصت کیا اور خود خیمہ میں چلا گیا۔

جو خیالات راجہ نے اپنے افسروں کے سامنے ظاہر کئے تھے یہی خیالات تمام افسران نے ہر
ایک سپاہی کے آگے بیان کئے سپاہی اپنی شکست پر نادم ہوتے تھے اور اپنی اوسوقت کی
طبیعت پر جھنجھلاتے تھے اور غصہ کرتے تھے جب مسلمانوں کے سامنے سے انکے قدم ہٹ گئے تھے
وہ رہ رہ کے غور کرتے تھے کہ کیا بات تھی مگر خود انکی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ انہیں حریف
کے مقابلہ میں زک ملگئی اپنے نام اپنے دھرم اور دیش اور اپنے وطن کی حمایت میں جان دینا
ہر شخص کا کوئی معمولی ہی خیال نہ تھا بلکہ ہر شخص نے اوسکو اپنا فرض کر لیا تھا۔

یہ رات ہندوؤں کی فوج میں عجیب رات تھی ایک مذہبی اور قومی غیرت کا جوش تھا کہ مجسم
صورت نظر آ رہی تھی لوگ سستانا یا آرام کرنا بلکہ اثر کھانا تک بھولے ہوئے تھے اور تمام رات
جوش و خروش میں گذری کچھ افسروں ہی پر منحصر نہ تھا سپاہی ایک دوسرے کو غیرت دلاتا تھا

اور سمجھاتا تھا کہ آزادی اور قومی حمایت کتنی بڑی ضروری اور لازمی چیز ہے اسکے علاوہ
ایک قدرتی کار روائی یہ ہو گئی کہ خاص شہر اجمیر میں اس شکست کی خبر پہنچی تو جتنے گھر تھے
سبھوں میں ایک کہرام مچ گیا۔ معزز گھرانوں کی عورتیں خصوص چھتریوں کی وفادار عورتیں شہر سے
نکل کے لشکر گاہ میں گئیں جنہوں نے مردوں کو غیرت دلائی جو اپنے انتہائی جوش میں چلے ہوئے
دلکو حد سے زیادہ لعنت و ملامت کرنے لگیں اونہوں نے یہ انتہائی کلمہ کہا کہ اگر تم
سے اب مقابلہ نہیں ہو سکتا وطن اور دھرم در کنار تم اپنے بال بچوں کو نہیں بچا سکتے
تو کچھ پروا نہیں تم گھر میں بیٹھو ہم مسلمانوں کو مار کر اپنے ملک سے بھگا دینگے یہ تمام ایسی
باتیں تھیں جو ہو گئیں کہ اگرچہ ہندوؤں کے دل سست ہو گئے تھے اور انہیں اب مقابلہ کی تاب
نہیں رہی تھی مگر انکے دل پھر بڑھ گئے اور پوری قوت سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو گئے
مسلمانوں کا [illegible] شاید یہ خیال ہوگا کہ ہم نے ہندوؤں کو پوری شکست دی پھر انہیں
پھر مقابلہ کی قوت نہ ہوگی۔ کل اجمیر پر فتح و نصرت کے جھنڈے اڑا دینگے جو جیالے
لوٹ مار کے زیادہ دلدادہ تھے انکو خوشی تھی کہ کل اجمیر کے خزانے اور مندروں
کے لوٹنے کا موقع ملیگا۔ مگر اونکے خیالات اب صرف دل ہی دل میں تھے اصل میں وہ
ہندوؤں کو شکست کھا سکنے والے [illegible] نہیں ہیں اب انکو تقدیر کا آخری کھیل کھیلیں گے
اور [illegible] وہ کس قدر مضبوط ہیں۔ واقعی اس بات کا سامنا دیکھنے کیلئے آیا تھا
[illegible] تھی جس [illegible] نے حوصلے اور اپنی حیثیت کیموافق
اقتباس نور کر رہے تھے تارے [illegible] ہو رہے چھپ گئے تھے اور جو اپنی خمار آلودہ اور
دھندلی آنکھیں کھولے ہوئے تھے۔ ان ہی رفتار پر رات کے گذرنے کا اندازہ کیا جاتا ہے
مذہبی پر جوش فوج کے سپاہی بار بار آنکھ اوٹھا کے ان تاروں کی صورت دیکھ لیتے تھے کہ
مذہبی فرائض کے ادا کرنے کا وقت آیا یا نہیں ہندو اسیطرح دیوتاؤں کی پرستش کے انتظار
میں سرگرم [illegible] تھے جسطرح مسلمانوں کو صلوۃ صبح کی ابتدائی اور مقبولیت کے وقت کا
انتظار تھا [illegible] میں جوش شجاعت اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اونہیں سب چیزیں بھول گئی
تھیں اور صرف اس امر کے انتظار میں ایک بیقراری تھی کہ کسی طرح صبح ہو تو پھر بہادری اور

جانبازی کا تماشا دیکھنے اور دکھانے کا موقع ملے ایسی پرجوش اور پرشوق تو موثر اس
نورانی رات کے چاند کی شعاعیں پڑ رہی تھیں کہ سنگستانی ٹیلے کھائیاں اور دلکش جھلوؤں
پر واقع ہونے والے جنگل ان تمام چیزوں کا مجموعی سماں دیکھنے کے قابل ہے رات
کے جوش میں وہ جوگی جو ایک ذلیل اور تنگ مندر میں سکونت پذیر تھے اپنی موثر
اور سریلی آوازیں [illegible] قادر مطلق کی تعریف میں بھجن گانے لگے رات کے سناٹے
میں انکی پاٹ دار آوازیں فضائے عالم کا زیادہ حصہ طے کر جاتی تھیں واقعی اسوقت
کے شور میں انکی [illegible] نے ایک روح پھونک دی تھی کہ درندوں کی آوازیں جنگل سے
آنا موقوف ہو گئیں دونوں لشکروں میں جو معمولی شور اور ہنگامہ تھا وہ بھی موقوف
ہو چلا اور سب ذوق و شوق کے ساتھ اونکی غزل سن سنکے بیتاب ہونیلگے جسطرح عرب کے
ریگستانوں میں رات کو اونٹوں کی رفتار شکر نغموں سے تیز ہو جاتی ہے اسیطرح یہاں اہل فوج کے
خواصوں کی رفتار جوگیوں کی موثر آوازوں سے ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی تھی
سلطان محمود غزنوی اپنے لشکر میں آئے تھوڑی دیر تو اہل فوج کو آرام لینے کا موقع دیا
اسکے بعد ایک دربار مرتب کیا یہ دربار عشا کی نماز پڑھنے کے بعد مرتب کیا چند منجم جو ساتھ
تھے اونھوں نے لڑائی کے متعلق کچھ حکم لگائے اگرچہ وہ حکم سلطانی افواج کے حق میں بھی
مفید تھے مگر محمود غزنوی کے خیالات دینی تعلیموں کے واسطے موافق نہ تھے کہ اسنے ان منجموں کو سخت سرزنش
دی یہی وہ باتیں تھیں جنکی بنا پر [illegible] محمود کو سخت [illegible] واقعی [illegible]
کے خیالات ان ساحرانہ ڈھکوسلوں کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے محمود [illegible]
مبارکباد دی اور خوشخبری سنائی [illegible] نوبت نہ آئیگی اور ہماری اسلامی پھریرے
اجمیر شریف کے اونچے کلسوں اور شاہی محلوں اور قلعہ کے اونچے برجوں پر اڑ رہے
ہونگے کل دنیا ہمارا استقبال کریگی اور عقبی میں بھی ہم اپنی سرخروئی کا تمغہ حاصل
کر سکیں گے ۔ حوریں ہماری آرزومند ہونگی ۔ جنت کے دروازے شہدا کے
واسطے کھلجائیں گے جو خدا کی طرف سے ہمیں ہدیہ اور ہماری شمشیرزنی اور جانبازی
کا صلہ ہوگی ۔ سلطان کی اس تقریر اور اونکے خیالات سے ہر مسلمان کے دلمیں وہ

آبائی اور اسلامی فیلنگ تازہ ہو گئی جس نے اکثر سپاہیوں میں مسلمانوں کو بہت ہی جوش و شوق تھا
کٹوا دیا ہے۔ تمام حاضرین دربار نے سلطان کی مضبوطی کے ساتھ یقین دلایا گیا ہے جو
کچھ ہو وہ جبتک اپنی غرض حاصل نہ کرلیں گے میدان سے یا تو فتح و نصرت اور یا شہادت
اور موت یہ ایک خیال ہے۔ جو نہایت گہرے حرفوں سے لوگوں میں ہر شخص کے دل پر نقش ہو گیا
سلطان نے آخر یہ بھی کہا کہ تم لوگوں کی بہادری اور جرأت کا میں معترف ہوں مگر مجھے اسکا
خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی کامیابی اور فتح کے دہوکے میں رہو اور تقدیر تمکو دہوکا
دیدے بہت سے بہادر دلاور فتحمند لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی فتح کے دہوکے میں رہے اور
دشمنوں نے انکو اسی غفلت میں ڈالکر خود کامیاب ہو جانے اور تقدیر کا پانسہ پلٹ دینے کا
موقع پالیا بہادر و فتح کرنا دشوار ہے مگر اس فتح کو سنبھالنا اور آخر تک کامیاب رہنا زیادہ
دشوار ہے اہل اسلام اور اے میرے فتحمند افسرو تمہیں تاکید کرکے اور خدا و رسول کا واسطہ
دلاکے کہتا ہوں کہ جس دل سے آج تم صبحکو میدان جنگ میں گئے تھے ویسے ہی پر جوش
اور پر شوق دل اور ویسے ہی جانبازی کے خیال اور ارادے سے تم کل صبح بھی میدان میں
نکلنا الغرض سلطان نے بھی اپنے سپاہیوں کے دلمیں ان الفاظ سے ایک تازہ جوش پیدا
کردیا تھا۔ سلطان اور شاہ مہنا کی کاروائی اور دونوں حریفوں کی آمادگی اور مستعدی کو
ہمارے قصہ کا دیکھنے والا اندازہ کرسکتا ہے کہ دوسرے روز قیامت کبری کا خوف ہے
دونوں فوجوں کے جوش و خروش نے ذرہ بھی آرام سے نہ رہنے دیا تھا کہ صبح کا سفیدا
نمودار ہوا جسکے ساتھ ہی اُدھر اذان کی آواز آئی اور اُدھر ناقوس اور گھنٹوں کا شور بلند ہوا

ستر ہواں باب

لڑائی اور تمام واقعات کا نتیجہ

صبح ہوئی اور صرف مسلمان و ہندو ہی اپنی مذہبی عبادات میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ
ملیچھ نے بھی اوس خداوند مطلق کی بے نیازی اور شاہنشاہ عظمی کی یاد اپنے طریقوں اور
رسموں سے ادا کرنا شروع کیا نماز و عبادات سے فراغت ہو

عالم کے مخفی اور پوشیدہ چیزوں پر سے تاریکی کا پردہ اوٹھنے لگا اور سپہ کو اس امر کا
مرتب ہونے لگا کہ لڑائی کے لیے تمام باتوں کا سامان کر دیا۔

یکایک دونوں طرف تیاری فوج کے حکم دینے والے باجوں کی آوازیں آئیں۔
ہر شخص خواہ مہاوت ہو یا بزدل اوس نے سویرا ہو پہنچنے والے دن کے پورے ہونے کا
خیال کر کے ایک گہری جھرجھری لی۔ دونوں حریف لشکر والوں نے بھی ایک حسرت کی
نگاہ سے اس آخر شب کے آسمان اور ان رخصت ہونے والے اور لرزتی صورت والے
تاروں کی صورت دیکھی کہ شاید آئندہ تقدیر کی وضع نظر آجائے۔ گو خیالات میں ایسی
لغزش تھی لیکن ظاہری وضع میں ہر شخص انتہائی جرأت کے نمونے دکھا رہا تھا۔
دونوں طرف کے جھنڈے بلند کیے گئے اور جوش و مسرت کے نعرے گونجنے لگے فوج اور
لشکر گاہ کے آگے جو میدان پڑا ہوا ہے اسمیں دونوں طرف صفوف جنگ مرتب ہونے لگیں
ہر شخص اس امر کا خیال تھا کہ جس طرح ہو [illegible] کو انصرام و انتظام سے فراغت
ہو جائے افسر صفوں کے آگے گھوڑے دوڑا دوڑا کر کلمات رجزیہ بلند آواز سے کہہ کر لوگوں کے
دل ابھارنے لگے ہندؤں کی فوجیں ابھی پوری طرح مرتب نہ ہونے پائی تھیں کہ مہاراجہ
اجمیر شاہ جو فتح سے زیادہ اپنی موت کا خواستگار تھا میدان جنگ میں آیا برہنہ تلوار اسکے
ہاتھ میں تھی اور اوس سے اشارے کر کے اپنی ہر سپاہی کا دل بڑھا رہا ہے سامنے ہر شخص
یقین دلا رہا اگر فتح ہوئی تو اول تو راجہ بھی زندہ ہے اگر اجمیر شاہ کے سپاہیوں نے بدنام
ہو کر ذلت کے ساتھ اپنے گھروں میں واپس آنا چاہا تو یہ سب یقین کر لیں کہ وہ راجہ کو
پھر اپنے شہر میں نہ پائیں گے اس خیال نے سب کے حوصلے بڑھا دیے ہیں ہر ایک کو موت
کا آرزومند بنا دیا۔ دوسری طرف سلطان محمود غزنوی گھوڑا بڑھاتے ہوئے آیا اور
اپنی صفوں کے آگے اپنا نیزہ گاڑ کر ٹھیر گیا پھر اپنے فوج کے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا
اے [illegible] سمجھ کر میں سفید بیرق کہاں گاڑ دیا ہے؟ سفید سنت عرب [illegible] مبارک امر
برگزیدہ دین اسلام کا امر ہے۔ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس لڑائی کو صرف جہاد
سمجھتا ہوں۔ میری غرض اس فوج کشی سے ملک گیری اور دنیاوی جاہ و حشمت ہرگز

سخت حملہ کیا تھا کہ وہ کسی طرف نہ رک سکے بلکہ جس قدر پیدل وہ مسلمانوں کو پیچھے ہٹاتے گئے تھے اوس سے زیادہ خود ہٹتے گئے راجہ نے اپنی فوج کے لوگون کو بہت روکا لیکن اونکی یہ کیفیت تھی کہ دل کڑا کر کے ٹھہرتے تھے لیکن نہین معلوم وہ کیونکر دیکھتے تھے کہ مسلمان سوار اور آگے بڑھ آئے جس کی وجہ سے مجبوراً کسی نہ کسی قدر پیچھے ہی ہٹ جانا پڑتا تھا۔ رنجیت سنگھ نے اپنے سوارون کے ساتھ ان مسلمانون پر حملہ کیا ور بہت سخت لڑائی ہونے لگی ان دونون طرف کے سوارونکی لڑائی نے دم بھر میں بہت سی جان کا فیصلہ کر دیا اور ہزار ہا آدمی اوس عالم کو چلے گئے جسکو اپنے اعتقاد مین وہ اپنی حسن خدمات کا انعام کا خیال کرتے ہین جسوقت کہ لڑائی زور و شور پر تھی اور جسوقت کہ ہندو اور مسلمان غصہ سے کسی کو اپنے پرائے کا بالکل ہوش نہ تھا اسوقت اجمیر شریف کے بہادر اور نوجوان نامور جے رام نے روز گذشتہ کی طرح پھر کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور لوگون کی نظرین بچا کر اس ہولناک رن سے غائب ہوگیا ہمارے دوست یہ نہ سمجھین کہ وہ بھاگ گیا نہین اوس نے کامیابی کی ترکیب نکالی کہ تھوڑی فوج لیکر پشت کی جانب واقع ہونے والی پہاڑیون مین گیا اور وہان سے اوس نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایک بہت بڑا چکر کھایا اور پہاڑیون ہی پہاڑیون جاتے جاتے اوس مقام پر پہونچگیا جہان پر جہان ان جوگیون کا جھونپڑا تھا اوس جھونپڑے کے قریب پہاڑی کے دامن مین کھڑے ہو کر اوس نے اپنے سوارونکو تین حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ فوجکو اوس نے زیادہ شمال کیجانب بڑھا دیا تاکہ مسلمانون کی پشت کی طرف سے وہ لوگ نمودار ہون اور ایک حصہ اوس نے اپنے ساتھ لیا اور ایک حصہ کو پہلے دوسرے حصہ کے درمیان مین مقرر کیا اور ارادہ کیا کہ تینون گروہ ایک ساتھ مسلمانون پر ٹوٹ پڑین تاکہ مسلمانون مین یک بیک ایسا اضطراب پیدا ہو کہ انکے قدم اوکھڑ جائین ہر حصہ فوج مین ایک سنکھ بجانیوالا ساتھ تھا اور سنکھ کی آواز حملہ کرنیکی پہچان تھی تاکہ ایک گروہ کے حملہ کی دوسرے گروہ کو فوراً خبر ہو جائے جے رام نے یہ انتظام کرنیکے بعد دونون حصون کو اپنے اپنے مقام پر روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ کسی مخفی جگہ کو کمینگاہ مقرر کرلین اور وہان اسوقت تک چھپے بیٹھے رہین کہ جبتک خود جے رام کی طرف سے سنکھ کی آواز سن لین دونون گروہ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہو گئے جے رام اصل مین بڑا بہادر شخص تھا اور اوس کے

خیالات اجیرشرما کی حفاظت مین کل بہادرون سے زیادہ پرجوش تھے اوسنے اپنے سوارونکو
ایک مقام پر ٹھہرایا اور خود تنہا روانہ ہوا کہ کسی مقام سے چھپکر لڑائی کا تماشا دیکھے اور
اندازہ کرے کہ سپاہی کیسی لڑائی لڑرہے ہین اور مسلمانون کا استقلال کیسا ہے
اسی ضمن مین اوسکا یہ بھی مقصد تھا کہ خود حملہ کرنے کے لئے مناسب وقت اور مناسب موقع
تجویز کرے اس کے سوار اطمینان سے پہاڑیون کے درہ مین خاموش کھڑے ہین اور وہ آہستہ
آہستہ چلا جاتا ہے سلطان محمود کے سپاہیون سے اگرچہ کارروائی بالکل مخفی رکھی گئی تھی
اس قسم کا حملہ جو گذشتہ روز کی لڑائی مین جے رام کیطرف سے کیا گیا تھا اوسکا حال اگرچہ پہلے
نہین معلوم ہوا تھا لیکن رات کو جب مسلمان جنگجو پلٹ کر اپنے خیمے مین آئے تھے اوسوقت انہین
بعض جاسوسون سے اور دو چار ہندؤن سے جنکو کامیاب مسلمانون نے گرفتار کر لیا تھا .
معلوم ہوگیا تھا کہ جے رام کتنا بڑا بہادر اور ہوشیار سپاہی ہے اور اوس نے اپنی کامیابی کیواسطے کس
خاموشی سے کچھ فوج الگ کرکے پہاڑیونکے اندر سے یک بیک کیسا حملہ کیا تھا آج ابتدائے جنگ
سے مسلمانون کے ہوشیار افسر جے رام کی حالتون کو دیکھتے رہے تھے جسوقت آج وہ اپنی فوج سے
علیحدہ ہوا تھا اوس وقت گو کہ مسلمانون نے اپنی طرف اس امر کا بالکل ثبوت نہین دیا کہ وہ
جے رام کے جانے اور روانہ ہونیکو سمجھ گئے اور انہون نے اسکو اپنی فوج سے علیحدہ ہوتے دیکھ
لیا مگر وہ درحقیقت ان باتونکو بخوبی جانتے تھے مسلمانون نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایسی تدبیر
کرلی کہ جے رام کو آج کل کی طرح سے کامیاب نہونے دین انکا بہادر افسر التونتاش ہندؤن
کے ساتھ ہی اپنی ہی فوج دس ہزار سوار لیکر علیحدہ ہوگیا اور وہ بھی اوسی طرف روانہ ہوا
جدہر جے رام گیا تھا اور اوسی طرح لوگونکی نظر بچا کر کہ ہندؤنکو اوسکی خبر بھی نہوئی. گو ہماری نظر
اسے دیکھ نہین رہی ہے. مگر ہم اس امر کا یقین کرلین کہ جے رام کے سپاہیونکے قریب ہی کہین وہ
بھی چھپا ہوا بیٹھا ہوگا اور کسی ایسے موقع پر نکل پڑیگا کہ جے رام کی ساری ہوشیاری اور تمام
تدبیرین بیکار ہوجائین زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ جے رام نے اپنی فوجکو تین حصونمین تقسیم
کرکے ایک ہی حصہ اپنے ہمراہ لیا ہے باقی حصے دور دور بٹھا دیے ہین اور اپنے ساتھ اپنی
فوج کا تھوڑا سا حصہ رکھا ہے. جو کسی طرح التونتاش کی فوج کا مقابلہ نہین کرسکتی خراب دیکھئے کہ جے رام تن تنہا

لڑائی کا سمان دیکھنے چلا ہے وہ نہایت اور بہت اطمینان سے آرہا ہے کبھی نشیب مین ہوتا ہے اور کبھی بلندی پر اس پہاڑی سے اس پہاڑی پر ہوتا ہے اس وادی سے گذر کر اس وادی کو طے کرتا ہے اس جھاڑی مین چھپا ہوا آتا ہے دوسری جھاڑی سے نکلکر کھلے میدان مین آجاتا ہے پھر لیک کے دوسری جھاڑی کے دامن مین چھپ جاتا ہے اور اسنے وہ مقام بھی طے کیا جہاں وہاں فقیرون اور جوگیون کا جھونپڑا ہے سن رسیدہ اور بوڑھا جوگی اپنے جھونپڑے سے نکل کے اوس کے قریب آتا ہے اور کہتا ہے بچہ تو لڑائی کا میدان چھوڑ کے یہان آیا؟

جے رام ۔ آپ کو اس کوہستانی مقام کے حالات بخوبی معلوم ہون گے ۔ کوئی ایسی جگہ ہے جہان سے ہم مخفی طور پر بیٹھ کے لڑائی کا تماشہ دیکھ سکین ۔

جوگی ۔ (ایک مشرقی پہاڑی کی طرف اشارہ کرکے) دیکھئے اس پہاڑی کے درمیان مین وہ بڑی سی چٹان نظر آتی ہے اوسکے پہلو مین بیٹھ کے اگر کوئی دیکھے تو سارا میدان جنگ نظر آتا ہے ۔

جے رام ۔ مین تو جاتا ہون وہان سے دیکھون گا

جوگی اس کے بعد لیک کے جھونپڑے مین ہو رہا اور جے رام آگے بڑھا ۔ راستہ کے نشیب و فراز کو سنبھل کر اور ٹھیر ٹھیر کے طے کر رہا تھا اوسکا شوق اوسے بہت تیز لئے جاتا تھا لیکن راستہ ایسا خراب تھا کہ گھوڑے کے جانے مین بڑی بڑی دقتین پڑتی تھین اور کسی طرح نہین نکلنے بنتی تھی آخر جاتے جاتے ایسا مجبور ہوا کہ گھوڑے سے اُتر پڑا اور گھوڑے کو ایک درخت سے باندھدیا اور لگے بڑھا

جے رام روانہ ہوتے وقت بہت ہوشیاری سے کرتا گیا تھا کہ اپنے سوارون مین سے کئی سوار اوس نے ایسے بلند مقام پر متعین کرئے جہان سے وہ اسکی حالت کو ہر وقت دیکھ سکتے تھے جے رام نے جسوقت گھوڑا چھوڑا ہے اوس وقت اوسکے ہمرکابون کو معلوم ہوئی کہ اور بھی چند لوگ جائین جو اوس کے ہمراہ موجود رہین چنانچہ ان مخفی سوارون مین سے دس شخص روانہ ہوئے اور گھوڑا بڑھائے ہوئے چلے کہ جلدی سے اوس مقام تک پہونچ گئے جہان جے رام نے گھوڑا چھوڑا ہے اپنے گھوڑے بھی چھوڑ دین اور اوسکے پاس پہونچ جائین جے رام برابر چلا جاتا تھا راستہ کی خرابیون اور اولجھنون مین اس درجہ محو تھا کہ کسی اور

صفائی اور ایسے نہ رکنے والے حملوں سے کہ قبل اسکے کہ انکی زبان سے ایک لفظ بھی
نکل سکے دونون کی روح پرواز کر گئی - آہ یہ اندھیر ایسا خوفناک ایسا ظالمانہ سین! اور
بالکل نہین معلوم کہ کیون؟ اور کس بنا پر -

اجمیر شُس کے حسرت نصیب سوارون نے اگرچہ اپنے دشمنونکا فیصلہ کر دیا تھا لیکن انکے
دلکی حسرت کیونکر نکل سکتی تھی - اپنے سردار کے قاتلونکو انھون نے قتل کیا اور کھڑے ہوکے
نہایت بیتابی سے بڑا چلا کے رونا شروع کیا - یہ آواز اس پہاڑی مین گونجی دور تک پہونچی
یکایک بالکل پہلے جوگیون کی طرح ایک نوجوان جوگی روتا ہوا آیا اس نے نالہ کشی کرنے
والے سوارون سے نہایت اضطراب کے لہجے مین پوچھا کیا ہوا اسکے جواب مین سوارون نے ہٹ کے کہا
تم خود ہی دیکھ لو - اس نوعمر جوگی نے بڑھ کے دیکھا چیخ ماری - دونون پہلے جنگ آور
حریفون کی لاش پر جھکا اور جھک کے انتہائی بیتابی کے ساتھ انکے چہرونکو غور سے دیکھا
دیکھتے دیکھتے ایک قیامت کا حسرتناک سکوت اس پر طاری ہوگیا اُسنے جے رام کی تلوار
ہاتھ مین لی اور جلتے ہوئے جوش کے لہجے مین اسکی زبان سے نکلے دونون کا غم دونون کا
داغ اب کلیجہ کیون نہین پھٹتا کس کس کو روؤن لیکن ہاے کچھ میری جان کو صدمہ
پہونچنے دیجیے جے رام ہی کی تلوار زیادہ مناسب ہے ان جملون نے تمام لوگونکو اس درجہ
متحیر کر دیا کہ سب بت پرست ہوکے رہ گئے کسی کو اپنا ہوش آیا کب جبکہ اس پچھلے نوعمر جوگی نے
جے رام کی تلوار سے اپنا کام تمام کر دیا تھا اور تڑپ کے دھم سے پہلی لاشون پر گر پڑا تھا اس امر نے
اور قیامت برپا کر دی اس المیک مین حسرتناک دل خراشی اور ترقی کر گئی اور پہلے سے
زیادہ شور کرکے سب سوار رونے لگے اونچے رونیکی آوازین پہاڑونکے کلیجہ مین ناسور ڈالدیا
جے رام کی ہمراہی سوار جو ابھی دور تھے دوڑ پڑے انکا دوڑنا تھا کہ الغوثا شور اپنے ہمراہیون
کے ساتھ نکلا - قبل اس کے کہ اس بلند مقام مین پہونچین جہان مقتولون کی لاشین
پڑی ہوئی تھین اور جہان تک گھوڑے نہین پہونچ سکتے تھے پیچھے ہی دونون طرف
کے سوارون کا سامنا ہوا پہاڑی کی بلندی پر شہید ہونے والونکے ہمراہی سمجھے کہ
یہان سب سے جانبازون کے سرکشن مقابلہ کیا اور دنیا سے رخصت ہو نکلے خانان

شمار مین زیادہ تھے اس لئے کہ ہندو بہادر انکی فوج کے دو حصے علیحدہ جا چکے تھے صرف ایک ثلث فوج تھی اور مسلمانون مین لوگ التونتاش کے ساتھ جو آئے تھے سب اس مقام پر موجود تھے ہندوؤن نے اپنے باقی حصہ ہائے فوجکو لینے بلانیکے لئے گرامٹ مین سنکھ بجادیا یہ انکی غلطی تھی اسلئے کہ یہ علامت محمود کی فوج پر حملہ کرنیکی قرار دی گئی تھی نہ واپس بلانیکی سنکھ کی آواز سنتے ہی ہندوؤنکی دونون مخفی فوجون نے محمود کی فوج پر حملہ کردیا محمود نے اپنے سوارون اور التونتاش کا انتظار کیا مگر وہ نہ آئے جسکی وجہ سے اوسکے دلمین ایک بیقراری پیدا ہوئی اور اس بیقراری کا اثر ہر سوار اور ہر سپاہی کے دل مین ایسا دوڑ گیا کہ سب کے [illegible] ادھر راجہ کے ساتھیون نے بھی لڑائی تیز کردی اور بڑی سختی اور جانفروشی کے ساتھ ہر طرف سے حملہ شروع کیا یہان لڑائی کا یہ عالم کہ جیسے محمود غزنوی کی فوج اب شکست اوٹھایا ہی چاہتی ہو اگرچہ وہ اور داؤد طائی بڑی مضبوطی سے اپنی فوجکو ادبہار ادبہار کر لڑا رہے تھے مگر لڑائی کا رنگ بدل گیا تھا اور تقدیر نے ہندوؤنکو ایسی دلاوری دی تھی کہ وہ بڑے شوق و مسرت سے مسلمانونکی شکست کے منتظر تھے اودہر التونتاش کے ایسے تیز حملے کئے اور اس سختی سے مقابلہ کیا کہ جے رام کے سپاہی بدحواس ہونے لگے دیر تک وہ اپنی کمک کے منتظر رہے مگر کوئی نہ آیا آخر گھبراکر اونہون نے دو سوار دوڑائے کہ جلدی سے جاکے راجہ اجمیر کو اس لڑائی کی اطلاع دین اور یہ بھی خبر کردین کہ جے رام کیحالت نہایت مخدوش معلوم ہوتی ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انکو سخت صدمہ پہنچا اس لئے کہ اون کے دس ہمراہیون کی رونے کی آوازین ہمارے کانونمین آئین ہم گھبراکر اونکی خبر لینے کو روانہ ہوئے لیکن مسلمانون نے ہمکو روکا مسلمانونکی فوج بہت زیادہ ہے آپ ہماری مدد کیجئے ورنہ عنقریب شکست ہوا چاہتی ہے یہ پیام جیسے ہی راجہ کے پاس پہنچا اوس کے حواس جاتے رہے چہرہ اتر گیا اور اوسنے اپنے مقام پر رنجیت سنگھ ٹھہراکے خود اودھر کا رخ کیا دس ہزار [illegible] لڑ رہے تھے کے دامن مین اوسی جگہ جا پہونچا جہان جے رام کے ساتھی اپنے سنبھالنے کی آخری کوشش کر رہے تھے التونتاش نے بڑی جرات سے چاہا کہ آخر تک مقابلہ کرتا رہے لیکن دشمنونکی طرف اتنی بڑی فوج آنے سے اوسکے سپاہیون نے دل ہار دیا اور کسی طرح نہ لڑ سکے آخر

نتیجہ یہ ہوا کہ التونتاش کے تمام سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور سبکے بعد خود التونتاش کو بھی میدان جنگ دشمنون کے سپرد کرکے واپس آنا پڑا۔ بھاگتے وقت بہت مسلمان مارے گئے جن کی لاشین اس سنگستانی مقام مین ادھر ادھر پڑی ہوئی تھین راجہ نہایت بیتابی کے ساتھ بلندی پر چڑھ کے وہان پہنچا جہان جے رام کی لاش پڑی ہوئی تھی اسوقت تک راجہ کو جے رام کے مرنے کی خبر نہین پہونچی تھی جب اوس نے اس مقام پر اپنے وزیر کے بیٹے کو اس بے کسی کے عالم مین مردہ پڑا دیکھا تو اوسکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور نہایت بیقراری اور بیتابی کے ساتھ رنبیلگا راجہ نے جو لوگ وہان کھڑے تھے اونسے دریافت کیا جے رام کیونکر مارا گیا۔ ایک سوار) مہاراجہ ہمین زیادہ معلوم نہین ہم دور تھے جب ہم قریب پہونچے تو ہمنے ان دو جوگیون کو جو نیچے پڑی ہوئے ہین دیکھا کہ روتی جاتے ہین اور ہمارے سردار جے رام کی لاش کو تلوار سے کاٹ رہی ہین ہمین نہایت ہی غصہ معلوم ہوا اور ہم نے دونوکو تلوارونسے مار کر گرا دیا اتنی دیر مین یہ تیسرا جوگی جسکی یہ لاش پڑی ہے آیا اور اسنے جے رام کی تلوار اٹھاکے اپنے تئین آپ ہی قتل کیا۔

راجہ۔ آہ! اجمیر تباہ ہو گیا۔ اجمیر کی فوجکا سردار مارڈالا گیا وہ شخص جس پر میری کل امیدون کا دار و مدار تھا جسکی ذات سے بہت کچھ کامیابی کی امید تھی وہ آج خاک و خون مین بیجان پڑا ہوا ہے اے اجمیر تو تباہ ہو گیا تیرا حامی قتل ہو گیا۔ اس کے بعد راجہ اون لوگون کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کوئی ایسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ اس راز کا پتہ لگے اور ہم کو معلوم ہو کہ یہ جوگی کون لوگ ہین اور انکو جے رام سے کیا تعلق ہے۔

ایک سوار۔ مہاراج یہان قریب ہی ایک جھونپڑا ہے جسمین کچھ جوگی رہتے ہین اگر حکم ہو تو ہم انکو پکڑ لائین۔ شاید اس طور پر حال معلوم ہو جائے "

راجہ۔ ہان ہان ابھی جاؤ۔

سوار روانہ ہوا اور راجہ کھڑا ہو کر پھر رونے لگا۔ اوس نے نہایت یاس کے لہجے مین کہا آہ میری موہنا مجھکو داغ دیگئی۔ پھر اوس کے بعد جے رام کو بھی زندگی نہ پسند آئی اور وہ مجھ سے رخصت ہو لیا۔ راجہ دیر تک اسی قسم کے حسرتناک جملے کہتا رہا اور روتا رہا کیا سوار ایک بوڑھی سن رسیدہ جوگی کو پکڑ لایا۔ اور وہ جیسے ہی اس اندوہناک سین مین پہنچا اور رونے لگا

روپنے لگا دیر تک اسکی طرف متوجہ ہوکر کہا کچھ خبر ہے کہ کیا سانحہ ہوا اور ان نوجوان جوگیون اور میرے سپہ سالار فوج جے رام سے کیا تعلق تھا۔ اسکا جواب دینے کیلئے جوگی نے بڑی مشکلون سے آواز سنبھالی اور رک رک جانیوالے شکست الفاظ مین اتنا کہا ہان مجھے تمام معاملات کی خبر ہے مین سب باتین جانتا ہون مگر اونکو اوسوقت ظاہر کرونگا جب ظاہر کرنے کا وقت آئیگا۔

راجہ۔ آہ اتنے بڑے معاملہ کی اسکی حالت سننے کیلئے وقت کا منتظر رہون نہین مجھسے نہین ہوسکتا۔ جلدی بتاؤ ورنہ مین تجھے کلڑے کلڑے ان ہی ہاتھون کے برابر ڈالدونگا۔

جوگی۔ مہاراج موت سے مین بالکل نہین ڈرتا مین خود اپنی زندگی سے بیزار ہورہا ہون حضور احسان کرینگے اگر مجھے قتل کرڈالینگے۔ باقی رہا اس امر کا ظاہر کرنیوالا دنیا مین صرف مین ہی ہون اور کوئی نہین مگر یہ راز ابھی نہین کھل سکتا جب یہ کھلیگا جب محمود غزنوی اور مہاراج آپ دونون برابر بیٹھے ہونگے دونون کے سامنے بیان کرونگا کیونکہ اس قصہ کو دونون بادشاہون سے برابر تعلق ہے

راجہ۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ سلطان محمود میرے برابر آکے بیٹھے اور وہ میرا دشمن ہو اور مین اوسکے خون کا پیاسا ہون۔

جوگی۔ مہاراج آپکے نزدیک یہ ممکن نہین ہے مگر میرے اختیار مین ہے اگر حضور حکم دین تو مین سلطان کو ابھی یہان بلالاؤن وہ میرے کہنے سے چلے آئینگے۔ سنکے راجہ نے حیرت سے جوگی کی صورت دیکھی اور تعجب کی آواز مین پوچھا تو محمود کو بلالائیگا؟

جوگی۔ ابھی بلا سکتا ہون بس آپکی اجازت چاہئے۔

راجہ۔ شاید تو مجھے دھوکا دیتا ہو کہ اسی بہانے سے اپنی جان بچاکے بھاگے۔

جوگی۔ اگر مہاراج کو اعتبار نہین تو اپنے کچھ سپاہی میرے ہمراہ کردیجئے وہ میرے ساتھ رہینگے مجھے بھاگنے کا موقع نہ دینگے مین اونکو لئے ہوئے سلطان محمود کے پاس جاؤنگا اور سلطان کو بلالاؤنگا۔

راجہ۔ اگرچہ اسکا اعتبار نہین کیونکہ جب دشمن کی فوج مین گیا تو میرے سپاہی کیا کرسکینگے بیکار ہونگے مین تیرا اعتبار کرتا ہون اپنے چند سوارونکی طرف اشارہ کرکے تم لوگ اسکے

رکھی جائے اور آپ چل کے دیکھیے کہ راجہ سے کیا گفتگو ہوتی ہی اور کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے -

سلطان - بہتر مجھے آپکے حکم مین کوئی عذر نہین - [illegible] افسر کے ذریعہ سے ہندو فوج کے افسر [illegible] کہ اب لڑائی موقوف رکھی جائے انشاء اللہ کل مقابلہ ہوگا

ہندو افسران فوج بھی اپنے انکار مین اس درجہ پریشان ہو رہے تھے کہ اونہون نے اس درخواست کو فوراً قبول کر لیا اور امن کی جھنڈیان دکھلا کے لڑائی موقوف کیگئی دونون طرف کے سپاہی اپنی اپنی فرودگاہ مین روانہ ہوئے اور سلطان محمود خاص افسرون اور ایک ہزار سوار کو اپنے ہمراہ لیکر اس طرف روانہ ہوا جہان پہاڑی پر راجہ اجیمرشن کھڑا ہوا تھا یہ سب اس حد تک تو سوار رہے جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے اسکے بعد گھوڑون پر سے اوتر پڑے اور پا پیادہ پہاڑیون پر چڑہنے لگے تمام ہندوؤنکو نہایت حیرت تھی کہ یہ جوگی کون شخص ہے کہ اسکے آتے ہی سلطان محمود غزنوی فوراً چلا آیا راجہ نے سلطان کو آتے دیکھکر آگے بڑہکر استقبال کیا اور شاہانہ آداب اور دوستانہ اخلاق سے ملا اگرچہ اسوقت وہ از حد غمگین تھا کہ [illegible] بخوبی بین پڑتے تھے لیکن [illegible] اپنے خلق و مروت سے کوئی بات اوٹھا نہ رکھی جب راجہ نے بڑہ کے سلطان [illegible] کی مزاج پرسی سے فراغت ہوچکی تو [illegible] راجہ نے کہا آپنے بڑی تکلیف کی اب مجھے آپ کے ذریعہ سے معلوم [illegible] بیٹا جے رام کس نے مار ڈالا گیا

سلطان - جوگی کی طرف متوجہ ہوکر) شاہ صاحب اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان فرمائیے

جوگی - جی ہان معلوم ہے اور صرف مجھی کو معلوم ہے میرے جھونپڑے مین ایک نوجوان شخص قید تھا جو [illegible] مین بند رکھا جاتا تھا اور ایک خاص ضرورت اور مصلحت سے قید کیا گیا تھا علاوہ [illegible] مین کئی نو عمر جوگی تھے جنمین سے تین اصل مین شریف عورتین تھین اسلام کے ایک معزز خاندان مین دو بھائی تھے ایک یعقوب اور ایک یوسف یعقوب [illegible] خراسان مین [illegible] اسکی نسل چلی وہ نوجوان شخص اسی نسل سے تھا اور اس سلطانی افواج مین ہمیشہ بہادری دکھائی [illegible] یوسف اگلے زمانہ مین عرب کی فوجونکے ساتھ سندھ مین آیا تھا اور اس کی نسل برابر یہان پھیلتی رہی ان تین عورتون مین وہ اس نسل سے تھین لیکن دونوں کی یہ خاندانی یگانگت بھی کسیکو معلوم نہین تھی اس راز کا راز دار صرف [illegible] عورتون [illegible]

اوس نوجوان نے کسی موقع پر دیکھا اور دیکھتے ہی ایک اس میں سے ایک پر عاشق ہو گیا علی ہذا القیاس
عورت جو ابھی بالکل بچہ ہی تھی اوسکے دل میں بھی عشق کے جذبات پیدا ہو گئے گو کہ عصمت اسکا منہ ہمیشہ
بند کئے رہی - اس عشق کے ابتدائی زمانہ میں ایک نیا واقعہ ہوا - وہ یہ کہ ہندوستان کی ایک
معزز اور شریف لڑکی نے اس نوجوان کو دیکھا اور پہلے ہی نظر میں اپنا غم رسیدہ دل اس کے سپرد
کیا - یہ ہندو لڑکی اپنی قوم بدنام ہونیکے ڈر سے اس عشق کو بہت چھپاتی تھی مگر نہ چھپتا تھا وہ
نوجوان بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ اسکو اپنے عقد یعنی نکاح میں لائے کہ اس میں ایک شریف
ہندو خاندان کی اپنی قوم میں بے عزتی منظور تھی اور اسی وجہ سے اس نوجوان نے ایک موقع پر
دل لگانا طریقے سے اس دل شکستہ لڑکی کو اپنے پہلو سے جدا کر دیا وہ مایوس ہو کے چلی آئی اور دل ہی دل
میں غم کھاتی رہی - نوجوان کی یہ ظالمانہ کارروائی ان مسلمان لڑکیوں کو بھی ناپسند ہوئی وہ
بھی اسی ہندو لڑکی سے ملنے کیلئے یہاں آئیں میں نے انکو روک لیا جو میرے پاس جوگی کے
بھیس میں رہا کرتی تھیں مجھ سے ہندو لڑکی نے مدد لینا چاہی چونکہ اس ملک میں میرے مرید بہت
ہیں لہذا میں نے ایک چال سے نوجوانکو گرفتار کرا لیا اور اوسکو اپنے ہمراہ صندوق میں بند کرکے رکھنے
لگا مگر اس ہندو لڑکی کو ہنوز معلوم تھا کہ اسکا معشوق میرے پاس قید ہے اب اسکے دل میں ایسا جوش
جنون پیدا ہوا کہ وہ بھی میرے جھونپڑے میں جوگیوں کا بھیس بدلکے رہنے لگی - اسکا اصلی عاشق
ہندو شخص تھا اسکو بھی اس امر کی خبر پہلے ہی سے ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے اپنی معشوقہ کو
بعض بے وقوفوں کے ہمراہ میں نے کچھ ضرر پہنچانا چاہا لیکن اسکا کچھ بس نہ چل سکا وہ عاشق کون تھا انہیں
جے رام تھا راجہ اجمیر شمس اور سلطان دونوں حیرت سے دیکھنے لگے ؟

جوگی - اس وقت وہ نوجوان صندوق سے نکالا گیا تھا اور حسب معمول کھانا کھلا کے اوسے
ذرہ جھونپڑے سے جھانک کے اس فضا کے دیکھنے کی اجازت دیگئی تھی اپنے رقیب جے رام کو
جاتے دیکھکر فوراً اوسے غصہ آگیا کہ مسلمانوں کے ساتھ فریب کی کارروائی کرنے جاتا ہے خصوص جے رام
کو مجھ سے باتیں کرتے دیکھکر اور آگ ہو گیا میرے جھونپڑے میں سے ایک تلوار لے لی اور لپک کے جے رام
کے پیچھے روانہ ہوا پہاڑی کی بلندی پر پہونچکے اسنے جے رام پر وار کیا جے رام نے بھی پھر کے
تلوار ماری اور دونوں کے وار کاری پڑے اور دونوں گرے میں اپنے جھونپڑے سے اس تماشہ کو دیکھ رہا تھا بلکہ

پیاری دنیا	۳/	احمق الذین	۳/	یوسف دلارا	۴/
حاجی بغلول	۵/	جام زہر	۶/	اندھیر نگری	۱۰/
بچھڑی دلہن	۳/	حسرت وصل	۴/	کرشمۂ الفت	۲/
ہشو	۳/	تارا وتی	۸/	لال کپتان	۵/
عیاش شوہر	۰۲/	مقدس دیوی	۶/	وفائے خانصاحب	۵/
خضر شباب	۶/	سرسید احمد پاشا	۰۳/	عیاشی کا خفیہ راز	۴/
برق غضب	۵/	پہاڑی گروہ	۳/	وفادار معشوقہ	۴/
رومال کا عاشق	۴/	فیروز محمودہ	۰۴/	شہید ناز	۴/
عصمت کا البم	۴/	طرح دار لونڈی	۷/	یوسف نجمہ	۴/
کمسن بی بی	۲/	مشیر شباب	۸/	مہر جبیں	۳/
جوان بی بی	۲/	لاڈلی بیٹی	۰۲/	عزیز عاشق	۰۱/
شیر دکن	۷/	معشوقۂ فرانس	۸/	دو جورو کا شوہر	۲/
قاتل کا قاتل	۴/	خوبصورت ناگن	۶/	آئینہ	۳/
چاند اور سلطانہ کامل	۱۵/	لیلائے دمشق	۵/	پریچھم کامل	۶/
معشوقۂ عرب	۷/	چتور کی دیوی	۳/	سونے کی چڑیا	۵/
محبوب گنشت	۶/	مہر شہر با نازنین	۳/	پدماوت	۳/
حسن کا ڈاکو	۲/	اٹھتی جوانی	۳/	جذبۂ الفت	۲/
خونی رقیب	۵/	مالن کی بیٹی	۰۲/	تاثیر الفت	۰۲/
مرد میدان کامل	عہ/	امید وصال	۲/	شیدا حسینہ	۲/
روزہ لبٹرٹ	۱۱/	چالاک قاتل	۴/	لالہ رخ	۳/
سلطان نازک ادا	۰۲/	حور عراق	۵/	انوکھی معشوقہ	۳/
کامنی	۱۲/	حور عرب	۴/	ممتاز بیگم	۴/
اسرار کامل	۱۴/	نازنین	۲/	نظر عشق	۰۱/
طلسمی انگوٹھی	۸/	نئی دلہن	۲/	پیارا پیارا عاشق	۳/

جملہ فرمائشیں بپتہ حاجی غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ آنا چاہئیں

نام	قیمت	نام	قیمت	نام	قیمت
طلسم رجید	۲/	عربی دلہن	۴/	ہوا باز عاشق	۵/
ابن طولون	۱۰/	فتنہ	۹/	سنہری زلفین	۴/
اختری بیگم	۶/	فطرتی جاسوس	۵/	شاطر چور	۶/
امین مامون	۱۰/	فطرتی قاتل	۵/	شفق آرا بیگم	۸/
امریکن نازنین	۸/	گل بہار	۱/	شارل عبدالرحمن	۱۰/
امراؤ جان	۲/	فاتح یورپ	۵/	سونے کا جزیرہ	۸/
انار کلی	۱/	لندنی جاسوس	۳/	انقلاب روس	۵/
اندرا	۴/	محبوبۂ شام	۲/	سعید جمیلہ	۴/
بوڑھا دولہا	۱۰/	محبوبۂ بغداد	۵/	خونی شاہزادہ	۷/
بوالہوس بنگالی	۱۰/	مخمور عاشق	۷/	حسن پرست	۴/
بے زبان دوست	۷/	بلائے بد	۵/		
پاربتی	۱۰/	خونی ساحر	۴/		
پراسرار شادی	۴/	زر پرست	۴/		
جمیلہ	۴/	بہرام چور	۴/		
حسین لڑکی	۱۰/	شریف چور	۵/		
شیخ چلی	۲/	دغا باز دلہن	۴/		
خوبصورت کاہنہ	۴/	کرشمۂ رقابت	۴/		
دور فلک	۴/	گنجی کا راز	۳/		
ذات شریف	۶/	مراکش کا ڈاکو	۲/		
زندہ لاش	۶/	مالوہ کی بیگم	۳/		
شوخ یہودن	۳/	قاتل شوہر	۶/		
شہنشاہ عیاران	۵/	جہان آرا	۴/		
طلسمی برج	۵/				